بانی ومہتمم :مفتی محمد رضا قادری نقشبندی مصباحی خلیفہ حضور شیخ العالم وسربراہ اعلیٰ علما فاؤنڈیشن نیپال
بفیض روحانی : مجمع الفضائل والبرکات،مظہر کمالات امام ربانی حضور شیخ العالم مولانا شاہ احمد رضا نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ
قیادت :قائد ملت نیپال حضرت مولاناالحاج سید غلام حسین مظہری مرکزی صدر علما فاؤنڈیشن نیپال

Salmankhan Salmankhan
UPI ID: salmankhansalmankhan97861@okicici

نیپال اردو ٹائمز

Weekly
The NEPAL URDU TIMES

جلد نمبر۱
VOL:(1)

چیف ایڈیٹر: عبدالجبار علیمی نظامی
weeklynepalurtutimes@gamil.com

1 صفحات

23/اپریل ۲۰۲٦ مطابق 05/ذی القعدہ ۱۴۴۷ھ 10گتے بیساکھ

شمارہ نمبر ۸٦
ISSUE (86)

وزیر اعظم بالیندر شاہ کو توہین عدالت کے معاملے میں حاضری سے استثنیٰ دے دیا گیا

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبد القادر اویسی
کاٹھمانڈو

سپریم کورٹ نے وزیر اعظم بالیندر شاہ کو توہین عدالت کے معاملے میں حاضری سے استثنیٰ دے دیا ہے۔ جسٹس ہری پھوئیال اور شانتی سنگھ تھاپا کی بنچ نے شاہ کو اس معاملے میں تاریخ پر نمائندہ بھیجنے کی سہولت فراہم کی ہے۔اب معاملے کی اگلی تاریخ پر وزیر اعظم شاہ کی جگہ ان کا نمائندہ بھی عدالت میں حاضر ہو کر تاریخ لے سکتا ہے۔اس سے قبل بھی انہوں نمائندہ کے لیے درخواست دی تھی لیکن عدالت نے اسے مسترد کر دیا تھا۔اس کے بعد سے وہ توہین عدالت کے معاملے کی ہر سماعت پر ذاتی طور پر پیش ہوتے رہے ہیں۔وزیر اعظم بالیندر شاہ جب وہ کاٹھمنڈو میٹروپولیٹن کارپوریشن کے میئر تھے، نے ہندی فلم آدی پروش" میں جانکی بھارت کی بیٹی ہیں مکالمے کو ہٹائے بغیر فلم کی اسکریننگ پر روک لگانے کا اعلان کیا تھا۔نیپال چلچتر سنگھ (سینما) ہال آپریٹرز کی ایک یسوسی ایشن) نے اس فیصلے کو چیلنج کرتے ہوئے پاٹن ہائی کورٹ میں ایک رٹ پٹیشن دائر کی تھی۔اس درخواست میں میئر شاہ سٹی پولیس وزارت داخلہ اور وزارت مواصلات واطلاعات کو فریق بنایا گیا تھا۔ پاٹن ہائی کورٹ نے میٹروپولیٹن کے فیصلے کے خلاف ایک عبوری حکم جاری کرتے ہوئے کاٹھمنڈو میٹروپولیٹن ایریا میں ہندی فلموں کی اسکریننگ کی اجازت دے دی تھی۔اسی دن شاہ نے سوشل میڈیا پر وفاقی حکومت اور عدالت کو ہندوستانی غلام کہا تھا۔عدالتی حکم پر عدم اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے قانون اور عدالتی احکامات پر عمل نہ کرنے کی بات بھی کی تھی۔

وزارت داخلہ کچھ عرصے کے لیے وزیر اعظم شاہ خود سنبھالیں گے۔

شفیق رضا ثقافی
کاٹھمانڈو—

سابق وزیر داخلہ سدھن گورنگ کے استعفیٰ کے بعد، وزیر اعظم بالیندر شاہ خود وزارت داخلہ کی ذمہ داریاں سنبھالیں گے۔وزیر اعظم شاہ کے دفتر کے مطابق، جب تک پارٹی کی جانب سے کوئی اور نام تجویز نہیں کیا جاتا، وزارت داخلہ کی ذمہ داری خود وزیر اعظم سنبھالیں گے۔

وزیر اعظم کے پاس وزارت دفاع کی ذمہ داری بھی ہے۔ سدھن ۱۳ مارچ کو وزیر داخلہ بنے تھے۔وزیر اعظم شاہ کو استعفیٰ دینے کے فوراً بعد، انہوں نے سوشل میڈیا پر اپنے خلاف تحقیقات کا مطالبہ بھی کیا اور کہا میرے لئے عہدے سے بڑھ کر اخلاقیات ہے، اور عوامی اعتماد سے بڑھ کر کوئی طاقت نہیں۔ آج ملک میں اچھی حکمرانی، شفافیت اور جوابدہی کا مطالبہ کرنے والی جنریشن-زی کی تحریک نے بھی یہی پیغام دیا ہے کہ عوامی زندگی شفاف ہونی چاہئے، قیادت ذمہ دار ہونی چاہئے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ اگر میرے ۴٦ بہن بھائیوں کے خون اور قربانی کی بنیاد پر بننے والی حکومت پر کوئی سوال اٹھاتا ہے تو اس کا جواب اخلاقیات ہے۔

کاٹھمانڈو کا تریبون بین الاقوامی ہوائی اڈہ ۱۸ مئی تک روزانہ ۷ گھنٹے بند رہے گا۔

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبد القادر اویسی
کاٹھمانڈو

دارالحکومت کاٹھمانڈو میں واقع تریبھون بین الاقوامی ہوائی اڈہ ٹی آئی اے) آج سے ۱۸ مئی تک ہر رات سات گھنٹے کے لیے بند رہے گا۔ اس کا مقصد بنیادی ڈھانچے کی ترقی کے کاموں کو تیز کرنا ہے۔

ہوائی اڈہ ٹرمینل مینجمنٹ ڈویژن کے سربراہ اندوراج ادھیکاری کے مطابق تمام پروازوں کی آمد و رفت بشمول ٹیک آف اور لینڈنگ۔ رات ۴۵ء۱۱ بجے سے صبح ۳۰ء٦ بجے تک معطل رہے گی، تاکہ پختہ کاری پیومنٹ) کی تعمیر کا کام کیا جاسکے۔اس وقت رن وے کے قریب ٹیکسی وے پر تعمیراتی کام چل رہا ہے اور حفاظتی وجوہات کی بنا پر ہی رات میں ہوائی اڈہ بند رکھنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ہوائی اڈہ دفتر نے کہا ہے کہ یہ عارضی بندش جاری اپ گریڈیشن کے کاموں کو تیزی سے مکمل کرنے کے مقصد سے کی گئی ہے۔ ایئر لائنز سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ اس مدت کے دوران ہونے والی زحمت کو کم کرنے کے لیے اپنے پروازوں کے ٹائم ٹیبل میں ضروری تبدیلیاں کریں

حکومت کی تشکیل کے ۲٦ روز بعد ہی وزیر داخلہ نے دیا استعفیٰ

کاٹھمانڈو: (نیپال اردو ٹائمز)
نیپال میں نئی حکومت کی تشکیل کے ۲٦ روز بعد ہی وزیر داخلہ سڈان گرنگ نے استعفیٰ دے دیا ہے۔ اسے بالین شاہ حکومت کے لیے بڑا جھٹکا مانا جارہا ہے۔ استعفیٰ دیتے ہوئے سڈان گرنگ نے سوشل میڈیا پلیٹ فارم پر ایک پوسٹ شیئر کی ہے۔اس میں انہوں نے لکھا کہ "مفادات کے ٹکراؤ کو دیکھتے ہوئے میں نے عہدہ چھوڑنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تحقیقات کے بعد میں اپنے مستقبل کے متعلق کوئی فیصلہ لوں گا۔"سڈان کو بالین شاہ کا قریبی مانا جاتا ہے۔ ستمبر ۲۰۲۵ میں کے پی اولی حکومت کے خلاف ہونے والے احتجاجی مظاہروں میں گرنگ نے اہم کردار ادا کیا تھا۔نیپالی اخبار 'ای-کانتیپور' کے مطابق گرنگ کا نام نیپال کے متنازعہ کاروباری دیپک بھٹ کے ساتھ جڑ گیا تھا، جس کے بعد ان پر سوال اٹھنے لگے تھے۔ بھٹ کے خلاف منی لانڈرنگ کی تحقیقات چل رہی ہے۔ سیاست میں آنے سے قبل سڈان گرنگ 'ہامی نیپال' نامی سماجی تنظیم کے سربراہ تھے۔ کانتیپور کے مطابق اس تنظیم کو فروری ۲۰۲۵ میں دیپک بھٹ سے وابستہ کمپنیوں کے کھاتے سے ۵ کروڑ روپے ملے تھے۔ چونکہ بھٹ اس وقت منی لانڈرنگ کی زد میں ہے۔اس انکشاف کے بعد نیپال کی سیاست میں بھونچال آ گیا۔ پارٹی کے اندر بھی گرنگ پر استعفیٰ دینے کا دباؤ بڑھ گیا، کیونکہ گرنگ کی پارٹی نیپال میں تبدیلی کے نام پر ہی اقتدار میں آئی ہے۔ ۲ دن تک جاری رہنے والے اندرونی خلفشار کے بعد گرنگ نے استعفیٰ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ انہوں نے تحقیقات جاری رہنے تک کوئی بھی عہدہ نہ لینے کی بات کہی ہے۔ قابل ذکر ہے کہ وزارت داخلہ کی کرسی سنبھالتے ہی گرنگ نے نیپال کے سابق وزیر اعظم کے پی شرما اولی اور سابق وزیر داخلہ رمیش لیکھک کو گرفتار کرایا تھا۔ دونوں پر ستمبر ۲۰۲۵ میں طلبہ تحریک کو کچلنے کا الزام لگا تھا۔ نیپال کی سیاست میں ان دونوں کی گرفتاری کو کافی اہم مانا گیا تھا۔ واضح رہے کہ سڈان گرنگ کو بالین شاہ اور روی لمیچھانے کا قریبی لیڈر مانا جاتا ہے۔ حالانکہ جس طرح وہ مصیبت میں پھنسے تھے، اس میں کسی نے ان کا بچاؤ نہیں کیا۔

مغربی بنگال کے انتخابات کے پیش نظر نیپال کی سرحد ۷۲ گھنٹے کے لیے سیل

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبد القادر اویسی
کاٹھمانڈو

مغربی بنگال میں ۲۳ اپریل کو ہونے والے اسمبلی انتخابات کے پیش نظر نیپال ہندوستان سرحد کو پیر کی آدھی رات سے سیل کیا جارہا ہے۔ ووٹنگ دارجلنگ سمیت ۱٦ اضلاع میں ہوگی۔ جھاپا ضلع کے چیف ڈسٹرکٹ آفیسر شیورام گیلال نے بتایا کہ مغربی بنگال کے دارجلنگ ضلع کی سرحد سے متصل جھاپا میں کاکر بھٹا اور بھدرپور چوکیوں اور ایلام میں پشوپتی نگر چوکی کو ۷۲ گھنٹے کے لیے سیل کر دیا جائے گا۔ الیکشن کے دوران سکیورٹی کی حساسیت کو مدنظر رکھتے ہوئے دونوں ممالک کے سکیورٹی اداروں کے ساتھ مل کر سرحد کو سیل کیا جارہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستانی ضلع انتظامیہ کی جانب سے تاحال کوئی باضابطہ خط موصول نہیں ہوا تاہم سرحد کے دونوں جانب انتخابات کے دوران سرحد کو سیل کرنے کی روایت رہی ہے جسے اس بار بھی جاری رکھا گیا ہے۔ ضلع انتظامیہ کے دفتر کے مطابق سرحد کی بندش کے دوران ضروری خدمات کے علاوہ تمام نقل و حرکت پر سختی سے پابندی ہوگی۔ عوام سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ غیر ضروری سفر سے گریز کریں۔ تاہم ہنگامی خدمات صحت کی وجوہات یا فوری سرکاری کاموں کے لیے کوآرڈینیشن کے ذریعے انتظامات کیے جائیں گے۔

ہندوستان میں پرامن اور منصفانہ انتخابات کو یقینی بنانے کے لیے سرحدی علاقوں میں سختی بڑھانے کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے اس بار بھی کاکڑ بھٹا۔ پانی ٹنکی بھدرپور - گلگلیا اور پشوپتی نگر پھاٹک چیک پوسٹوں کو بند کر کے نگرانی بڑھادی گئی ہے۔

وزراء اعلیٰ نے وزیر اعظم سے صوبے کے اختیارات کا مطالبہ کیا۔

شفیق رضا ثقافی
کاٹھمانڈو_ وزرائے اعلیٰ نے وزیر اعظم بالیندر شاہ سے آئین کے تحت صوبوں کو دیے گئے اختیارات کو یقینی بنانے کا مطالبہ کیا ہے۔ انہوں نے اس بات پر بھی ناراضی کا اظہار کیا کہ وفاقی حکومت صوبوں کو صرف انتظامی ڈھانچے تک محدود رکھنا چاہتی ہے۔ جمعرات کو وزیر اعظم اور کابینہ کے دفتر میں وزیر اعظم شاہ نے تقریباً تین گھنٹے تک وزرائے اعلیٰ کی توقعات اور شکایات سنیں۔ وزیر اعظم بننے کے بعد شاہ نے وزرائے اعلیٰ کے ساتھ یہ پہلی بات چیت کی ہے۔ اس بات چیت میں وزیر اعظم شاہ نے صوبوں کو مضبوط بنا کر آگے بڑھنے کا یقین بھی دلایا ہے۔ ۵ جنوری کو جنکپور میں اپنی پہلی انتخابی ریلی میں میتھلی زبان میں خطاب کرتے ہوئے شاہ نے صوبوں کو مضبوط بنانے کی ضرورت پر زور دیا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ 'صوبے کو اور مضبوط بنانا چاہیے'۔ اس بیان سے وفاقیت اور صوبائی ڈھانچے کے حوالے سے ان کا موقف کافی حد تک واضح ہو گیا تھا۔ تاہم، ۲۰۷۹ کے انتخابات میں ایک ہی روز ہونے والے انتخابات میں، اگرچہ وہ قومی اسمبلی کے لیے ووٹ ڈال چکے تھے، لیکن صوبائی اسمبلی کے لیے ووٹ نہیں ڈالنے کی وجہ سے صوبائی معاملات پر ان کے موقف کے بارے میں ایک قسم کا شک تھا۔ اسی قسم کے شک کا شکار وزرائے اعلیٰ، جو وزیر اعظم سے ملنے پہنچے تھے، وفاقیت اور صوبوں کے حوالے سے وزیر اعظم کے موقف کی وضاحت اور مثبت رویے سے خوش ہو کر واپس لوٹے۔ قومی اسمبلی کے تمام اراکین سے بات چیت مکمل کرنے کے بعد، وزیر اعظم نے وزرائے اعلیٰ سے بات چیت کی۔ روایتی انداز سے ہٹ کر، جس میں 'پروٹوکول' کے مطابق باری باری بولنا اور آخر میں وزیر اعظم کا بولنا شامل ہوتا ہے، وزیر اعظم شاہ وزرائے اعلیٰ کے ساتھ 'انٹرایکٹو' انداز میں پیش آئے۔ "صوبائی معاملات پر وزیر اعظم میں کوئی شک، شبہ یا تذبذب نظر نہیں آیا۔ ہم نے انہیں صوبوں کو مضبوط بنانے کے حوالے سے واضح پایا،" گنڈکی صوبے کے وزیر اعلیٰ سورندر پانڈے نے کہا، "مجموعی طور پر یہ ایک نتیجہ خیز اور واضح بات چیت تھی۔ انہوں نے کہا کہ وہ صرف ہماری باتیں سنیں گے ہی نہیں بلکہ جلد ہی ان کا حل بھی کریں گے۔ ہم پرامید ہیں۔" خاندانی وجوہات کی بنا پر کوشی کے وزیر اعلیٰ بہادر کارکی اور علاج کے لیے دہلی میں زیر علاج ہونے کی وجہ سے سدر- پشچم کے وزیر اعلیٰ کمل بہادر شاہ میٹنگ میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ مدھیش، باگمتی، گنڈکی، لمبینی اور کرنالی کے وزرائے اعلیٰ نے صوبوں کو درپیش قلت اور چیلنجز کے بارے میں وزیر اعظم کو آگاہ کیا۔

حکومت نے طلباء کو پبلک ٹرانسپورٹ سروس میں ۴۵ فیصد کی دی رعایت، فیصلے پر عمل درآمد کی ہدایت

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبد القادر اویسی
کاٹھمانڈو

نیپال کے محکمہ ٹرانسپورٹ نے پبلک ٹرانسپورٹ میں طلباء کو دی جانے والی ۴۵ فیصد کرایہ کی رعایت کو لازمی قرار دینے کی ہدایت کی ہے۔ نیپال ٹرانسپورٹ بزنس مین نیشنل فیڈریشن، پبلک ٹرانسپورٹ سینٹرل فیڈریشن اور کامن ٹرانسپورٹ کوآپریٹو سوسائٹی لمیٹڈ کو خطوط بھیج کر ڈپارٹمنٹ نے طلباء کو ان کے قانونی حقوق کی تعمیل کرنے کی یاد دہانی کرائی ہے۔ ایندھن کی قیمتوں میں اضافے کے بعد طلبہ کو بعض پبلک ٹرانسپورٹ میں چھوٹ نہ دینے کی شکایات بڑھ رہی ہیں۔ محکمہ کے مطابق طلبہ کی جانب سے ۴۵ فیصد رعایت نہ ملنے کی شکایات شکایات باکس میں موصول ہو رہی ہیں۔ محکمہ ٹرانسپورٹ کی طرف سے بھیجا گیا خط حکومت اور ٹرانسپورٹ کمپنیوں کے درمیان یکم مارچ ۲۰۰۹ کو طے پانے والے اس فیصلے کی یاد دلاتا ہے۔ اس معاہدے کے مطابق طلباء کو کرایوں میں ۴۵ فیصد رعایت دی گئی ہے۔ محکمہ کے حکام نے بتایا کہ اگر کوئی گاڑی طالب علم کے شناختی کارڈ کی موجودگی کے باوجود رعایت دینے سے انکار کرتی ہے تو اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ ہندوستھان سماچار سیٹاڈیل سیزن ۲ کا ٹریلر جاری، ایکشن میں نظر آئیں گی پرینکا پرینکا چوپڑا کی ہالی ووڈ ویب سیریز سیٹاڈیل اپنے دوسرے سیزن کے ساتھ واپسی کے لیے تیار ہے۔ پہلے سیزن کے بعد، جس کا پریمیئر ۲۰۲۳ میں ہوا، اب سیٹاڈیل سیزن ۲ کا ٹریلر جاری کیا گیا ہے، جس میں پرینکا ایک بار پھر طاقتور جاسوس نادیہ سنگھ کے روپ میں نظر آئیں گی۔ روسو بردرز کی ہدایت کاری میں بننے والی اس سیریز میں رچرڈ میڈن اور اسٹینلی ٹوچی بھی ہیں۔ ٹریلر سے پتہ چلتا ہے کہ نادیہ سنگھ اور برنارڈ اور لک کی ٹیم کو ایک نئے اور انتہائی خطرناک عالمی خطرے کا سامنا کرنا پڑے گا۔ دریں اثنا، مانٹیکور، سیٹاڈیل ایجنسی کو تباہ کرنے کی کوشش کرنے والی ایک تنظیم پہلے سے کہیں زیادہ مضبوط ابھر کر سامنے آئی ہے۔ ٹریلر ایکشن سازش اور اسرار کے امتزاج کی نمائش کرتا ہے جس نے سامعین کے تجسس کو بڑھاوا دیا ہے۔ سیٹاڈیل سیزن ۲ سات قسطوں پر مشتمل ہوگا، جس کا پریمیئر ٦ مئی کو پرائم ویڈیو پر ہوگا۔ نئے سیزن میں کاسٹ ممبران جیک رینر میٹ بیری اور مرلے ڈینڈریج بھی شامل ہیں، جن سے کہانی میں ایک نئی جہت شامل ہونے کی امید ہے

سعودی عرب: ۲۰ لاکھ سے زیادہ نشہ آور گولیاں اسمگل کرنے کی کوشش ناکام

ریاض: (ایجنسیاں)
سعودی عرب کے منشیات کنٹرول کرنے والے محکمے نے، زکوۃ، ٹیکس اور کسٹم اتھارٹی کے تعاون سے، دمام کی شاہ عبدالعزیز بندرگاہ پر پرنٹنگ پیپر کی ایک کھیپ میں چھپائی گئی ایمفیٹامین کی ۲،۳۳۷،٦۴۸ نشہ آور گولیاں اسمگل کرنے کی کوشش ناکام بنادی۔ العربیہ کی رپورٹ کے مطابق محکمے نے ریاض، مشرقی صوبے اور الجوف سے ان گولیوں کو وصول کرنے والے دو تارکین وطن اور ۳ شہریوں کو گرفتار کر لیا

کالم برائے مراسلات
معزز قارئین کرام: السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ نیپال اردو ٹائمز ہمالیہ کی وادیوں سے اردو صحافت کا روشن مینار ہے جس کے ذریعے سے ملک نیپال میں اردو صحافت کو فروغ دینے کے لیے ہماری ٹیم سرگرم عمل ہے،
weeklynepalurdutimes@gmail.com
+9779701714929
+9779805436093

ہرمز میں ایک اسرائیلی سمیت دو بحری جہاز قبضے میں لئے: ایران

تہران: (ایجنسیاں) اسلامی انقلابی گارڈ کور (آئی آر جی سی) کی بحریہ نے آج کہا کہ اس نے آبنائے ہرمز میں قوانین کی خلاف ورزی کے الزام میں دو بحری جہازوں کو روک کر پکڑ لیا اور انہیں ایرانی پانیوں میں منتقل کر دیا۔ آئی آر جی سی نیوی نے کہا کہ بحری جہازوں کو ایران کے ساحل پر لایا گیا ہے اور خبردار کیا گیا ہے کہ آبنائے ہرمز میں "امن و امان میں خلل ڈالنا" ایران کے لیے سرخ لکیر ہے۔ بیان کے مطابق ایک بحری جہاز کو ایران کے ساحل کے قریب نشانہ بنایا گیا جب کہ دوسرے کو عمان کے ساحل کے قریب حملے میں نقصان پہنچا۔ آئی آر جی سی نے جن بحری جہازوں کی نشاندہی کی ہے ان میں ایم ایم ایس سی-فرانسسکا شامل ہے، جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ اسرائیل کی ملکیت ہے۔ دوسرا جہاز ایپامنوڈیس ہے۔ تنظیم کے مطابق یہ جہاز بغیر اجازت کے کام کر رہے تھے اور بار بار ضوابط کی خلاف ورزی کر رہے تھے، نیوی گیشن سسٹم کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کر رہے تھے اور خفیہ طور پر آبنائے سے باہر نکلنے کی کوشش کر کے

میری ٹائم سکیورٹی کو خطرے میں ڈال رہے تھے۔ آئی آر جی سی بحریہ نے کہا کہ "ان جہازوں کی شناخت اور ان کو فورسز کی انٹیلی جنس نگرانی کے تحت روکا گیا تھا، تاکہ آبنائے ہرمز میں ایرانی قوم کے حقوق کا تحفظ کیا جا سکے۔" تنظیم نے کہا کہ دونوں بحری جہازوں کو اب ایرانی علاقائی پانیوں میں لے جایا جا رہا ہے اور ان کے سامان اور دستاویزات کی جانچ کی جا رہی ہے۔ آئی آر جی سی نے اس بات کا اعادہ کیا کہ آبنائے ہرمز سے گزرنے کے لیے ایران کے اعلان کردہ قوانین کی خلاف ورزی یا محفوظ نیویگیشن کے خلاف کسی بھی سرگرمی پر کڑی نظر رکھی جائے گی اور قصورواروں کے خلاف فیصلہ کن اور قانونی کارروائی کی جائے گی۔/I

ہجرت کے سفر میں بڑھتی ہلاکتیں: سنہ ۲۰۲۵ میں تقریباً ۷,۹۰۰ افراد موت یا گمشدگی کا شکار

جنیوا: ایجنسیاں
مولانا مشہود خاں نیپالی

عالمی ادارہ اقوام متحدہ کے ذیلی ادارے بین الاقوامی تنظیم برائے مہاجرت (آئی او ایم) نے اپنی تازہ رپورٹ میں انکشاف کیا ہے کہ سنہ ۲۰۲۵ کے دوران دنیا بھر میں ہجرت کے خطرناک راستوں پر تقریباً ۷ ہزار ۹۰۰ افراد یا تو جاں بحق ہو گئے یا لاپتہ ہو گئے۔

رپورٹ کے مطابق سنہ ۲۰۱۴ سے لے کر ۲۰۲۵ کے اختتام تک ہجرت کے دوران ۸۰ ہزار سے زائد افراد کی موت یا گمشدگی ریکارڈ کی جا چکی ہے، جو ایک سنگین عالمی انسانی بحران کی عکاسی کرتی ہے۔

آئی او ایم نے واضح کیا ہے کہ محفوظ اور قانونی ہجرت کے راستوں تک محدود رسائی کے باعث مجبور افراد خطرناک اور غیر منظم سفر اختیار کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں قیمتی جانیں ضائع ہو رہی ہیں۔ ادارے نے عالمی برادری پر زور دیا ہے کہ وہ مؤثر سیاسی عزم کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہجرت کے

راستوں کو محفوظ بنانے کے لیے ٹھوس اور عملی اقدامات کرے۔ آئی او ایم کے "گمشدہ مہاجرین منصوبہ" کے مطابق یہ اعداد و شمار حقیقی صورتحال کا مکمل احاطہ نہیں کرتے، کیونکہ بہت سے واقعات سرے سے ریکارڈ ہی نہیں ہو پاتے۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ یہ صورت حال اس امر کی متقاضی ہے کہ مہاجرین کی اموات کو روکنے اور متاثرہ خاندانوں کی پیچیدہ ضروریات کو پورا کرنے کے لیے فوری اور مؤثر اقدامات کیے جائیں۔ رپورٹ میں مزید بتایا گیا ہے کہ سنہ ۲۰۲۵ میں امدادی فنڈز میں کمی اور خطرناک ہجرتی راستوں سے متعلق معلومات تک محدود رسائی نے لاپتہ افراد کی درست تعداد کے تعین کو مزید مشکل بنا دیا ہے۔ ماہرین کے مطابق اس انسانی المیے کے نتیجے میں کم از کم ۳ لاکھ ۴۰ ہزار خاندان براہ راست متاثر ہوئے ہیں، جو اپنے پیاروں کی گمشدگی کے بعد نفسیاتی، سماجی، قانونی اور معاشی مسائل سے دوچار ہیں۔ یہ مسئلہ تاحال حل طلب ہے اور متاثرہ خاندان اپنے عزیزوں کے بارے میں معلومات اور انصاف کے منتظر ہیں۔

بین الاقوامی تنظیم برائے مہاجرت نے اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ مئی ۲۰۲۶ میں منعقد ہونے والا بین الاقوامی ہجرتی جائزہ فورم ایک اہم موقع فراہم کرتا ہے، جہاں عالمی سطح پر مؤثر حکمت عملی اختیار کر کے انسانی جانوں کو بچایا جا سکتا ہے۔ رپورٹ کے اختتام پر کہا گیا ہے کہ ہجرت کے راستوں پر انسانی جانوں کا تحفظ اور ان قابل تدارک سانحات کا خاتمہ اسی وقت ممکن ہے جب عالمی برادری مستقل، مضبوط اور مخلص سیاسی عزم کا مظاہرہ کرے۔

"امریکہ کا ایک اور آئل ٹینکر پر حملہ، ہم بھی چھوڑیں گے نہیں: ایران"

نمائندہ، نیپال اردو ٹائمز
سید ظہیر احمد فنا

اس سرخی کے ساتھ ذیلی عنوان میں مشرقِ وسطیٰ میں جاری کشیدگی اور سمندری تنازع کا ذکر کیا گیا ہے۔

امریکی کارروائی: رپورٹ کے مطابق امریکہ نے ایک "ہائی وولٹیج آپریشن" کے ذریعے ایران کی حمایت یافتہ سمجھے جانے والے ایک آئل ٹینکر پر حملہ کر کے اسے قبضے میں لے لیا ہے۔ پینٹاگون کے حوالے سے دعویٰ کیا گیا ہے کہ یہ کارروائی بغیر کوئی گولی چلائے خاموشی سے انجام دی گئی۔

ایران کا ردِ عمل: ایرانی حکام اور ایک سینئر کمانڈر کے حوالے سے سخت بیان دیا گیا ہے کہ ایران اس اقدام کو "سمندری قزاقی" قرار دیتا ہے اور وہ اپنے وسائل کے اس طرح کے قبضے کو برداشت نہیں کرے گا۔ انہوں نے خبردار کیا ہے کہ امریکہ کو اس کی قیمت چکانی پڑے گی۔

کشیدگی کا پس منظر: متن میں بتایا گیا ہے کہ یہ آئل ٹینکر مبینہ طور پر ان جہازوں کی بلیک لسٹ میں شامل تھا جو بین الاقوامی پابندیوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ایران کو مالی امداد فراہم کر رہے تھے۔

ٹرمپ اور مذاکرات: رپورٹ میں سابق امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے بیانات اور اسلام آباد میں ہونے والے (ممکنہ یا فرضی) مذاکرات کا بھی ذکر ہے، جس میں جنگ بندی کی ڈیڈ لائن اور سفارتی تعطل پر بات کی گئی ہے۔

تجزیہ و نوٹ

یہ رپورٹ کسی مخصوص میڈیا آؤٹ لیٹ کی تخلیق معلوم ہوتی ہے جو کہ ممکنہ طور پر ایک فرضی یا مستقبل کے منظر نامے (جیسا کہ تحریر میں اپریل ۲۰۲۶ کی تاریخوں کا اشارہ ہے) پر مبنی ہو سکتی ہے، کیونکہ اس میں موجود کچھ واقعات موجودہ عالمی خبروں سے مختلف ہو سکتے ہیں۔

اہم بات: اس تحریر میں واشنگٹن، تہران اور اسلام آباد کے درمیان پیچیدہ سفارتی اور عسکری تعلقات کو ایک ڈرامائی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

ٹرمپ نے جنگ بندی میں توسیع کر دی

واشنگٹن: (ایجنسیاں) امریکہ نے منگل کو کہا کہ اس نے ایران کے ساتھ جنگ بندی میں توسیع کر دی ہے۔ وائٹ ہاؤس کی طرف سے ہندوستانی وقت کے مطابق آدھی رات کے بعد جاری کیے گئے ایک بیان میں صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے کہا کہ وہ پاکستان کی قیادت کی اپیل کے بعد ایران پر منصوبہ بند فوجی حملے میں تاخیر اور جنگ بندی میں توسیع پر رضامند ہو گئے ہیں۔ امریکی صدر نے کہا کہ وہ اس جنگ بندی میں توسیع کر رہے ہیں جسے انہوں نے ایران کے اندر "سنگین طور پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار" صورتحال کے طور پر بیان کیا ہے۔ انہوں نے تہران کی جانب سے مذاکرات کیلئے متفقہ پوزیشن کے فقدان پر تشویش کا اظہار بھی کیا۔ بیان کے مطابق توقف کی درخواست پاکستان کے آرمی چیف عاصم منیر اور وزیر اعظم شہباز شریف نے کی تھی۔ واشنگٹن نے اس وقت تک کسی بھی جارحانہ کارروائی کو روکنے پر اتفاق کیا ہے جب تک کہ ایرانی رہنما اور نمائندے "مذاکرات کیلئے متفقہ تجویز" پیش نہیں کرتے۔

ایران کیساتھ مذاکرات کا دوسرا دور جمعہ کو ممکن: ٹرمپ

واشنگٹن: (ایجنسیاں) امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے امید ظاہر کی ہے کہ ایران کے ساتھ مذاکرات کا دوسرا دور جمعہ کو ہو سکتا ہے اور اس میں اچھی خبر متوقع ہے۔ ڈونالڈ ٹرمپ نے امریکی اخبار سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ امریکی فوج کو ہر ممکن صورتحال سے نمٹنے کیلئے ہدایت کی ہے۔ ٹرمپ نے کہا کہ ایران کے ساتھ ۳۶ سے ۷۲ گھنٹوں میں مذاکرات کا امکان ہے، دوسرا دور جمعہ کو ہو سکتا ہے جس میں اچھی خبر متوقع ہے۔ امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے وزیر اعظم شہباز شریف اور فیلڈ مارشل عاصم منیر کی درخواست پر ایران پر حملے روکنے کا اعلان کیا ہے۔ امریکی صدر نے سوشل میڈیا پر جاری پیغام میں کہا کہ پاکستانی قیادت نے ہم سے کہا کہ ایران پر حملہ نہ کریں، وزیر اعظم شہباز شریف اور فیلڈ مارشل عاصم منیر نے ہم سے ایرانی قیادت کی متفقہ تجاویز آنے تک حملے روکنے کا کہا ہے۔ امریکی صدر نے کہا کہ جنگ بندی میں تب تک توسیع کر رہے ہیں جب تک بات چیت کا عمل مکمل نہیں ہو جاتا، اس لیے جنگ بندی میں اس وقت تک توسیع کی جائے گی جب تک کہ ایران کی تجویز پیش نہیں کی جاتی۔

جنگ دوبارہ شروع نہ ہو، چین کی اولین ترجیح

بیجنگ: (ایجنسیاں)
حسن سراقہ رضوی

امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے جنگ بندی میں توسیع کے بعد چین نے خبردار کیا کہ مشرقِ وسطیٰ کی صورتحال ایک 'نازک موڑ' پر ہے۔ ڈونلڈ ٹرمپ نے جنگ بندی میں توسیع کی تاکہ ایران کو مذاکرات کے لیے مزید وقت دیا جا سکے۔ ٹرمپ نے منگل کو دو ہفتوں کی جنگ بندی کے خاتمے کو غیر معینہ مدت تک مؤخر کر دیا، جبکہ تہران نے ابھی تک جواب نہیں دیا۔ تاہم انہوں نے کہا کہ ایران کی بندرگاہوں پر امریکی ناکہ بندی جاری رہے گی۔ چینی وزارتِ خارجہ کے ترجمان گو جیاکن نے ایک پریس بریفنگ میں کہا کہ 'موجودہ علاقائی صورتحال جنگ اور امن کے درمیان ایک نازک موڑ پر کھڑی ہے۔ سب سے اہم ترجیح یہ ہے کہ ہر ممکن کوشش کی جائے تاکہ جنگ دوبارہ شروع نہ ہو۔' صدر ٹرمپ کی پاکستان کی درخواست پر ایرانی تجویز آنے تک جنگ بندی میں توسیع انہوں نے جنگ بندی پر براہِ راست تبصرہ نہیں کیا، صرف یہ کہا کہ بیجنگ ایک 'تعمیری' کردار ادا کرتا رہے گا۔ واضح رہے کہ

امریکی صدر ٹرمپ نے پاکستان کی درخواست پر ایران کے ساتھ جنگ بندی میں غیر معینہ مدت تک کے لیے توسیع کا اعلان کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس وقت تک حملے روک رہے ہیں، جب تک کہ ایرانی رہنما اور نمائندے ایک متفقہ تجویز سامنے نہیں لاتے

جے ڈی وینس مذاکرات کیلئے پاکستان نہیں جائیں گے

واشنگٹن: (ایجنسیاں) وائٹ ہاؤس نے تصدیق کی ہے کہ امریکی نائب صدر جے ڈی وینس آج مذاکرات کیلئے پاکستان نہیں جائیں گے۔ اس سے قبل امریکی میڈیا نے کہا تھا کہ ایران کی جانب سے جواب نہ دینے پر امریکی نائب صدر کا دورہ پاکستان مؤخر ہو گیا ہے۔ معاملے سے باخبر امریکی حکام نے امریکی میڈیا کو بتایا کہ جے ڈی وینس کا دورہ کسی بھی وقت دوبارہ طے ہو سکتا ہے۔ دوسری جانب ایران نے بھی کہا ہے کہ امریکہ سے مذاکرات میں شرکت کیلئے وفد اسلام آباد بھیجنے پر ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کیا گی

عراق اور شام کے درمیان کی اہم سرحدی گزرگاہ کھل گئی

بغداد: (ایجنسیاں) عراق اور شام کے درمیان ایک اہم سرحدی گزرگاہ ایک دہائی سے زیادہ عرصے تک بند رہنے کے بعد پیر کے روز دوبارہ کھول دی گئی، جس سے حکام کو امید ہے کہ علاقائی تجارت اور تیل کی برآمدات کو نئی رفتار ملے گی۔ شام نے اس راستے کو تیل کی برآمد کے لیے ایک محفوظ زمینی متبادل کے طور پر پیش کیا ہے، خاص طور پر ایسے وقت میں جب ایران سے متعلق کشیدگی کے باعث آبنائے ہرمز پر غیر یقینی صورتحال برقرار ہے۔ عراق میں 'رابعیہ' اور شام میں 'یاروبیہ' کے نام سے معروف یہ سرحدی راستہ ۲۰۱۱ میں شامی خانہ جنگی شروع ہونے کے بعد بند کر دیا گیا تھا۔ بعد ازاں ۲۰۱۴ میں اس علاقے پر داعش کے جنگجوؤں نے قبضہ کر لیا تھا، جسے بعد میں عراقی کرد فورسز نے دوبارہ اپنے کنٹرول میں لے لیا۔ شام کی سرکاری خبر رساں ایجنسی 'سانا' کے مطابق، دونوں ممالک کے حکام نے اس سرحدی

راستے کے حوالے سے باہم ہم آہنگی بڑھانے اور مشترکہ مفادات کے مطابق آمد و رفت اور تجارت کو آسان بنانے کے اقدامات پر تبادلہ خیال کیا۔ عراق کے صوبہ نینویٰ کی کونسل کی رکن نادیہ الجبوری نے افتتاحی تقریب میں کہا کہ اس راستے کے دوبارہ کھلنے سے "تجارتی سرگرمیوں کو فروغ ملے گا اور اسی راستے سے تیل کی ترسیل کو بھی نئی رفتار ملے گی۔" عراق کی معیشت بڑی حد تک تیل پر منحصر ہے، جہاں اس کی تقریباً ۹۰ فیصد بجٹ آمدنی اسی ذریعے سے حاصل ہوتی ہے۔ اس کا زیادہ تر تیل آبنائے ہرمز کے راستے برآمد کیا جاتا ہے

ٹرمپ کی جنگ بندی میں توسیع کے اعلان کی کوئی اہمیت نہیں

تہران: (ایجنسیاں) مشیر اسپیکر ایرانی پارلیمنٹ مہدی محمدی نے امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی جنگ بندی میں توسیع کے اعلان کو مسترد کر دیا۔ مشیر اسپیکر ایرانی پارلیمنٹ مہدی محمدی نے سوشل میڈیا پر جاری پیغام میں کہا کہ اس اعلان کی کوئی اہمیت نہیں اور ہارنے والا فریق شرائط کا حکم نہیں دے سکتا۔ مشیر نے اپنے بیان میں مزید کہا کہ ایران کے خلاف جاری ناکہ بندی دراصل بمباری کے مترادف ہے اور اس کا جواب فوجی کارروائی کی صورت میں دیا جانا چاہیے۔ انہوں نے کہا جنگ بندی میں توسیع دراصل ایک چال ہو سکتی ہے تاکہ اچانک حملے کے لیے وقت حاصل کیا جا سکے، اس لیے ایران کو خود پیش قدمی کرتے ہوئے صورتحال کا کنٹرول سنبھالنا ہو گا۔ یاد رہے کہ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے وزیر اعظم شہباز

شریف اور فیلڈ مارشل عاصم منیر کی درخواست پر ایران پر حملے روکنے کا اعلان کر دیا۔ امریکی صدر نے سوشل میڈیا پر جاری پیغام میں کہا کہ پاکستانی قیادت نے ہم سے کہا کہ ایران پر حملہ نہ کریں، وزیر اعظم شہباز شریف اور فیلڈ مارشل عاصم منیر نے ہم سے ایرانی قیادت کی متفقہ تجاویز آنے تک حملے روکنے کا کہا ہے۔ امریکی صدر نے کہا کہ جنگ بندی میں تب تک توسیع کر رہے ہیں جب تک بات چیت کا عمل مکمل نہیں ہو جاتا، اس لیے جنگ بندی میں اس وقت تک توسیع کی جائے گی جب تک کہ ایران کی تجویز پیش نہیں کی جاتی۔

آبنائے ہرمز ایران کا اعظم ترین اسٹریٹیجک ہتھیار

تہران: (ایجنسیاں) میڈیا میں شائع ہونے والے ایک تجزیے میں کہا گیا ہے کہ ایران اور امریکہ کے درمیان کشیدگی کے دوران ایران نے جوہری ہتھیار کے بجائے آبنائے ہرمز کو اپنا سب سے طاقتور اسٹریٹیجک ہتھیار بنا لیا ہے جو عالمی توانائی کی تجارت کے لیے انتہائی اہم سمجھی جاتی ہے۔ بین الاقوامی میڈیا رپورٹس کے مطابق امریکا اور اسرائیل کی ایران کے خلاف جنگ کے دوران اصل بحران آبنائے ہرمز کے بند ہونے سے پیدا ہوا جو دنیا کی ۲۰ سے ۲۵ فیصد تیل اور گیس کی ترسیل کا مرکزی راستہ ہے۔ اس آبنائے کے ذریعے سعودی عرب، متحدہ عرب امارات سمیت خطے کے کئی ممالک کا خام تیل اور گیس عالمی منڈیوں تک پہنچتا ہے۔ این ڈی ٹی وی کی رپورٹ کے مطابق ایران کی جانب سے اس راستے میں رکاوٹ یا پابندی نے عالمی سطح پر توانائی کی قیمتوں میں شدید اضافہ کیا، برینٹ خام تیل کی قیمت ۱۱۰ ڈالرز فی بیرل سے بھی اوپر چلی گئی جبکہ شپنگ اور انشورنس کے اخراجات بھی بڑھ گئے

بھارتی میڈیا کے مطابق معاشی ماہرین کا کہنا ہے کہ اس صورتِ حال سے عالمی معیشت کو ۳۳۰ ارب سے ۲.۲ کھرب ڈالر تک نقصان ہو سکتا ہے۔ رپورٹ میں عالمی مجموعی گھریلو پیداوار میں سالانہ بنیادوں پر تقریباً ۲.۹ فیصد کمی کا امکان بھی ظاہر کیا گیا ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ایران نے سمندری راستے سے گزرنے والے جہازوں پر دباؤ ڈال کر اور محدود کارروائیوں کے ذریعے اپنی پوزیشن مضبوط کی ہے جس سے عالمی توانائی مارکیٹ متاثر ہوئی اور سپلائی چین میں خلل پیدا ہوا۔ امریکہ نے ایران پر آبنائے ہرمز کھولنے کے لیے دباؤ ڈالا ہے جبکہ یورپی ممالک اور دیگر عالمی اداروں نے بھی اس اہم سمندری راستے کو کھلا رکھنے کا مطالبہ کیا ہے۔ دوسری جانب ایران کا مؤقف ہے کہ یہ علاقہ اس کی خود مختاری میں آتا ہے اور وہ اپنے قانونی حق سے دستبردار نہیں ہو گا۔ اسی صورتِ حال کے تناظر میں پاکستان میں فریقین کے درمیان مزید مذاکرات بھی جاری ہیں جبکہ عالمی برادری بھی جنگ بندی اور کشیدگی میں کمی کی کوشش کر رہی ہے

امریکی دفاعی بجٹ میں ۴۲ فیصد اضافہ کی تجویز

واشنگٹن: (نیوز ایجنسی) امریکہ کے دفاعی بجٹ میں ۴۲ فیصد اضافے کی تجویز دی گئی ہے۔ پنٹاگان نے امریکی صدر کے مالی سال ۲۰۲۷ کے لیے دفاعی بجٹ کی مزید تفصیلات جاری کر دیں، یہ امریکی تاریخ کا سب سے بڑا ۴۱ ہزار ۱۸۱ کھرب ۷۲ ارب روپے کا بجٹ ہو گا۔ غیر ملکی خبر رساں ادارے کے مطابق ۱.۵ ٹریلین ڈالر کے دفاعی بجٹ میں بحری جہازوں، جیٹ طیاروں اور گولڈن ڈوم کے لیے ۷۵۰ ارب ڈالر شامل ہیں۔ ایران جنگ میں بے دریغ استعمال کے باعث امریکہ کیلئے میزائلوں کی قلت کا خطرہ پیدا ہو گیا امریکی دفاعی بجٹ میں جدید ہتھیاروں اور ٹیکنالوجی پر بڑی سرمایہ کاری کا اعلان بھی کیا گیا ہے۔ ڈرون اور اینٹی ڈرون سسٹمز پر ۷۴ ارب ڈالر خرچ ہوں گے، اسپیس ڈیفنس پروگرامز کے لیے ۷۵ ارب ڈالر سے زائد رقم مختص کی گئی ہے

لبنان میں وسیع پیمانے پر تباہی، ہزاروں گھر متاثر

بیروت: (ایجنسیاں) لبنان کے قومی سائنسی تحقیقاتی مرکز کے مطابق اسرائیلی کارروائیوں کے نتیجے میں چھ ہفتوں پر مشتمل جنگ کے دوران ۵۰ ہزار سے زائد رہائشی یونٹس کو نقصان یا تباہی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ یہ بات ایک عہدیدار نے بیان کی۔

میڈیا رپورٹوں کے مطابق قومی کونسل برائے سائنسی تحقیق کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر شاذی عبداللہ نے فرانسیسی خبر رساں ادارے سے گفتگو میں بتایا کہ تقریباً ۴۶ دنوں کے دوران ۱۷ ہزار ۷۵۶ رہائشی یونٹس مکمل طور پر تباہ جبکہ ۳۲ ہزار ۶۶۸ کو جزوی نقصان پہنچا۔ انہوں نے وضاحت کی کہ پہلے اعداد و شمار میں مجموعی تعداد ۶۲ ہزار بتائی گئی تھی، تاہم بعد میں شماریاتی غلطی کی نشاندہی کی گئی۔ اگرچہ اسرائیل اور حزب اللہ کے درمیان جنگ بندی جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب سے نافذ ہے، اس کے باوجود جنوبی لبنان میں تعینات اسرائیلی افواج کی جانب سے بعض علاقوں میں مسماری اور دھماکوں کا سلسلہ جاری ہے۔ لبنانی حکام اور عینی شاہدین کے مطابق اسرائیلی فورسز شہریوں کو سرحدی دیہات میں واپس جانے سے بھی روک رہی ہیں۔ جنگ مارچ کے آغاز میں شروع ہوئی، میں اب تک ۲۴۰۰ سے زائد افراد ہلاک اور دس لاکھ سے زیادہ افراد بے گھر ہو چکے ہیں۔

ڈاکٹر عبداللہ کے مطابق جنگ بندی کے ابتدائی تین دنوں میں بھی ۴۲۸ رہائشی یونٹس مکمل طور پر تباہ اور ۵۰ کو نقصان پہنچا۔ لبنان اس جنگ بندی میں ایک ماہ کی توسیع کا مطالبہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

نیپال نے بھارت سے آنے والے ۱۰۰ سلمان العالم روپے سے زیادہ کے سامان پر کسٹم ڈیوٹی لگائی

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبد القادر اویسی
کاٹھمانڈو

بھارت سے ۱۰۰ روپے سے زیادہ مالیت کے سامان کی خریداری پر لازمی کسٹم ڈیوٹی نافذ کرنے کے بعد سرحدی چوکیوں پر کشیدگی بڑھ گئی ہے۔ کسٹم آفس کے سامنے تعینات تفتیشی اہلکار عام لوگوں کے تھیلوں کی سخت تلاشی لے رہے ہیں۔ اس دوران سامان چھیننے اور جھگڑے کے واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ بیر گنج میں نیپال بھارت سرحدی علاقے میں مسلح پولیس نے گزشتہ بدھ سے مائیک کے ذریعے لوگوں کو نئے قوانین کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔ جمعہ سے ۱۰۰ روپے سے زیادہ مالیت کے سامان پر لازمی ڈیوٹی وصول کرنا شروع کر دیا گیا ہے۔ ایک مسلح پولیس افسر نے بتایا کہ لوگوں کو دو دن کے لیے اطلاع دی گئی، جس کے بعد اسے سختی سے نافذ کر دیا گیا۔ سرحدی سیکورٹی پر تعینات مسلح پولیس نے مائیک پر یہ اعلان کیا ہے کہ ۱۰۰ روپے سے زیادہ مالیت کا سامان ٹیکس ادا کیے بغیر نہیں لایا جا سکتا، لیکن عام لوگ مہنگائی کے درمیان سرحدی بازاروں میں خریداری پر کریک ڈاؤن پر ناراض ہیں۔ تلاشی کے دوران حفاظتی اہلکاروں کی طرف سے بدسلوکی کی شکایات بھی سامنے آ رہی ہیں۔

سرحد پار سے خریداری کرنے والوں کی تعداد کم ہونا شروع ہو گئی ہے اور چیک پوسٹ کے سخت ہونے کے بعد بھارت کے سرحدی بازار شدید متاثر ہو رہے ہیں۔ کچھ نیپالی تاجر اس سختی کے بارے میں مثبت

رائے رکھتے ہیں، جبکہ دیگر ۱۰۰ روپے کی حد پر سوال اٹھا رہے ہیں، اور اسے ناقابل عمل قرار دے رہے ہیں۔ مقامی لیڈروں کا کہنا ہے کہ یہ مسئلہ عملی پہلوؤں کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اور اس کا منفی اثر چھوٹے تاجروں اور عام صارفین پر پڑ رہا ہے۔ حکام کے مطابق اس سے محصولات کی وصولی میں اضافہ ہوگا اور چھوٹی خریداریوں کے لیے ہندوستان جانے کے رجحان میں کمی آئے گی۔ تجارتی اداروں کا کہنا ہے کہ ۱۰۰ روپے کی حد عملی نہیں ہے اور اس سے عام آدمی کو غیر ضروری مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ان کا مشورہ ہے کہ صرف کم از کم ۲ سے ۳ ہزار روپے یا اس سے زیادہ مالیت کے سامان پر ڈیوٹی لازمی قرار دی جانی چاہیے۔ تاجروں کا یہ بھی کہنا ہے کہ صرف کسٹم ڈیوٹی کے نفاذ سے نیپالی مارکیٹ میں بہتری نہیں آئے گی بلکہ صارفین کو راحت فراہم کرنے اور ڈیوٹی کی شرحوں میں کمی کی ضرورت ہے۔ بھارت کے بازاروں میں خریداری سرحدی علاقوں کے لوگوں کے لیے روزمرہ کا معاملہ رہا ہے، جہاں لین دین نیپالی کرنسی میں ہوتا ہے اور سامان نیپال کے مقابلے میں ۲۰ سے ۴۵ فیصد سستے دستیاب ہوتے ہیں۔ پہلے نمک تیل چینی جیسی روزمرہ استعمال کی اشیاء لانے میں چھوٹ تھی لیکن اب سختی کی وجہ سے سامان ضبط کر کے کسٹم آفس بھیجا جا رہا ہے۔ طویل عرصے سے یہ مطالبہ کیا جاتا رہا ہے کہ سرحد پار خریداری سے آمدنی میں کمی آئے لیکن اب عام لوگ چھوٹی گھریلو اشیاء پر بھی کریک ڈاؤن سے مطمئن نہیں ہیں۔

علما فاونڈیشن نیپال کے زیر اہتمام مجلس مذاکرات بحسن وخوبی اختتام پذیر

پریس ریلیز نیپال اردو ٹائمز
مدھیش پردیش
احمد رضا ابن عبد القادر اویسی

الحمد اللہ آج کی میٹنگ جوگلشن اجمیری میں برائے مجلس مذاکرات و مشاورت علماء فاؤنڈیشن نیپال کی قیادت میں رکھی گئی تھی الحمد للہ بڑی کامیاب رہی علماء کرام و مشائخ کرام مفتیان کرام کثیر تعداد میں تشریف لائے جتنا میں سونچا بھی نہیں تھا خصوصا فخر نیپال حضرت علامہ مفتی اسرائیل صاحب و قاضی نیپال حضرت علامہ مفتی عثمان صاحب برکاتی مجاہد دوران حضرت علامہ محمد عیسی برکاتی و حضرت مولانا مستقیم صاحب حضرت مفتی اظہار النبی صاحب حضرت مفتی اشرف رضا برکاتی صاحب حضرت مفتی محبوب رضا صاحب حضرت مفتی انضار صاحب حضرت صوفی مولانا احمد حسین صاحب برکاتی اور مفتی شوکت صاحب کتنے کا نام لوں سیکڑوں علماء مدھیش پردیش سے اور ائمہ مساجد سیکڑوں کی تعداد جلیشور سے سمردھی اور اس علاقے کے سارے علماء کرام تشریف لائے جس سے بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ مجلس کا افتتاح تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مجھ فقیر احمد رضا ابن عبد القادر اویسی خصوصی نامہ نگار نیپال اردو ٹائمز نے کیا-اسکے بعد اچھے نعت خواں اچھے انداز میں اعلحضرت کا کلام پڑھے۔ پھر اسکے بعد حضرت مولانا عبد القیوم صاحب سینئر نائب صدر علماء فاؤنڈیشن میٹنگ کی غرض وغایت مختصر میں بیان کئے پھر صدر میٹنگ حضرت علامہ سید غلام حسین مظہری صاحب کچھ تفصیلات علاقے کے حالات اور جہاں جہاں وہ پہونچے تھے دعوت دینے کیلئے خواص کر علی پٹی بھمر پورہ لادوبیلا اور جنک پور لہنہ جلیشور سارے علماء جن سے ان کی ملاقات ہوئی تھی اور دعوت دیئے تھے اور سب نے دعوت قبول کیا تھا اپنے بیان میں انہوں نے اظہار فرمایا اس سے اندازہ لگا کہ ان لوگوں نے بڑی محنت کیا اور ان کی محنت رنگ لائی پھر اس کے بعد مفتی انضار صاحب سرلاہی نے اپنا موقف رکھا جس میں انہوں نے مو

بائیل کو خبر استفادہ میں شامل نہیں کیا پھر اس کے بعد مفتی اظہار النبی نے اپنا موقف رکھا اور ان کی گفتگو ٹھوڑی میں نرمی پایا اور ایک ہلال کمیٹی تشکیل دیا جائے اس پر انہوں نے اپنا مشورہ رکھا۔ اسکے بعد مفتی اشرف صاحب نے اپنا مشورہ رکھا اور انہوں نے بھی ہلال کمیٹی بنائے اس پر انہوں نے زور دیا پھر مفتی محبوب رضا صاحب نے بھی کمیٹی بنایا جائے اس پر زور دیا۔ مختصر میں اچھی گفتگو کر کے بیٹھ گئے اسکے بعد مفتی شوکت رضا مصباحی صاحب نے بھی اپنی گفتگو میں مفتی انضار صاحب نے جو موبائیل کو خبر استفادہ میں شامل نہیں کیا تھا اثبات میں کئی ساری دلیلیں پیش کئے۔ اسکے بعد حضرت قاضی نیپال مفتی محمد عثمان برکاتی مصباحی صاحب قبلہ نے مختصر میں موبائیل اور ٹیلی فون میں تار میں اور فیکس میں فرق کر کے اچھے انداز میں پیش کیا اور اچھی اچھی دلیلیں پیش کئے۔ جس سے معلومات میں کافی اضافہ ہوا۔ اسکے بعد مولانا عبد القادر اویسی سرپرست اعلی قاضئ نیپال فاؤنڈیشن کو قطر کے نوجوانوں کے نمائندہ کے طور پر تھوڑا وقت دیا انہوں نے قطر کے جوانوں کا درد پیش کیا کہ ایک روم میں آکر چار گاؤں کے آدمی ہیں دو گاؤں میں عید ہوتی ہے اور دو میں نہیں ہوتی ہے اس وقت لوگوں کو کافی تکلیف ہوتی ہے۔ مشائخ کرام کی بارگاہ میں انہوں نے عریضہ پیشہ کیا کہ آپ لوگ قوم کے درد کو سمجھیں اور باہر رہنے والے کا خیال کریں۔ اخیر میں یہ بات فائنل ہوئی کہ کمیٹی میں جو جو حضرات شامل رہینگے وہ اپنی اپنی دلیلیں رکھیں اور جسکی دلیل مضبوط ہو گی اسی پر عمل کر کے اعلان کیا جائے گا۔ علماء فاؤنڈیشن نیپال کی محنت اور قاضی نیپال فاؤنڈیشن کی مدد رنگ لائی اور سارے علماء چاند کے مسئلے پر اتحاد و اتفاق کے ساتھ کام کریں گے۔ سب نے اس پر اقراد کیا۔ اور یہ بھی طے پایا کہ خانقاہ لوہنہ کے طرف سے بھی کچھ علماء ہلال کمیٹی کے ممبر بن کر ان کی نمائندگی کریں گے اس فیصلے کو میٹنگ میں شریک تمام علماء کرام نے سراہا_اخیر میں حضرت فخر نیپال صاحب کو دعا کے کیلئے کہا گیا جس میں انہوں نے مختصر تقریر کی جس میں انہوں نے کہا انانیت ختم کر دیں اور سارے لوگ مل جل کر اتفاق سے کام کریں، اس پر انہوں نے زور دیا۔ پھر کمیٹی تشکیل دی گئی اور آگے کیسے کام کریں اس پر تبادلہ خیال کیا گیا۔

رپورٹ
خصوصی نامہ نگار نیپال اردو ٹائمز

کپلوستو میں جرائم میں ملوث پاکستانی خواتین کے نیٹ ورک کی تلاش

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبد القادر اویسی
کپل وستو

ہندوستانی سرحد سے متصل روپندیہی اور کپل وستو کے مختلف مقامات پر سونے اور چاندی کی دکانوں سے گاہک بن کر چوری کرنے والی پاکستانی خواتین کی گرفتاری کے بعد نیپال پولیس نے ان کے منظم نیٹ ورک کی تلاش شروع کر دی ہے۔ پولیس اس بات کی تحقیقات کر رہی ہے کہ وہ نیپال کیسے اور کس مقصد کے لیے آئیں۔ حالانکہ وہ سیاحتی ویزے پر آئی تھیں، لیکن مقامی سطح تک پہنچ کر اس طرح کے سنگین جرائم میں ملوث ہونا ایک پیچیدہ سوال ہے۔ سیکورٹی حکام کا کہنا ہے کہ یہ ایک بڑا گینگ ہو سکتا ہے اور کئی مقامات پر چوکسی بڑھانے کی ضرورت ہے۔ کپل وستو سے پکڑی گئی ان دونوں خواتین کے شوہر بھی نیپال سے پاکستان واپسی کے دوران ایئرپورٹ سے گرفتار کر لئے گئے ہیں، جس سے پولیس کو اس منظم نیٹ ورک کے بے نقاب ہونے کی امید ہے۔ پولیس نے دو پاکستانی شہریوں ۲۳ سالہ افان علی اور ۴۴ سالہ صفی الرحمان کو حراست میں لیا جو تریبھون انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر بیرون ملک

روانہ ہونے کی تیاری کر رہے تھے۔ وہ بالترتیب ۲۰ سالہ بیبی کلثوم اور ۴۱ سالہ سروانہ رحمان کے شوہر ہیں، جنہیں ایک ہفتہ قبل کپل وستو سے گرفتار کیا گیا تھا۔ پولیس کے مطابق دونوں ملزمان کو اس وقت گرفتار کیا گیا جب وہ سکیورٹی کو کلیئر کرنے اور بورڈنگ پاس حاصل کرنے کے بعد ایئر عربیہ کی پرواز میں سوار ہونے والے تھے۔ پچھلے ہفتے ہی کپل وستو کے تولیہوا اور چندروٹا بازاروں میں دو خواتین کو زیورات کی چوری اور دھوکہ دہی کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا۔ پوچھ گچھ کے دوران یہ بات سامنے آئی کہ وہ اپنے شوہروں کے ساتھ نیپال آئی تھیں، جس پر پولیس نے ان کی تلاش تیز کر دی کپل وستو ڈسٹرکٹ پولیس آفس کے ترجمان ڈی ایس پی رپیندر کمار سنگھ کے مطابق مختلف یونٹوں کو متحرک کیا گیا اور دونوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ انہیں فی الحال تفتیش کے لیے کپل وستو لایا جا رہا ہے۔ آٹھ روزہ عدالتی ریمانڈ حاصل کرنے کے بعد مزید تفتیش جاری ہے۔ کپل وستو کے سپرنٹنڈنٹ آف پولیس سنتوش اچاریہ کے مطابق خواتین کی چوری کے دیگر واقعات کا بھی انکشاف ہوتا جا رہا ہے۔ پولیس نے بین الاقوامی منظم گینگ کے ملوث ہونے کا شبہ ظاہر کرتے ہوئے تفتیش کو بڑھا دیا ہے۔ انہوں نے کہا، وہ سیاحتی ویزے پر آئی تھیں۔ اب اس بات کا تعین کیا جا رہا ہے کہ آیا وہ کسی منظم گروپ کے حصے کے طور پر آئی تھیں یا اکیلے کام کر رہی تھیں۔

لمبنی میں تاریخی قانون سازی، مگر ادھورا احساسِ انصاف

دلت بل منظور، تھارو کے لیے منظوری، مسلم برادری امتیاز کا شکار؟

لمبنی: (مولانا مشہود خاں نیپالی)

لمبنی پردیش اسمبلی نے ایک تاریخ ساز پیش رفت کرتے ہوئے دلت برادری کے حقوق سے متعلق جامع بل کو متفقہ طور پر منظور کر لیا، جس کے ساتھ ہی یہ صوبہ ملک کے ساتوں صوبوں میں پہلا بن گیا ہے جہاں دلت حقوق کے تحفظ کے لیے باقاعدہ قانون سازی عمل میں آئی ہے۔ اس اقدام کو سماجی انصاف، مساوات اور شمولیتی ترقی کی جانب ایک اہم سنگ میل قرار دیا جا رہا ہے۔

یہ بل اسمبلی کے ساتویں اجلاس کی چودھویں نشست میں مکمل اتفاق رائے سے منظور ہوا۔ سماجی ترقی کے وزیر جنم جئے تیمیلسینا کی جانب سے پیش کیے گئے اس بل میں دلت برادری کے انسانی حقوق، سماجی انصاف، معاشی بہتری اور سیاسی شمولیت کو یقینی بنانے کے لیے متعدد مؤثر اقدامات شامل کیے گئے ہیں۔ رہائش کی سہولت، اعلیٰ تعلیم کے لیے ہاسٹل، تعلیمی اداروں میں ترجیح، سنگین بیماریوں میں مفت علاج، اور روایتی پیشوں کے فروغ کے لیے سبسڈی و آسان قرض جیسے اقدامات اس قانون کا حصہ ہیں۔

بل میں ذات پات پر مبنی امتیازی سلوک اور چھوا چھوت جیسے غیر انسانی رویوں کے خاتمے کا واضح عزم بھی شامل ہے۔

اعداد و شمار کے مطابق لمبنی پردیش کی کل آبادی ۵۱ لاکھ ۲۲ ہزار ۸۷ ہے، جس میں دلت برادری کا حصہ تقریباً ۱۴٫۳۰ فیصد یعنی ۷ لاکھ ۳ ہزار سے زائد افراد پر مشتمل ہے۔ اندازاً دو سے تین لاکھ دلت شہری غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں، جس کے پیش نظر اس قانون کو نہایت اہمیت حاصل ہے۔

ادھر لمبنی پردیش کابینہ نے ایک اور اہم فیصلہ کرتے ہوئے تھارو برادری کے روایتی رسوم و رواج کے تحفظ اور فروغ سے متعلق بل ۲۰۸۳ کو بھی صوبائی اسمبلی میں پیش کرنے کی منظوری دے دی ہے۔ تاہم ان مثبت پیش رفتوں کے درمیان ایک اہم سوال شدت سے ابھر رہا ہے کہ جہاں دلت اور تھارو برادری کے لیے قانون سازی کی جا رہی ہے، وہیں مسلم برادری کے لیے تاحال کسی جامع بل کا نہ آنا تشویش کا باعث بن رہا ہے۔ اس سلسلے میں جامعہ سراج العلوم السلفیہ کے ناظم اعلیٰ اور راشٹریہ مدرسہ سنگھ نیپال کے سرپرست فضیلۃ الشیخ شمیم احمد ندوی حفظہ اللہ نے کہا کہ کسی بھی مہذب معاشرے کی اصل پہچان اس کے عدل و انصاف میں پوشیدہ ہوتی ہے، جہاں قانون سب کے لیے یکساں ہو اور کسی بھی طبقے کے دل میں محرومی کا احساس جگہ نہ پائے۔ ان کے مطابق لمبنی میں مختلف برادریوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے جو اقدامات سامنے آ رہے ہیں وہ یقیناً حوصلہ افزا ہیں، تاہم حقیقی کامیابی اسی وقت ممکن ہے جب ہر شہری، خواہ وہ کسی بھی طبقے یا پس منظر سے تعلق رکھتا ہو، خود کو ریاستی نظام کا برابر کا حصہ اور باوقار شہری محسوس کرے۔ انہوں نے زور دے کر کہا کہ مسلم برادری سمیت تمام محروم طبقات کے لیے مواقع کی برابری صرف ایک پالیسی نہیں بلکہ ایک بنیادی انسانی ضرورت ہے، جس کے بغیر نہ تو اعتماد قائم ہو سکتا ہے اور نہ ہی حقیقی سماجی توازن پیدا ہو سکتا ہے۔

اسی طرح جامعہ سراج العلوم السلفیہ کے موقر استاد اور راشٹریہ مدرسہ سنگھ نیپال کے صدر ڈاکٹر عبد الغنی القوفی نے کہا کہ ترقی کا سفر اس وقت تک مکمل نہیں سمجھا جا سکتا جب تک اس کے ثمرات معاشرے کے ہر طبقے تک یکساں نہ پہنچیں۔ ان کے مطابق مسلم برادری آج بھی تعلیم، معیشت اور سماجی شمولیت کے کئی اہم شعبوں میں مشکلات کا سامنا کر رہی ہے، جن کا حل وقتی اقدامات سے نہیں بلکہ ایک مستقل، جامع اور منصفانہ ریاستی پالیسی کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر واقعی شمولیتی ترقی کو ہدف بنایا گیا ہے تو پھر ہر اس طبقے کو مرکزی توجہ دینا ہوگی جو برسوں سے محرومی اور پسماندگی کا شکار چلا آ رہا ہے، تاکہ ترقی کا چراغ چند ہاتھوں تک محدود نہ رہے بلکہ پورے معاشرے کو روشن کرے۔

جبکہ جامعہ سراج العلوم السلفیہ کے ترجمان اور راشٹریہ مدرسہ سنگھ نیپال کے جنرل سیکریٹری مولانا مشہود خاں نیپالی نے کہا کہ ہم ہر اس قدم کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جو سماج میں عدل و انصاف اور حقوق کے تحفظ کی سمت میں اٹھایا جائے، لیکن یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ آج بھی بعض طبقات بنیادی حقوق اور مواقع کی فراہمی کے منتظر ہیں۔ ان کے مطابق مسلم برادری کی تعلیمی ترقی، معاشی استحکام اور سماجی شمولیت کے لیے فوری، عملی اور ٹھوس اقدامات ناگزیر ہیں۔ انہوں نے نہایت جذباتی انداز میں کہا کہ حقیقی انصاف وہی ہے جو ہر دل کو اطمینان دے، ہر فرد کے احساس محرومی کو ختم کرے، اور ہر شہری کو یہ یقین دے کہ وہ اس ریاست کے فیصلوں اور ترقی کا برابر کا شریک ہے۔ مولانا مشہود خاں نیپالی

کاٹھمانڈو کا تریبون بین الاقوامی ہوائی اڈہ ۱۸ مئی تک روزانہ ۷ گھنٹے بند رہے گا۔

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبد القادر اویسی

کاٹھمانڈو: دارالحکومت کاٹھمانڈو میں واقع تریبھون بین الاقوامی ہوائی اڈہ ٹی آئی اے) آج سے ۱۸ مئی تک ہر رات سات گھنٹے کے لیے بند رہے گا۔ اس کا مقصد بنیادی ڈھانچے کی ترقی کے کاموں کو تیز کرنا ہے۔

ہوائی اڈہ ٹرمینل مینجمنٹ ڈویژن کے سربراہ اندوراج ادھیکاری کے مطابق تمام پروازوں کی آمد و رفت بشمول ٹیک آف اور لینڈنگ۔ رات ۱۱٫۴۵ بجے سے صبح ۶٫۳۰ بجے تک معطل رہے گی، تاکہ پختہ کاری پیومنٹ) کی تعمیر کا کام کیا جا سکے۔ اس وقت رن وے کے قریب ٹیکسی وے پر تعمیراتی کام چل رہا ہے اور حفاظتی وجوہات کی بنا پر ہی رات میں ہوائی اڈہ بند رکھنے کا فیصلہ کیا گیا ہے

۔ہوائی اڈہ دفتر نے کہا ہے کہ یہ عارضی بندش جاری اپ گریڈیشن کے کاموں کو تیزی سے مکمل کرنے کے مقصد سے کی گئی ہے۔ ایئر لائنز سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ اس مدت کے دوران ہونے والی زحمت کو کم کرنے کے لیے اپنے پروازوں کے ٹائم ٹیبل میں ضروری تبدیلیاں کریں۔

دارین اکیڈمی، جمشید پور میں جشنِ یومِ درودِ پاک اور عرسِ صدرُ الشریعہ کا روح پرور انعقاد

بروز پیر، مؤرخہ ۲۰ اپریل ۲۰۲۵ء دارین اکیڈمی، جمشید پور میں نہایت عقیدت و احترام کے ساتھ جشنِ یومِ درودِ پاک اور عرسِ حضور صدرُ الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا بابرکت انعقاد عمل میں آیا۔ اس روحانی و علمی نشست کا آغاز درودِ رضویہ کی اجتماعی محفل سے ہوا، جس میں طلبہ و اساتذہ نے نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ تقریباً نصف گھنٹہ سے زائد وقت تک درودِ پاک کا ورد کیا، اور فضاؤں کو ذکرِ مصطفیٰ ﷺ سے معطر کر دیا۔

بعد ازاں علمائے کرام نے اپنے ایمان افروز بیانات سے سامعین کے قلوب کو منور کیا۔ حضرت مفتی بدر عالم نظامی صاحب نے اپنے خطاب میں حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادتِ باسعادت کے حوالے سے نہایت بصیرت افروز گفتگو فرمائی۔ آپ نے واضح کیا کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت پیر کے دن ہوئی، اور اس دن کے انتخاب میں ایک عظیم حکمت یہ ہے کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ کسی خاص دن کی عظمت کی وجہ سے حضور ﷺ کا مقام بلند ہوا، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت کی برکت سے پیر کے دن کو عظمت و فضیلت حاصل ہوئی۔

اس کے بعد حضرت مولانا شمس العارفین ثقافی

حضور صدرُ الشریعہ حضرت علامہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ (مصنفِ شہرۂ آفاق بہارِ شریعت) کی حیات و خدمات پر روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا کہ بہارِ شریعت ایسی جامع اور عظیم فقہی کتاب ہے کہ اگر کوئی شخص اس کو سمجھ کر مکمل طور پر پڑھ لے، تو وہ فقہِ حنفی کا ماہر بن سکتا ہے۔ مزید بر آں، آپ نے مختلف علمی نکات، شبہات کے ازالے اور نصوصِ شرعیہ کی وضاحت کے ذریعے طلبہ کو قیمتی علمی ذخیرہ فراہم کیا، جس سے حاضرین کو بے حد فائدہ حاصل ہوا۔

محفل کے اختتام پر درود و سلام کا نذرانہ پیش کیا گیا اور حضرت علامہ شمس العارفین ثقافی صاحب کی دعا پر یہ بابرکت اجتماع اپنے اختتام کو پہنچا۔

اس روحانی و علمی محفل میں کثیر تعداد میں علماء و اساتذہ کرام نے شرکت فرمائی، جن میں بطورِ خاص درج ذیل حضرات کے اسمائے گرامی قابلِ ذکر ہیں:

حضرت مولانا محمد عاشق حسین صاحب مرکزی حافظ و قاری مولانا مزمل صاحب، حافظ و قاری محمد شاہنواز مرکزی صاحب، حافظ و قاری محمد کلیم صاحب ، حافظ و قاری محمد فرید اخلاقی صاحب

مہتمم: حافظ و قاری محمد آفاق صاحب

مدرسہ فاطمہ کلیتہ البنات مظفر پور کا تعلیمی جائزہ

مظفر پور، پریس ریلیز مدرسہ فاطمہ کلیۃ البنات زکریا کالونی مظفر پور کا تعلیمی جائزہ لینے کے لیے حضرت مولانا محمد اشفاق مصباحی سیتامڑھی کی آمد ہوئی آپ نے ادارہ کے حسن انتظام، نظم و ضبط سیکیورٹی وغیرہ کے بارے میں دریافت فرمایا، چند چھوٹی بچیوں سے قرأت اور اردو وغیرہ پڑھوا کر سنا اور اطمینان کا اظہار فرمایا اور ادارے کے لیے مفید مشوروں سے نوازا، واضح ہو کہ یہ تعلیمی دروہ بانیٔ ادارہ حضرت حافظ و قاری محمد علی کی دعوت محبت پر ہوا تھا قاری محمد علی صاحب ایک محنتی اور فرض شناس معلم ہیں اخلاق کے دھنی ہیں، مولانا مصباحی سے بہت ہی گہرے مراسم ہیں، آپ نے ۲۰۱۰ سے ۱۱ تک مدرسہ فروغ اہل سنت پریہار میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیا، اور ۲۰۱۲ میں جامعہ قادریہ مقصود پور میں درجہ حفظ کو سنبھالا، جبکہ مسجد امام احمد رضا بانکی مونگرا ضلع کوربا چھتیس گڑھ میں ۲۰۱۳ سے ۲۰۱۸ تک تقریباً چھ سال امامت و خطابت کے فرائض انجام دیے، ۲۰۱۹ سے ۲۱ تک مدرسہ تیغیہ واصل العلوم مجھولیہ مظفر پور میں بحیثیت ناظم اعلی خدمات انجام دیےء، ۲۰۲۲ میں کسب معاش کے لیے سعودی عرب چلے گئے تقریباً چار سالوں تک وہاں مقیم رہے اور اب ۱۲ اپریل ۲۰۲۶ کو علماء و مشائخ کی موجودگی میں جناب کامران خان صاحب کے مشوروں سے مدرسہ فاطمہ کلیتہ البنات کا آغاز فرمایا، یکم جولائی سے ہاسٹل کا بھی انتظام رہے گا ابھی کچھ کاغذی کارروائی پوری کی جارہی ہے اس وقت ادارہ کی صدر معلمات محترمہ نوری فاطمہ ہیں جو کہ بہت ہی باصلاحیت خاتون ہیں، الیشہ پروین دینیات ٹیچر ہیں جبکہ صوفیہ ناز ہندی اور انگلش پڑھاتی ہیں اور سمینہ خاتون کو بچیوں کا نگراں اعلیٰ

ہے۔ اس کے علاوہ بچیوں کو سلائی کڑھائی بھی سکھائی جاتی ہے جو وقت کی اہم ضرورت ہے کمپیوٹر کا بھی انتظام کیا جارہا ہے، جو بچیاں دین کی مبلغہ بننا چاہیں ان کے لیے بھی بہترین موقع ہے، یہ ادارہ گرچہ ابھی ابتدائی مراحل سے گزر رہا ہے مگر بانیٔ ادارہ کے عزم و حوصلہ کو دیکھ کر لگتا ہے کہ ان شاءاللہ یہ ادارہ بہت ہی جلد عروج و ارتقا حاصل کرلے گا۔

رپورٹ: ابوافسر مصباحی
نمائندہ نیپال اردو ٹائمز

امام احمد رضا کانفرنس و جلسہ دستار بندی: ایک روحانی و علمی یادگار

بلوہا بازار، سدھارتھ نگر (یوپی)۔
نیپال اردو ٹائمز بیورو

مورخہ ۲۰ اپریل ۲۰۲۶ بروز سوموار دارالعلوم اہل سنت غوثیہ نظام العلوم میں منعقد ہونے والی امام احمد رضا کانفرنس و جلسہ دستار بندی ایک نہایت روح پرور، علمی اور یادگار اجتماع ثابت ہوئی۔ اس بابرکت محفل نے نہ صرف علم و عرفان کی روشنی کو عام کیا بلکہ دلوں میں عشقِ رسول ﷺ اور خدمتِ دین کا جذبہ بھی تازہ کر دیا۔

📖 امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ: روشنی کا مینار

امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی ذات برصغیر کے مسلمانوں کے لیے ایک روشن مینار کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ نے جس انداز میں دینِ اسلام کی خدمت کی، عقائدِ اہلِ سنت کی حفاظت فرمائی اور عشقِ رسول ﷺ کا پیغام عام کیا، وہ رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔ اسی نسبت سے منعقد ہونے والی یہ کانفرنس دراصل اسی عظیم مشن کی تجدید کا ایک حسین ذریعہ بنی۔

🌹 خصوصی مہمان گرامی کی آمد

اس موقع پر جانشین فاتح بلگرام، رئیس الاتقیا، پیر طریقت، رہبر شریعت، مخدوم ملت حضرت علامہ حافظ و قاری سید اویس مصطفیٰ واسطی قادری قبلہ دامت برکاتہم العالیہ (سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ صغرویہ بلگرام شریف و قاضی شرع ضلع ہردوئی) کی آمد نے محفل کو مزید رونق بخشی۔ ان کی موجودگی نے طلبہ اور حاضرین کے اندر ایک نیا ولولہ پیدا کیا۔

اسی طرح مفکر اسلام، خطیبِ ہند حضرت علامہ مولانا مفتی خالد ایوب مصباحی قبلہ نے اپنے مدلل، پُر اثر اور بصیرت افروز خطاب سے سامعین کے دلوں کو گرما دیا۔ ان کی تقریر میں علم کی گہرائی، فکر کی پختگی اور دین کے لیے درد صاف جھلک رہا تھا۔

🎓 بیس حفاظِ کرام کا اعزاز

تاہم اس کانفرنس کا سب سے حسین اور قابلِ فخر لمحہ وہ تھا جب بیس (۲۰) خوش نصیب طلبہ کے سروں پر حفظِ قرآن کی دستار باندھی گئی۔ جس میں ۱۲ وہ خوش نصیب طلبہ تھے جنھوں نے تعلیمی سال ۲۰۲۵/۲۶ میں ایک نشست مکمل قرآن کو زبانی سنایا تھا، یہ منظر نہایت روحانی، ایمان افروز اور آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والا تھا۔ یہ طلبہ اپنی محنت، اساتذہ کی شفقت اور والدین کی دعاؤں کے نتیجے میں اس عظیم مقام تک پہنچے۔

حقیقت یہ ہے کہ حافظِ قرآن بننا ایک بڑی سعادت ہے اور اس کی دستار بندی ایک عظیم اعزاز کی علامت ہوتی ہے۔ ان حفاظ نے اس دن ثابت کر دیا کہ قرآنِ کریم کا علم حاصل کرنا اور اسے سینے میں بسا لینا انسان کو دنیا و آخرت میں سرفرازی بخشتا ہے۔

🎁 خصوصی اعلانِ عمرہ

آخر میں قائد اہل سنت حضرت علامہ مولانا محمد ریحان رضا خان نظامی قبلہ (بانی و سربراہ اعلیٰ ادارہ ہٰذا) نے دارالعلوم کے دو خوش نصیب اساتذہ کے لیے عمرہ کا اعلان فرمایا، جس کے بعد پوری محفل نعرۂ تکبیر و رسالت سے گونج اٹھی۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بابرکت کانفرنس کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، دارالعلوم غوثیہ نظام العلوم کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے، اور ان حفاظِ کرام کو قرآنِ کریم کا سچا خادم اور امت کے لیے مشعلِ راہ بنائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی قرآن سے محبت کرنے، اسے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تمام حاضرین، منتظمین، اساتذہ اور مہمانانِ خصوصی کو اجرِ جزیل سے نوازے

عالمی تحریک جماعت رضائے مصطفیٰ شاخ واپی کی جانب سے اجتماعی درود شریف کی بابرکت محفل کا انعقاد

محمد عارف رضا قادری رضوی

درودِ پاک وہ عظیم عبادت ہے جس کے ذریعے بندہ اپنے محبوب نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر سلام و رحمت بھیجتا ہے۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا واضح فرمان ہے:

"بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجا کرو۔"

اس آیتِ مبارکہ سے درود شریف کی اہمیت اور فضیلت خوب واضح ہو جاتی ہے۔

اجتماعی طور پر درود شریف پڑھنا بھی ایک نہایت بابرکت اور روحانی عمل ہے، جس میں مسلمان ایک جگہ جمع ہو کر محبت و عقیدت کے ساتھ نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ یہ عمل امت کے اتحاد، بھائی چارے اور دینی شعور کو مضبوط کرتا ہے۔ جب لوگ مل کر ذکرِ مصطفیٰ ﷺ کرتے ہیں تو وہاں اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور دلوں کو سکون نصیب ہوتا ہے۔

احادیثِ مبارکہ میں درود شریف کی کثرت کی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اسی طرح درود شریف گناہوں کی مغفرت، درجات کی بلندی اور مشکلات کے حل کا ذریعہ بھی بنتا ہے۔

جب یہی عمل اجتماعی صورت میں کیا جائے تو اس کی برکتیں اور بھی بڑھ جاتی ہیں۔ اجتماعی درود شریف کا ایک اہم فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے نئی نسل میں نبی کریم ﷺ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ آج کے دور میں جب نوجوان مختلف فتنوں کا شکار ہو رہے ہیں، ایسے روحانی اجتماعات ان کے ایمان کو تازگی دیتے ہیں اور انہیں دین کی طرف مائل کرتے ہیں۔

البتہ اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ اجتماعی درود شریف کا طریقہ شریعت کے مطابق ہو اور اس میں کسی قسم کی بدعت یا غیر شرعی امور شامل نہ ہوں۔ سادگی، اخلاص اور ادب کے ساتھ درود شریف پڑھنا ہی اصل مقصد ہونا چاہیے۔

آخر میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ اجتماعی درود شریف ایک بہترین نیک عمل ہے جو فرد اور معاشرے دونوں کے لیے فائدہ مند ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اس بابرکت عمل کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں اور کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھ کر دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کریں۔

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد و علیٰ آل سیدنا محمد و بارک وسلم

العبد العاصی، کثیر المعاصی محمد عارف رضا قادری رضوی،
مقیم: واپی، گجرات

نیپال اور جمہوریت

دیکھتا ہوں قصر شاہی میں قیادت کی لہر
تاج پوشی کس کی ہوگی کچھ نہیں تجھ کو خبر

کون لانا چاہتا ہے پھر نظام تاج دار؟
کون کرتا ہے مزاج بادشاہی پختہ تر؟

ہر کوئی کہتا ہے کیسا ہے یہ جمہوری نظام
چھین لیتا ہے جو ناداروں سے جینے کا ہنر

اوڑھ کر نیپال میں کچھ لوگ جمہوری قبا
آہ ! کرنا چاہتے ہیں پھر کسی کو تاج ور

کیا یہی منشاء ہے تیری کیا یہی تیرا ہدف
لشکر طاغوت کو مل جائے پھر فتح و ظفر

لا کہیں سے پھر نظام آمریت ڈھونڈھ کر
جس میں ہو انصاف کا قانون سب سے بالاتر

شورش و ہنگامہ آرائی ہے پورے ملک میں
آج کل جمہوریت ہے دیکھ لو زیر و زبر

مت کرو میری تمناؤں کا انصر خون تم
ظلمت شب سے نکالیں گے وہی تازہ سحر

دعوت فکر و عمل: انصر نیپالی

۹۸۱۴۴۲۶۸۱۵۲

ہندوستانی سامان پر کسٹمز ڈیوٹی لگانے کے خلاف کاٹھمانڈو میں احتجاج جاری

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز احمد رضا ابن عبد القادر اویسی: کاٹھمانڈو: ہندوستان نیپال سرحد پر ۱۰۰ روپے سے زائد مالیت کے سامان پر ٹیکس لگانے کی سرکاری پالیسی کے خلاف کاٹھمانڈو میں آج بھی احتجاج ہو رہا ہے۔ آج صبح سے ہی یوتھ فار ٹروتھ تنظیم کی قیادت میں مدھیس وادی جماعتوں سے وابستہ نوجوانوں نے مائتی گھر منڈلا میں احتجاجی مظاہرہ کیا۔ مظاہرین نے حکومت سے فوری طور پر کسٹمز ڈیوٹی کا نظام واپس لینے اور پہلے جیسی صورتحال بحال کرنے کا مطالبہ کیا۔ احتجاج میں شامل نوجوانوں کا کہنا ہے کہ ہندوستان نیپال سرحدی علاقے کے لوگ روزمرہ کی ضروریات کے لیے اکثر سرحد پار خریداری کرتے ہیں۔ ایسے میں ۱۰۰ روپے سے زائد کے سامان پر ٹیکس لگانے کا فیصلہ عام لوگوں پر اضافی معاشی بوجھ ڈال رہا ہے۔ ان کا الزام ہے کہ اس پالیسی سے خاص طور پر سرحدی علاقوں میں رہنے والے عام شہریوں چھوٹے تاجروں اور کم آمدنی والے طبقے کے لوگوں کو سب سے زیادہ پریشانی ہو رہی ہے۔ مظاہرین نے حکومت کے خلاف جم کر نعرے بازی کی۔ ان کے ہاتھوں میں ایسے پلے کارڈز تھے جن پر لکھا تھا: ٹیکس زیادہ نہیں چاہیے، مہنگائی نہیں سہیں گے"، "استحصال اب اور برداشت نہیں کسٹمز ڈیوٹی خارج کرو"، "سرحدی لوٹ بند کرو، ٹیکس ہٹاو ملک بچاو"، مہنگائی گھٹاو راحت دلاو". مظاہرین نے خبردار کیا کہ اگر حکومت نے جلد یہ فیصلہ واپس نہ لیا تو تحریک کو مزید وسعت دی جائے گی۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ پالیسی عوام کے مفادات کے خلاف ہے اور اسے فوری طور پر منسوخ کیا جانا چاہیے۔

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

حج کی فضیلت، اجر و ثواب اور حج نہ کرنے پر وعید

از: محمد شمیم احمد نوری مصباحی: ناظم تعلیمات: دارالعلوم انوار مصطفیٰ سہلاؤ شریف، باڑمیر (راجستھان)

حج اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک اہم ترین رکن ہے جو زندگی میں ایک بار ہر اس عاقل بالغ مسلمان پر فرض ہے جو کہ بیت اللہ تک رسائی کی استطاعت رکھتا ہو حج کی فرضیت کے بعد خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جم غفیر کے ساتھ مدینہ طیبہ سے سفر کر کے اس اہم فریضے کو ادا فرمایا، اس مہتم بالشان عبادت کی ادائیگی پر شرع میں بے شمار اجر وثواب کا وعدہ کیا گیا ہے، اور بغیر کسی عذر کے اسے ترک کرنے پر سخت وعید سنائی گئی ہے۔

قابلِ مبارک باد اور خوش نصیب ہیں وہ سعید روحیں جنہیں اللہ عزوجل نے اپنے پاک گھر کی زیارت کا شرف بخشا اور ابر رحمت کی برستی ہوئی رم جھم بارشوں سے سیاہ کاریوں کی جمی ہوئی پرت در پرت اور تہ بہ تہ کائیوں کو دھل کر کسی نو مولود کی طرح اپنے مقدس گھر سے واپس لوٹایا، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ [آل عمران: ۹۷] اور اللہ کے لیے لوگوں کے ذمہ خانۂ کعبہ کا حج کرنا ھے ہر اس شخص کے ذمہ جو وہاں تک رسائی کی استطاعت رکھتا ہو۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: ﴿وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ [البقرة: ۱۹۶] اور تم حج اور عمرے کو مکمل کرو، اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اے لوگو اللہ تعالیٰ نے تم پر حج کو فرض قرار دیا ہے لھذا تم حج کیا کرو (مسلم شریف کتاب الحج) ایک مرتبہ آپ نے تقریر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر حج کو فرض فرمایا ہے، (نسائی شریف)۔

جمہور علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حج کا منکر کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ چونکہ حیات مستعار کے لمحوں کا کوئی بھروسہ نہیں ہے، اس لیے جس آدمی پر حج فرض ہو اور ظاہری کوئی رکاوٹ نہ ہو تو اسے اس مقدس فریضہ کی ادائیگی میں بالکل تاخیر نہیں کرنا چاھئے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص حج کا ارادہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ جلدی کرے (ابو داؤد شریف)۔

اسی طرح ایک جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حج کرنے میں جلدی کرو کیوں کہ کچھ نہیں معلوم کہ کیا امر پیش آجائے (کنزالعمال)

حج کی فضیلت: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، عرض کیا گیا کہ اس کے بعد کیا ہے؟ فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، عرض کیا گیا پھر کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حج مبرور" (یعنی وہ حج جس میں گناہ نہ کیے گئے ہوں اور ریاکاری نہ ہو)-[رواہ البخاری ومسلم] نیز حضرت ابو ہریرہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جس نے اللہ کے لیے حج کیا اور اس نے ایسی باتیں نہ کیں جو میاں بیوی کے درمیان ہوتی ہیں اور گناہ نہ کیے تو یہ شخص اس طرح ہوگا جیسا اس دن بے گناہ تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا"

اور ایک حدیث میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "الحج المبرور لیس لہ جزاء الا الجنۃ" کہ حج مبرور کی جزا جنت ہی ہے-

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "یکے بعد دیگرے حج وعمرہ کو ادا کرو کیونکہ وہ دونوں تنگدستی اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح آگ کی بھٹی لوہے اور سونے چاندی کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے اور حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے"-[رواہ الترمزی]

حج کا اجر وثواب: اجر وثواب کے اعتبار سے حج کی عبادت اپنی ایک الگ ہی شان رکھتی ہے، چنانچہ طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ دو صحابی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حج کے الگ الگ اعمال کا اجر وثواب پوچھنے کی غرض ونیت سے حاضر ہوئے - حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سوال کرنے سے پہلے ہی ان کے سوالات دہرا دییے-اور پھر ہر ایک کا ترتیب

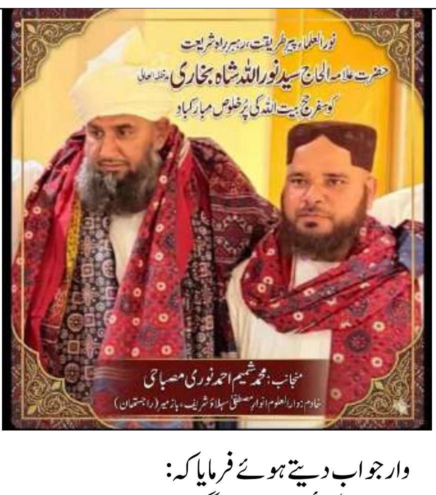

وار جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ:

(۱) جب کوئی حاجی اپنے گھر سے مسجد حرام کے ارادے سے چلتا ہے تو اس کی سواری کے ہر قدم پر ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک ایک غلطی معاف کی جاتی ہے-

(۲) طواف کے بعد کی دو رکعتوں کا ثواب خاندان بنی اسماعیل کے کسی غلام کو آزاد کرنے کے برابر ہے-

(۳) اور جب حجاج میدان عرفات میں جمع ہوتے ہیں تو اللہ رب العزت آسمان دنیا پر نزول اجلال فرما کر فرشتوں کے سامنے ان پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ میرے بندے بکھرے ہوئے بالوں کے ساتھ دنیا کے کونے کونے سے میری جنت کی امید لگا کر میرے پاس آئے ہیں لہٰذا ان کے گناہ اگرچہ ریت کے ذرات، بارش کے قطرات اور سمندر کے جھاگ کے برابر بھی ہوں، پھر بھی میں انہیں بخش دوں گا، پس اے میرے بندو! جاؤ بخشے بخشائے واپس چلے جاؤ تم بھی بخش دییے گیے، اور جس کے لیے تم نے بخشش کی سفارش کی ان کی بھی مغفرت کر دی گئی-

(۴) اور شیطان کو کنکری مارنے کا ثواب یہ ہے کہ ہر کنکری کے بدلہ میں کسی بڑے گناہ کی مغفرت ہوتی ہے-

(۵) اور قربانی کرنے کا ثواب آخرت کے ذخیرہ میں جمع کر دیا جاتا ہے-

(۶) اور احرام کے بعد حلق کرایا جاتا ہے تو حال یہ ہوتا ہے کہ ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے-اور ایک برائی مٹائی جاتی ہے-

(۷) اور جب طواف زیارت کیا جاتا ہے تو حال یہ ہوتا ہے کہ حاجی گناہ سے بالکل پاک اور صاف ہوتا ہے، اور ایک فرشتہ اس کے دونوں شانوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کہتا ہے:"آئندہ کے لیے از سر نو اعمال کرو تمہارے گزشتہ سارے گناہ معاف کر دییے گیے ہیں"-[الترغیب والترہیب ۲/۱۱۰]

اور ایک روایت میں ہے کہ حج کے سفر میں ایک روپیہ خرچ کرنے کا ثواب دس لاکھ روپیہ خرچ کرنے کے برابر ہے-[کنزالعمال ۵/۵]

حاصل کلام یہ ہے کہ سفر حج میں قدم قدم پر اجر وثواب کے اسباب موجود ہیں- تلبیہ پڑھنا خود ایک ایسا عمل ہے کہ آدمی بے اختیار ذکر خداوندی کے روحانی ماحول کے جھرمٹ میں آجاتا ہے اور فرشتوں کی طرف سے اس کو مبارک بادیاں ملنے لگتی ہیں، اس کے بعد بیت اللہ میں حاضر ہو کر دعا مانگنا قبولیت کا اہم موقع ہے نیز حرم شریف کی نیکیوں کو اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ گنا کر دیا ہے، پھر حجر اسود کے استلام کی بھی عجیب خوبی رکھی گیی ہے کہ یہ قدرتی طور پر استلام کرنے والے کے گناہوں کو جزب کر لیتا ہے، حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ رکن یمانی اور حجر اسود کو چھونا غلطیوں کو مٹا دیتا ہے- [ترمذی شریف]

اور یہ دونوں پتھر قیامت کے دن اس حالت میں اٹھائے جائیں گے کہ ان کی دو زبانیں، دو آنکھیں اور دو ہونٹ ہون گے اور یہ اپنے استلام کرنے والوں کے حق میں گواہی دیں گے اور سفارش کریں گے-[الترغیب والترہیب ۲/۱۲۴]

اسی طرح طواف کرنا بھی ایک انتہائی قابل اجر وثواب عمل ہے -ایک موقوف روایت میں نقل کیا گیا ہے کہ طواف کرنے والے کے ہر ہر قدم پر ستر ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اور ستر ہزار برائیاں مٹائی جاتی ہیں، اور ستر ہزار درجے بلند کیے جاتے ہیں- [الترغیب والترہیب ۲/۱۲۴] علاوہ ازیں ایک خاص بات یہ ہے کہ حج کے ایام میں نہ صرف یہ کہ شطواف کرنا اور دیگر عبادات انجام دینا موجب ثواب ہے، بلکہ یہاں اگر کوئی شخص حرم شریف میں بیٹھ کر نیک نیتی کے ساتھ بیت اللہ کی صرف زیارت سے شرفیاب ہو تو وہ بھی ثواب سے محروم نہیں ہوگا-

الغرض سفر حج کا ہر ہر لمحہ نیکیوں کو سمیٹنے کا زمانہ ہے-جو شخص اپنے کو اللہ کی خاص رحمت کا مستحق بنانا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اس موقعہ کو غنیمت جانے اور ایک ایک لمحہ کو کار آمد بنانے کی کوشش کرے، اور غفلت وکوتاہی کو پاس بھی نہ آنے دے، ایک ایسے موقعہ پر جبکہ رحمت خداوندی کی برسات ہو رہی ہو، اس سے فیضیاب نہ ہونا اور سستی میں پڑ کر اوقات کو ضائع کر دینا انتہائی محرومی کی بات ہو گی-

بالخصوص سفر حج کے دوران گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرنا انتہائی ضروری ہے، ایک روایت میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت وارد ہے کہ جو شخص حج کے دوران اپنے کانوں آنکھوں اور زبان کی گناہوں سے حفاظت کرے اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے-

حجاج سے دعائیں کرائیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حج کو آنے والے اور عمرہ ادا کرنے والے اللہ تعالیٰ کے معزز مہمان ہوتے ہیں، اگر وہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرماتا ہے اور اگر وہ گناہوں کی مغفرت طلب کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی گناہوں کو بخش دے گا-

استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے پر وعید: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو ظاہری ضرورت (سفر خرچ اور سواری کا انتظام وغیرہ) یا ظالم بادشاہ (حکومت) یا مہلک مرض جیسی کوئی مجبوری نہ ہو اور وہ (حج کا نصاب ہونے کے باوجود) حج نہ کرے -تو اس کے لیے یہ بات برابر ہے کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر مرے-[رواہ الدارمی]

اللہ کی پناہ! کس قدر سخت وعید ہے استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے پر، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں پر حج فرض ہو اور انہوں نے بغیر عذر شرعی کے حج نہیں کیا تو ان کے سوءِ خاتمہ کا اندیشہ ہے-

اللہ تعالیٰ ہم سبھی لوگوں کو زیارت حرمین طیبین کی توفیق عطا فرمائے-(آمین)

اداریہ

وزیر داخلہ کا استعفیٰ: کیا تبدیلی کا خواب ٹوٹنے جا رہا ہے؟

ایڈیٹر کے قلم سے۔۔۔۔۔

ملک کی سیاست ایک بار پھر ہلچل کا شکار ہے۔ وزیر داخلہ کا استعفیٰ بظاہر ایک فرد کا عہدہ چھوڑنا لگتا ہے، مگر در حقیقت یہ اس سیاسی نظام کی کمزوری اور اندرونی تضادات کی عکاسی کرتا ہے جو برسوں سے ملک کو عدم استحکام کی طرف دھکیلتے آئے ہیں۔ حالیہ دنوں نئی حکومت کے قیام نے عوام میں امید کی ایک نئی کرن جگائی تھی، مگر یہ تازہ پیش رفت ان امیدوں کو دھندلا کرنے لگی ہے۔

یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں کہ ملک کی سیاسی تاریخ بار بار بدلتی حکومتوں، وقتی اتحادوں اور اچانک استعفوں سے بھری پڑی ہے۔ کوئی بھی حکومت اپنی آئینی مدت مکمل نہ کر سکی، اور یہی وہ المیہ ہے جس نے عوام کے اعتماد کو متزلزل کر دیا۔ ایسے میں بالین شاہ کی قیادت میں قائم ہونے والی حکومت کو ایک تاریخی موقع ملا تھا کہ وہ اس روایت کو توڑے اور استحکام کی نئی بنیاد رکھے۔

لیکن وزیر داخلہ سودن گرونگ کی برطرفی نے نہ صرف سیاسی حلقوں بلکہ عوامی سطح پر بھی بے چینی کو بڑھا دیا ہے۔ سوال یہ نہیں کہ ایک وزیر کیوں ہٹایا گیا، بلکہ اصل سوال یہ ہے کہ کیا حکومت کے اندر ہم آہنگی موجود ہے یا نہیں؟ کیا یہ فیصلہ کارکردگی کی بنیاد پر کیا گیا یا اس کے پیچھے سیاسی دباؤ اور اختلافات کارفرما ہیں؟ اگر حکومت اپنے اندرونی مسائل کو حل کرنے میں ناکام رہتی ہے تو بیرونی چیلنجز کا مقابلہ کیسے کرے گی؟

حکومت کے قیام کے بعد سے ہی ایک کے بعد ایک مسائل نے سر اٹھایا ہے۔ سرحدی تنازعات پر عوامی رد عمل، مہنگائی بالخصوص پٹرولیم مصنوعات کی بڑھتی قیمتیں، اور مختلف سماجی و سیاسی گروہوں کی جانب سے احتجاج—یہ سب اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ عوام کی توقعات اور حکومتی کارکردگی کے درمیان واضح خلا موجود ہے۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ کسی بھی نئی حکومت کو ابتدائی دنوں میں چیلنجز کا سامنا کرنا پڑتا ہے، مگر اصل امتحان یہی ہوتا ہے کہ وہ ان چیلنجز سے کیسے نمٹتی ہے۔ کیا حکومت سخت مگر ضروری فیصلے کرنے کی ہمت رکھتی ہے؟ کیا وہ عوام کو اعتماد میں لینے کی صلاحیت رکھتی ہے؟ اور سب سے بڑھ کر، کیا وہ اپنے اندرونی اختلافات کو پس پشت ڈال کر قومی مفاد کو ترجیح دے سکتی ہے؟

موجودہ حالات اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ حکومت محض وقتی رد عمل کے بجائے طویل المدتی حکمت عملی اپنائے۔ شفافیت، احتساب اور موثر گورننس ہی وہ عناصر ہیں جو نہ صرف عوام کا اعتماد بحال کر سکتے ہیں بلکہ سیاسی استحکام کو بھی یقینی بنا سکتے ہیں۔

دوسری جانب عوام اور سیاسی جماعتوں کو بھی اپنی ذمہ داری کا احساس کرنا ہوگا۔ ہر فیصلے پر فوری رد عمل، احتجاج اور دباؤ کی سیاست نہ صرف حکومتی عمل کو متاثر کرتی ہے بلکہ مجموعی طور پر ملک کو غیر یقینی صورتحال میں دھکیل دیتی ہے۔ جمہوریت صرف حکومت کا نہیں بلکہ پورے معاشرے کا مشترکہ نظام ہے، جس کی کامیابی کے لیے سب کو اپنا کردار ادا کرنا ہوتا ہے۔

آج ملک ایک فیصلہ کن مرحلے سے گزر رہا ہے۔ اگر حکومت نے دانشمندی، تحمل اور مضبوط قیادت کا مظاہرہ کیا تو یہ بحران ایک موقع میں بدل سکتا ہے۔ بصورت دیگر، خدشہ یہی ہے کہ یہ بھی ماضی کی طرح ایک اور ادھوری کہانی بن جائے گی، اور عوام ایک بار پھر مایوسی کے اندھیروں میں دھکیل دیے جائیں گے۔

ایک ضروری ہدایت!

طیش میں جلد تر تم نہ آیا کرو
اصلیت اپنی یوں مت دکھایا کرو
ہوش مندی اگر تم میں ہے تو بشیر
ہر کسی سے زباں مت لڑایا کرو

بشیر القادری رضوی گلاب پوری ثم کھٹمنڈوی

وزیر اعظم بالن شاہ کی ہمہ جہت کاوشیں رنگ لا رہی ہیں

ڈاکٹر ثاقب ہارونی
کاٹھمانڈو نیپال

حکومت نیپال ملک کے معاشی و اقتصادی اور سیاسی ڈھانچے کو درست کرنے میں لگی ہے کچھ سخت فیصلے کرنے پڑے ہیں جس کو لے کر نیپال و بیرون نیپال انتشاری ٹولہ چہ میگوئیاں کرنے پر اتارو ہے انتخاب سے پہلے بھارت کی گودی میڈیا اسی بالن شاہ کو بہت اچھا ثابت کرنے پر تلی ہوئی تھی جتنا نیپالی میڈیا کور نہیں کر رہا تھا اس کہیں زیادہ دلچسپی گودی میڈیا دکھا رہی تھی کیونکہ وہ بالن شاہ کو دستور نیپال کو بدل فسطائیت کے دستور کو بحال کرنے کا خواب دیکھ رہی تھی انتخاب کے بعد بالن شاہ نے جس غیر جانب داری کا مظاہرہ کیا اس کو دیکھ گودی میڈیا اور آقاؤں کے سانسیں رک گئیں ان کا مشن فیل ہو گیا لگا انہیں اس لئے نیپال میں انتشار کو جنم دینے کیلئے گودی میڈیا نے اناپ شناپ خبریں کو نشر کرنا شروع کر دیا

ایسے ہی امریکہ کو بھی موجودہ سے بہت آشائیں تھیں کہ ایم سی سی سمجھوتہ کے تحت ایس پی پی کے شق پر اتفاق ہو جائے گا مگر بالن شاہ نے اس اسٹریجک سمجھوتے کو منظوری دینے سے انکار کر دیا امریکہ نے اپنے معاون سکریٹری خارجہ کو نیپال بھیجا تاکہ تبت کی آزادی کی مہم اور یورونیم کے مسئلے کو حل کیا جائے امریکی اہلکار کے پہنچنے سے قبل ہی حکومت نے اس اعلان نے تبت کے مسئلے کو لے کر اہم اعلان کیا کہ ہم اپنی سرزمین کو اپنے پڑوسیوں کے خلاف کسی کو استعمال کرنے کی اجازت نہیں دیں گے اس قبل چین کا ایک وفد نیپال آکر حکومت نیپال کو صاف لفظوں میں متنبہ کر کے گیا تھا کہ تبت کے خلاف کسی قسم کی مہم جوئی ہم قبول نہیں کریں گے

اب امریکہ نیپال میں موجود یورونیم پر نظر جمائے بیٹھا ہوا ہے حکومت نے ابھی اپنے موقف کا اظہار نہیں کیا ہے لیکن نیپالی عوام الناس امریکہ کے ساتھ یورونیم کے ڈیل کو نہیں چاہتی، کیونکہ امریکی غنڈہ گردی اور عالمی طور امریکہ کی دہشت گردی کو نیپال کی عوام پسند نہیں کر رہی ہے نیپال بھارت سرحدیں مفتوح ہیں اور سگولی معاہدہ کے تحت ہم بہت سے باتوں کے پابند ہیں جس میں مفتوح بارڈر ہے مفتوح بارڈر ہونے کی وجہ سے سرحدی علاقوں کے لوگ روز مرہ کی اشیاءِ ضرورت کو بھارت سے لاتے رہتے ہیں جہاں ایک طرف انفرادی فائدہ تو نظر آرہا ہے لیکن اس عمل نے نیپالی معیشت پر جس طرح کاری ضرب لگایا ہے وہ ناگفتہ بہ ہے سرحد سے پچاس کلو میٹر اندر تک نیپال کے بازار ویران ہو گئے اور نیپالی حکومت ٹیکس وصول کرنے سے رہی جس سے ہمارے ترقیاتی مناسوبے تعطل یو تاخیر کے شکار ہو گئے دو سال کے سرکاری پروجیکٹ آٹھ سال گزر جانے کے باوجود تکمیل کو نہیں پہنچ سکے ہیں ایسے ہی بالن شاہ نے بھارت سے سو روپئے سے زیادہ کا سامان پر کسٹم عائد کر دیا ہے جس پر سرحدی علاقوں میں چور اچکوں اور اسمگلروں یا وہ انتشاری ٹولہ جو گودی میڈیا کا نیپال میں متعاون ہے کافی شور شرابا اور نیپالی سرکار کو کمزور کرنے کا کام کر رہے ہیں بعض لوگ تو جذباتی باتیں کرتے ہوئے کہتے ہیں بیٹی روٹی کا رشتہ ہے بھارت جس ناطے بے لگامی جاری رہنا چاہئے سرحدی علاقوں سے کہیں زیادہ غربت پہاڑوں میں جو ہر طرح سے محتاج ہیں مگر وہ لوگ چین یا بھارت سے بنا کسٹم سامان لانے کی بات نہیں کرتے پھر بھارت متصل سرحدی علاقوں کے لوگ سہولت کے نام پر بھارتیہ بازاروں کی پالن پوشن اور نیپال کی مارکیٹ کو اجاڑنے پر کیوں تلے ہوئے ہیں دوسروں پر تکیہ کرنے سے کب تک ملک کی معیشت چلے در حقیقت اس معاملے میں تاؤ تفنگ دکھلانے والوں میں ۲۰۴۸ بکرم سمبت کے بعد کسی بھی طریقے سے ناگرگتا لینے والا طبقہ ہے جسے منظم طور سے نیپال میں بسانے کا کام کیا گیا ہے وہی لوگ آج نیپال میں سیاسی و معاشی اور سماجی انتشار پھیلانے پر تلے ہوئے ہیں ایسے حکومت کو انتشاری ٹولے پر لگام لگانے کو لے کر سوچنے اور جامع حکمت عملی بروئے کار لانے کی ضرورت ہے

نیپال میں چالیس بسکٹ فیکٹریاں موجود ہیں جس میں صرف سترہ فعال ہیں باقی بند ہو گئیں تھیں پرسوں بسکٹ فیکٹریوں نے حکومت کا شکریہ ادا کیا ہے اور کہا کہ ایک ہفتہ کی سرحدی سختی میں نیپال میں بسکٹ کا ڈیمانڈ دوگنے سے بھی زیادہ ہو چکا ہے اب تمام فیکٹریوں کے مالکان نے پھر شروع کرنے کا وعدہ کیا ہے اور حکومت نے ہر ممکن تعاون کرنے وعدہ کیا ہے حکومت نے ایسے وی آئی پی کلچر ختم کرتے ہوئے سرکاری آفسوں میں صدر جمہوریہ اور وزیر اعظم کے فوٹو کو ہٹا دیا گیا ہے اور عوام الناس کی مشکلات کو دیکھتے ہوئے روڈ میں وی آئی پی پروٹوکول کو خارج کر دیا ہے اب تمام وزیر عوام الناس کی طرح گاڑیوں میں چلتے ہیں حال ہی میں وزیر داخلہ کو کرپشن کے الزامات کی بنیاد پر عہدے سے استعفیٰ پیش کرنا پڑا تا کہ ان کے خلاف تفتیش کرنے میں مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے حکومت نے ایک اچھا میسیج دینے کی کوشش کی ہے بالن شاہ نے جس طرح سے کاٹھمانڈو کا میئر بن کر کاٹھمانڈو کو سجانے کا کام کیا ہے ان کی اختراعی و انتظامی اہلیت انہیں دوسرے لیڈروں سے منفرد بناتی ہے پریشر میں آکر کام کرنے والی شخصیت نہیں ہے اور کر کے دکھانے والی شخصیت ہے تمام لوگوں کو کم سے کم چھ ماہ کا وقت دے کر حکومت کی کارکردگی کو دیکھنے کی ضرورت ہے حکومت کی مخالفت سیاسی مخالفین کر رہے ہیں جنھوں نے اپنے عہد میں کام کرنے کے بجائے اپنے چونچلہ بازی اور سیاسی ادھیڑ بن اقلیتوں کا استحصال کرنے والے لوگ ہیں

جہیز اور برات کی بڑھتی ہوئی رسمیں اصلاح کی فوری ضرورت

شادی انسان کی زندگی کا ایک نہایت اہم اور مقدس مرحلہ ہے، جسے اسلام نے نہایت سادگی اور آسانی کے ساتھ ادا کرنے کی تعلیم دی ہے۔ مگر افسوس کہ آج ہمارے معاشرے میں نکاح جیسی بابرکت سنت کو مختلف رسم و رواج، فضول خرچی اور دکھاوے نے اس قدر پیچیدہ بنا دیا ہے کہ یہ ایک مشکل مرحلہ بن کر رہ گیا ہے۔ خصوصاً برات اور جہیز کے نام پر جو کچھ ہو رہا ہے، وہ نہ صرف اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے بلکہ سماجی بگاڑ کا سبب بھی بن رہا ہے۔ آج کل شادیوں میں برات ایک بوجھ بن چکی ہے۔ لمبی چوڑی دعوتیں، مہنگے ہوٹل، سینکڑوں مہمانوں کی خاطر داری اور بے جا اخراجات نے اس عمل کو ایک مقابلہ بنا دیا ہے۔ اسی طرح جہیز کی لعنت نے بیٹی والوں کو شدید ذہنی اور مالی دباؤ میں مبتلا کر دیا ہے۔ "چھکائی" اور دیگر رسموں کے نام پر ہزاروں بلکہ لاکھوں روپے خرچ کیے جا رہے ہیں، اور یہ سب اب ایک لازمی روایت کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ سب سے زیادہ تشویشناک پہلو یہ ہے کہ معاشرے کے وہ افراد، جو اصلاح کے ذمہ دار سمجھے جاتے ہیں،

وہ بھی عملی طور پر انہی رسموں کا حصہ بن جاتے ہیں۔ اسٹیج سے سادگی، سنت اور جہیز سے بچنے کی تلقین کی جاتی ہے، لیکن جب اپنی باری آتی ہے تو وہی لوگ انہی رسومات کو اپناتے نظر آتے ہیں۔ اس قول و فعل کے تضاد نے عوام کے اعتماد کو کمزور کر دیا ہے اور اصلاح کی راہ میں رکاوٹ پیدا کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ معاشرتی اصلاح صرف تقریروں اور تحریروں سے ممکن نہیں، بلکہ اس کے لیے عملی نمونہ پیش کرنا ضروری ہے۔ جب تک ہمارے علماء، سماجی رہنما اور باأثر افراد خود اپنے گھروں میں سادہ نکاح کو رواج نہیں دیں اس وقت تک عوام میں تبدیلی لانا مشکل ہو گا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم سب مل کر اس برائی کے خلاف کھڑے ہوں۔ والدین اپنی حیثیت کے مطابق سادہ شادی کو ترجیح دیں، جہیز کی لعنت سے مکمل اجتناب کریں اور غیر ضروری رسومات کا بائیکاٹ کریں۔ نوجوان نسل بھی اس حوالے سے شعور کا مظاہرہ کرے اور سادگی کو فخر سمجھے، نہ کہ کمزوری۔ اگر آج ہم نے اس مسئلے پر سنجیدگی سے غور نہ کیا تو آنے والی نسلیں مزید مشکلات کا شکار ہوں گی اور شادی جیسے مقدس عمل کو مزید پیچیدگیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس لیے وقت کا تقاضا ہے کہ ہم سب اپنی ذمہ داری کو محسوس کریں اور عملی طور پر اس معاشرتی برائی کے خاتمے کے لیے قدم اٹھائیں۔ سادگی ہی میں برکت ہے، اور یہی وہ راستہ ہے جو نہ صرف ہماری زندگیوں کو آسان بنا سکتا ہے بلکہ ہمارے معاشرے کو بھی ایک مثبت سمت دے سکتا ہے۔

محمد نورالقمر نورانی قادری

موبائل نمبر ۹۹۱۸۴۸۸۲۵۳

نیپال کی بجلی قدرت کا انمول تحفہ، مگر عوام کیوں محروم؟

راشد سیف اللہ

مدینہ منورہ

نیپال ایک ایسا ملک ہے جسے قدرت نے اپنے دامن میں بے شمار دریا، آبشار اور پہاڑی ندیاں دے کر ایک انوکھی دولت سے نوازا ہے، اور وہ دولت ہے پانی سے بننے والی بجلی، آج نیپال نہ صرف اپنی ضرورت کی بجلی خود پیدا کرتا ہے بلکہ بھارت اور بنگلہ دیش کو بھی بیچتا ہے، سرکاری اعداد و شمار کے مطابق نیپال کی نصب شدہ بجلی پیداواری صلاحیت تقریباً چار ہزار میگاواٹ تک پہنچ چکی ہے اور ہر سال تقریباً سات سو میگاواٹ مزید قومی گرڈ میں شامل ہو رہا ہے، گذشتہ مالی سال میں نیپال نے بجلی برآمد کر کے ارب ہا روپے کمائے، یہ وہ ملک ہے جو کل تک بجلی کے لیے بھارت کا محتاج تھا، اور آج وہی بھارت نیپال سے بجلی خریدتا ہے۔

یہ ترقی قابلِ فخر ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ جب ملک کا اپنا پیداوار اس قدر بڑھ گیا ہے تو اس کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا فائدہ نیپال کے اپنے عوام کو کیوں نہیں مل رہا؟

چوبیس گھنٹے بجلی—ایک بنیادی حق

نیپال میں بجلی کا جانا آج بھی روزمرہ کی کہانی ہے، کبھی لوڈ شیڈنگ، کبھی تکنیکی خرابی، کبھی بغیر کسی وجہ کے گھنٹوں بجلی غائب، یہ صورتِ حال اب قابلِ قبول نہیں رہی، جب ملک بجلی برآمد کر رہا ہو تو اپنے شہریوں کو چوبیس گھنٹے بجلی دینا سرکار کی پہلی ذمہ داری بنتی ہے، بجلی کا بار بار کٹنا نہ صرف گھریلو زندگی کو تکلیف دہ بناتا ہے بلکہ کاروبار، صنعت اور زراعت سب کو نقصان پہنچاتا ہے، فریج میں رکھا کھانا خراب ہوتا ہے، طالب علم رات کو پڑھ نہیں پاتے، ہسپتالوں میں مشینیں رک جاتی ہیں اور چھوٹے کاروبار ٹھپ ہو جاتے ہیں،

حکومت کو یہ ہدف مقرر کرنا چاہیے کہ قدرتی آفات یا ناگزیر ہنگامی حالات کے سوا بجلی کبھی نہ کاٹی جائے، اس کے لیے ٹرانسمیشن لائنوں کو مضبوط کیا جائے، تقسیم کاری کا نظام جدید بنایا جائے اور بیک اپ ذرائع تیار رکھے جائیں، یہ صرف سہولت کی بات نہیں، مسلسل اور بلا تعطل بجلی کسی بھی ملک کی ترقی کی بنیاد ہوتی ہے۔

کھپت بڑھاؤ، آمدن بڑھاؤ ایک دانشمندانہ حکمتِ عملی

دنیا کے وہ ممالک جہاں تیل اور گیس نکلتی ہے، جیسے سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، قطر اور کویت انہوں نے اپنی قدرتی دولت کو سب سے پہلے اپنے ملک کے اندر سستا کیا، وہاں پٹرول اور بجلی کی قیمتیں دنیا میں سب سے کم ہیں، نتیجہ یہ ہوا کہ صنعتیں پھلی پھولیں، لوگوں کی قوتِ خرید بڑھی، ملک کی معیشت مضبوط ہوئی اور آج وہ دنیا کے خوشحال ترین ممالک میں شامل ہیں، نیپال کے پاس بجلی ہے جو بالکل اسی طرح کا قدرتی وسیلہ ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ تیل والے ملکوں کا تیل ختم ہو سکتا ہے، لیکن نیپال کے دریا کبھی نہیں سوکھتے،

حکومت کو یہ سوچ اپنانی چاہیے کہ بجلی کی قیمت بڑھا کر نہیں، بلکہ کھپت بڑھا کر آمدن میں اضافہ کیا جائے، جب گھروں میں الیکٹرک چولہے چلیں گے، الیکٹرک گاڑیاں سڑکوں پر دوڑیں گی، فیکٹریاں بجلی سے چلیں گی اور کسان بجلی کے پمپ سے کھیت سینچیں گے، تو مجموعی کھپت اتنی بڑھے گی کہ حکومت کو ریٹ بڑھانے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی، کم قیمت پر زیادہ فروخت، یعنی volume سے revenue—یہی وہ ماڈل ہے جس نے خلیجی ممالک کو دنیا کی معاشی طاقت بنایا۔

گھریلو بجلی پر رعایت—ایک جائز حق

ایک عام نیپالی گھرانے کا بجلی کا بل آج بھی بوجھ بنا ہوا ہے جبکہ دوسری طرف سرپلس بجلی پڑوسی ملک کو فروخت کی جا رہی ہے، یہ صورتِ حال منطقی نہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ ہر گھر کو کم از کم سو سے دو سو یونٹ ماہانہ بجلی یا تو مفت یا انتہائی کم نرخ پر فراہم کی جائے، یہ کوئی خیرات نہیں بلکہ اس ملک کے شہری کا حق ہے جس کے دریاؤں سے یہ بجلی پیدا ہو رہی ہے، جب غریب اور متوسط گھرانوں کا بجلی کا بوجھ کم ہو گا تو وہی بچی ہوئی رقم وہ خوراک، تعلیم اور صحت پر خرچ کریں گے، جس سے پوری معیشت متحرک ہو گی۔

گرمی کی آفت اور بجلی کی ضرورت

نیپال میں چند دہائیوں پہلے گرمیوں میں پنکھا کافی ہوتا تھا، مگر اب حالات بدل گئے ہیں۔ موسمیاتی تبدیلیوں کے باعث نیپال کے میدانی علاقوں، بالخصوص ترائی اور مدھیش صوبے میں، گرمی کا عذاب ناقابلِ برداشت ہو چکا ہے، اے سی اور کولر اب عیاشی نہیں بلکہ صحت اور بقا کی ضرورت بن گئے ہیں، ایسے میں بجلی کی مہنگی قیمت ایک دوہری مار ہے، گرمی بھی برداشت کرو اور مہنگا بل بھی ادا کرو،

اگر حکومت گرمی کے مہینوں میں بجلی کے نرخوں میں ریلیف دے تو عوام کو گرمی سے بھی نجات ملے گی اور بجلی کی گھریلو کھپت بھی بڑھے گی، یاد رہے کہ یہی وہ موسم ہے جب نیپال میں پانی کا بہاؤ سب سے زیادہ ہوتا ہے اور بجلی کی پیداوار بھی عروج پر ہوتی ہے، تو سرپلس بجلی بیرون ملک بھیجنے کے ساتھ ساتھ اپنے عوام کو بھی سستے نرخ پر دینا ممکن اور عملی ہے۔

کسانوں کو سستی بجلی—زراعت کی بقا کا سوال

نیپال کی آبادی کا بڑا حصہ زراعت سے وابستہ ہے، چاول، گیہوں، مکئی، سبزیاں، سب کچھ اسی مٹی سے اگتا ہے، مگر آبپاشی کے لیے بجلی کے پمپ چلانا کسانوں کے لیے مہنگا سودا ہے، نتیجتاً کسان یا تو ڈیزل انجن پر انحصار کرتے ہیں جو مزید مہنگا پڑتا ہے، یا بارش پر بھروسا کرتے ہیں جو غیر یقینی ہے، اگر زرعی شعبے کے لیے بجلی پر خصوصی رعایتی نرخ مقرر کر دیے جائیں تو کسان اپنی پیداوار بڑھا سکتے ہیں، خوراک کی قیمتیں گریں گی، درآمدات کم ہوں گی اور ملک خود کفیل ہونے کی راہ پر چلے گا، اس سے آگے بڑھ کر سوچیں تو کولڈ اسٹوریج، اناج کے گودام، فوڈ پروسیسنگ یونٹ، یہ سب چیزیں بجلی کی بدولت چھوٹے کسانوں کی پہنچ میں آ سکتی ہیں، زراعت کو بجلی دینا دراصل پوری قوم کو خوراک دینا ہے۔

الیکٹرک گاڑیاں پٹرول سے آزادی کا وقت آگیا

نیپال ہر سال پٹرول، ڈیزل اور گیس پر کروڑوں روپے خرچ کرتا ہے جو زیادہ تر بھارت سے درآمد ہوتا ہے، یہ رقم ملک سے باہر جاتی ہے اور تجارتی خسارہ بڑھاتی ہے۔ جبکہ دوسری طرف سرپلس بجلی موجود ہے، سوال یہ ہے کہ اس بجلی کو گاڑیوں میں کیوں نہ استعمال کیا جائے؟

حکومت کو چاہیے کہ الیکٹرک موٹر سائیکل، چار پہیہ گاڑیاں اور حتیٰ کہ بڑے ٹرکوں اور تجارتی گاڑیوں کو بڑھاوا دینے کے لیے ٹھوس پالیسی بنائے، الیکٹرک گاڑیوں پر ٹیکس میں چھوٹ دی جائے، پورے ملک میں چارجنگ اسٹیشن بنائے جائیں اور چارجنگ کے لیے بجلی کے نرخ خصوصی طور پر کم رکھے جائیں، جب لوگ پٹرول کی جگہ بجلی استعمال کریں گے تو ملک کا درآمدی بل گھٹے گا، آلودگی کم ہو گی، سڑکوں پر شور کم ہو گا اور بجلی کی مقامی کھپت بڑھنے سے پیداواری لاگت بھی کم ہو جائے گی، یہ ایک ایسی تبدیلی ہے جو بیک وقت ماحول، معیشت اور عوام تینوں کے لیے فائدہ مند ہے۔

گھروں میں گیس کی جگہ بجلی—ایک عملی انقلاب

آج بھی نیپال کے اکثر گھروں میں کھانا پکانے کے لیے گیس سلنڈر استعمال ہوتا ہے جو پھر وہی بھارت سے آتا ہے، قیمتیں بڑھتی ہیں تو گھریلو بجٹ ٹوٹتا ہے، سلنڈر دیر سے ملے تو چولہا ٹھنڈا رہتا ہے، اگر بجلی چوبیس گھنٹے اور سستے داموں ملے تو لوگ خوشی خوشی الیکٹرک چولہے اور انڈکشن کُکر کی طرف جائیں گے، یہ نہ صرف گھریلو خرچ کم کرے گا بلکہ گیس درآمد کا بوجھ بھی ہلکا ہو گا، گیس پر سالانہ خرچ ہونے والا وہ زرِ مبادلہ ملک کے اندر ہی رہے گا اور بجلی کی آمدن کے طور پر واپس خزانے میں آئے گا۔

صنعتیں اور فیکٹریاں سستی بجلی سے سستی مصنوعات

نیپال کی مقامی صنعتیں مہنگی بجلی کی وجہ سے ہندوستانی اور چینی مصنوعات کا مقابلہ نہیں کر پاتیں، بجلی جائے تو پیداوار رکے، جنریٹر چلاؤ تو لاگت بڑھے، یہ دوہری مار چھوٹی فیکٹریوں کو کمر توڑ دیتی ہے، اگر فیکٹریوں کو صنعتی نرخوں پر سستی اور مسلسل بجلی ملے تو پیداواری لاگت گھٹے گی، مصنوعات سستی ہوں گی، ملازمتیں بڑھیں گی اور نیپالی مال درآمدی مال کا مقابلہ کر سکے گا، یہی وہ راستہ ہے جو نیپال کو درآمد پر انحصار کرنے والے ملک سے خود کفیل اور برآمد کرنے والے ملک میں بدل سکتا ہے۔

بجلی کا نظام مضبوط کرنا—ترجیحِ اول

یہ سب کچھ تبھی ممکن ہے جب بجلی کا بنیادی ڈھانچہ مضبوط ہو، پرانی ٹرانسمیشن لائنیں بدلی جائیں، دور دراز دیہاتوں تک بجلی پہنچائی جائے، میٹر لگانے کا نظام آسان اور شفاف ہو اور بجلی کی چوری روکنے کے لیے سمارٹ میٹرنگ نافذ کی جائے، نیپال الیکٹرسٹی اتھارٹی کو ایک جدید، پیشہ ور اور عوام دوست ادارے کی شکل دی جائے جو نہ صرف بجلی فروخت کرے بلکہ عوام کی شکایات کا فوری ازالہ بھی کرے۔

اہم بات:

نیپال کی پہاڑی ندیاں اور دریا صرف منظر کشی کے لیے نہیں، یہ اس قوم کی دولت ہیں، جس طرح خلیجی ممالک نے تیل کو اپنی ترقی کا انجن بنایا، اسی طرح نیپال اپنی بجلی کو اپنی خوشحالی کا ذریعہ بنا سکتا ہے، فرق صرف سوچ اور حکمتِ عملی کا ہے، جب گھروں میں چوبیس گھنٹے بجلی جلے گی، کسان کا پمپ نہ رکے گا، فیکٹری کا کام نہ ٹھہرے گا اور موٹر سائیکل پٹرول کی جگہ بجلی سے چلے گی، تب کہا جا سکے گا کہ نیپال نے اپنی قدرتی دولت کو واقعی عوام کی دولت بنایا۔

بجلی اگر صرف بیچنے کی چیز بن جائے اور عوام تاریکی اور گرمی میں تڑپتے رہیں تو یہ ترقی نہیں، یہ محرومی کی ایک نئی شکل ہے، حکومتِ نیپال کے پاس موقع ہے، وسائل ہیں اور عوام کا اعتماد بھی، بس ضرورت ہے تو ایک دور اندیش اور عوام دوست پالیسی کی۔

علم ایک لازوال دولت ہے جسے کوئی چرا نہیں سکتا: ڈاکٹر عمار رضوی

جواہر لال نہرو پولی ٹیکنک محمود آباد کی گولڈن جوبلی تقریبات کا شاندار آغاز

لکھنؤ (پریس ریلیز/ابوشحمہ انصاری) تکنیکی تعلیم کے ممتاز ادارے جواہر لال نہرو پولی ٹیکنک، محمود آباد (سیتاپور) میں آج گولڈن جوبلی تقریبات کا آغاز نہایت وقار اور شان و شوکت کے ساتھ عمل میں آیا۔ نصف صدی پر محیط اس درخشاں تعلیمی سفر کے جشن نے ادارے کی خدمات اور اس کی تعلیمی روایت کو ایک بار پھر نمایاں کر دیا۔

اس موقع پر سابق کارگزار وزیر اعلی ڈاکٹر عمار رضوی نے مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے شرکت کرتے ہوئے تقریب کا افتتاح کیا۔ اپنے خطاب میں انہوں نے نہایت باریکی سے ادارے کے قیام کے پس منظر کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ جب وہ اتر پردیش حکومت میں وزیرِ تعلیم کے منصب پر فائز تھے، اسی دور میں ۲۸ اکتوبر ۱۹۷۵ کو اس ادارے کی بنیاد رکھی گئی۔ ان کا کہنا تھا کہ اس ادارے کا بنیادی مقصد دیہی اور پسماندہ علاقوں کے نوجوانوں کو تکنیکی تعلیم سے آراستہ کر کے انہیں خود کفیل بنانا تھا۔

ڈاکٹر عمار رضوی نے اپنے خطاب میں کہا کہ علم ایک لازوال دولت ہے جسے نہ کوئی چرا سکتا ہے اور نہ ہی وقت کی گرد اسے ماند کر سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہی علم انسان کو خود اعتمادی، شعور اور ترقی کی راہوں پر گامزن کرتا ہے اور زندگی کے ہر مرحلے میں اس کی رہنمائی کرتا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ تعلیمی ادارے محض ڈگریاں دینے کے مراکز نہیں ہوتے بلکہ کردار سازی، ہنر مندی اور سماجی شعور کی آبیاری کے اہم مراکز بھی ہوتے ہیں۔

انہوں نے اس بات پر مسرت کا اظہار کیا کہ آج یہ ادارہ ایک مستحکم اور باوقار تعلیمی مرکز بن چکا ہے، جہاں سے فارغ ہونے والے طلبہ ملک و بیرون ملک اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا رہے ہیں۔ انہوں نے اساتذہ اور انتظامیہ کی کاوشوں کو سراہتے ہوئے اسے ادارے کی کامیابی کی اصل بنیاد قرار دیا اور کہا کہ جواہر لال نہرو پولی ٹیکنک گزشتہ نصف صدی سے اسی روایت کو نہایت ذمہ داری اور کامیابی کے ساتھ نبھا رہا ہے۔

تقریب کی صدارت محمود آباد کی رکن اسمبلی آشا موریہ نے کی، جنہوں نے اپنے خطاب میں ادارے کی تعلیمی و سماجی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ یہ ادارہ خطے کی ترقی میں ایک اہم کردار ادا کر رہا ہے اور نوجوانوں کے روشن مستقبل کی ضمانت ہے۔

تقریب میں شریک افراد کی بڑی تعداد نے اس موقع کو نہایت سنجیدگی اور دلچسپی کے ساتھ محسوس کیا۔ مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد، تعلیمی حلقوں کے نمائندگان اور سابق طلبہ کی موجودگی نے تقریب کو مزید باوقار بنا دیا۔ شرکاء نے مقررین کے خیالات کو توجہ سے سنا اور اپنی بھرپور شرکت کے ذریعے اس تاریخی لمحے کو یادگار بنا دیا۔

ادارے کے سنہری سفر کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا گیا کہ ۱۹۷۵ میں محدود وسائل سے شروع ہونے والا یہ ادارہ آج جدید سہولیات سے آراستہ ایک وسیع و عریض کیمپس میں تبدیل ہو چکا ہے، جہاں معیاری تعلیم کے ساتھ عملی تربیت کا بھی موثر انتظام ہے۔ مختلف تکنیکی اور انجینئرنگ شعبوں میں فراہم کی جانے والی تعلیم نے اسے خطے کے نمایاں اداروں میں شامل کر دیا ہے۔

تقریب کے اختتام پر ادارے کی جانب سے مہمانانِ گرامی کو یادگاری مومینٹو پیش کیے گئے۔ اس موقع پر ڈاکٹر رضوی کے علاوہ علاقائی ممبر اسمبلی آشا موریہ، مینجنگ کمیٹی کے رکن ڈاکٹر ہارون رضوی، ڈاکٹر سیما سنگھ، عارف رضوی، ڈاکٹر شکیل قدوائی، رمیش واجپئی، عتیق احمد، شہاب الدین خان، مرزا اسلم بیگ، ابوشحمہ انصاری، عبد اللہ خان، پردیپ بلیلا وغیرہ موجود رہے۔ ادارہ کے اسٹاف سی پی ترپاٹھی، پرنسپل، اجے سنگھ، جیوتی کمار، معراج فاطمہ، منیشا پاٹھک، کمل ورما، مامون عالم، برج بھوشن پانڈے، ونود مشرا، جمیل حسن نقوی، راگھویندر پرتاب سنگھ، روی پرکاش یادو، حشمت علی وغیرہ نے شکریہ ادا کیا۔ یہ اطلاع ابوشحمہ انصاری نے فراہم کی۔

Abu Shahma Ansari
Secretary (Publicity & Publication)
All India Minorities Forum for Democracy
Saadatganj, Barabanki (U. P)

جین زی مظاہروں میں ہلاک ہونے والوں کے لواحقین نے وزیر اعظم کے دفتر پی ایم اوپر دھرنا دیا

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز احمد رضا ابن عبد القادر اویسی کاٹھمانڈو نیپال میں جین زی احتجاج کے دوران مارے گئے مظاہرین کے اہل خانہ نے اتوار کو وزیر اعظم کے دفتر سنگھ دربار کے گیٹ پر احتجاجی دھرنا دیا۔ مظاہرے میں تقریباً ۲۰ شہداء کے خاندانوں کے افراد نے شرکت کی۔ شہداء کے اہل خانہ نے کابینہ کی جانب سے ماہانہ روزی الاوزنس دینے کے فیصلے پر عمل درآمد نہ ہونے پر احتجاج کیا۔ جین زی شہید پریوار کلیانکاری سماج سمیتی کے سکریٹری روشن گوتم کے مطابق مختلف وزارتوں کے چکر لگانے کے بعد انہیں وزیر اعظم کے دفتر کے سامنے احتجاج کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ انہوں نے کہا کہ اب صرف ایک ہی کام رہ گیا ہے کہ ایک وزارت سے دوسری وزارت چکر لگاتے رہیں۔ فائل کے ساتھ بھٹکنے کے بعد ہم نے یہاں وزیر اعظم کے دفتر میں احتجاج کرنے کا فیصلہ کیا۔ گوتم نے کہا کہ فائل لے کر وزارتوں کے چکر لگانے کے بجائے ہم نے وزیر اعظم کے دفتر میں ہی آواز اٹھانے کا فیصلہ کیا ہے۔ انہوں نے الزام لگایا کہ وزراء کی کونسل کے فیصلے کے باوجود روزی روٹی الاونس کی رقم جاری کرنے کا قانونی عمل ابھی تک آگے نہیں بڑھا ہے۔ قبل ازیں شہری ترقی کی وزارت نے ۲ تاریخ تک فنڈز بھیجنے کا وعدہ کیا تھا لیکن وزیر اور ان کے پرسنل سکریٹریوں کے ذریعہ ان کی کال کا جواب نہ دینے کے بعد شہید کے اہل خانہ براہ راست وزیر اعظم کے دفتر گئے۔ شہداء کے لواحقین نے خبر دار کیا ہے کہ اگر فیصلے پر فوری عمل درآمد نہ کیا گیا تو وہ اپنے احتجاج میں شدت لائیں گے۔ ان کا کہنا تھا کہ وہ وزیر اعظم کے دفتر پر اپنا دھرنا جاری رکھیں گے اور اگر ان کے مطالبات نہ مانے گئے تو مزید سخت اقدامات اٹھانے پر مجبور ہوں گے۔

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

نیپال کی موجودہ صورتِ حال

قیادت کے لیے صرف عمر کو معیار نہیں بنایا جاتا بلکہ اصل معیار اہلیت، دیانت بصیرت اور عوامی خدمت ہے اگر کوئی نوجوان باصلاحیت ہو انصاف پسند ہو اور حالات کو سمجھتا ہو تو وہ بہترین رہنما ثابت ہو سکتا ہے اور اگر کوئی عمر رسیدہ شخص نااہل ہو تو صرف زیادہ عمر اس کے لیے کامیابی کی ضمانت نہیں اسی لیے یہ کہنا درست نہیں کہ ہر نوجوان قیادت ناکام ہوتی ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ قیادت صرف جوش سے نہیں بلکہ ہوش تجربے اور دور اندیشی سے چلتی ہے آج دنیا کے کئی ممالک میں نئی نسل، خاص طور پر Gen Z سیاست میں سرگرم ہو رہی ہے یہ ایک مثبت علامت ہے کہ نوجوان اپنے مستقبل کے بارے میں فکر مند ہیں لیکن جب حکومت سازی صرف نعروں جذبات یا سوشل میڈیا مقبولیت کی بنیاد پر ہو اور پالیسی سازی میں پختگی نہ ہو تو عوام کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے نیپال کی موجودہ صورتحال پر نظر ڈالیں تو وہاں بھی نوجوان قیادت اور نئی سیاست کے نام پر امیدیں پیدا کی گئیں عوام نے یہ سوچ کر حمایت کی کہ شاید اب کرپشن کم ہوگی روزگار بڑھے گا مہنگائی کم ہوگی اور عام آدمی کی زندگی آسان ہوگی مگر زمینی حقائق دیکھے جائیں تو بہت سے لوگوں میں مایوسی پائی جاتی ہے حکومت کے بعض فیصلوں سے عوامی مشکلات کم ہونے کے بجائے بڑھتی محسوس ہو رہی ہیں مثلاً تجاوزات ہٹانے کے نام پر دکانیں اور مکانات گرانے کے اقدامات کیے جا رہے ہیں جن سے غریب اور متوسط طبقہ شدید متاثر ہو رہا ہے قانون کی عملداری ضروری ہے لیکن اگر متبادل انتظام بحالی یا انسانی ہمدردی کے بغیر کارروائی ہو تو اس کا بوجھ کمزور طبقے پر پڑتا ہے اسی طرح سرحدی علاقوں میں وہ غریب لوگ جو روزمرہ استعمال کی چیزیں بھارت سے کم قیمت پر لا کر اپنی ضروریات پوری کرتے تھے ان پر پابندیاں یا اضافی ٹیکس عائد ہونے سے ان کی مشکلات میں اضافہ ہوا ہے ایک غریب آدمی کے لیے چند روپے کی بچت بھی بہت معنی رکھتی ہے اس لیے ایسے فیصلوں میں عوامی حالات کو سامنے رکھنا ضروری ہے حکومتی عدم استحکام بھی ایک بڑا مسئلہ بنتا جا رہا ہے حال ہی میں نیپال کے وزیرِ داخلہ کے بارے میں یہ خبریں گردش کر رہی ہیں کہ انہیں عہدے سے ہٹایا جا سکتا ہے یا وہ خود استعفیٰ دے سکتے ہیں کیونکہ وہ مختلف معاملات میں گھرے ہوئے بتائے جا رہے ہیں اسی طرح کئی وزراء کا تھوڑے ہی عرصے (ہفتوں یا مہینوں) میں استعفیٰ دینا یا برطرف ہونا اس بات کی علامت ہے کہ نظام کے اندر استحکام اور شفافیت کے حوالے سے سنجیدہ سوالات موجود ہیں جب حکومت کے اندر ہی بار بار تبدیلیاں ہوں تو پالیسیوں کا تسلسل متاثر ہوتا ہے اور عوام کا اعتماد بھی کمزور پڑتا ہے اسی تناظر میں Balen Shah کا نام بھی لیا جاتا ہے جو اپنی ذہانت اور سوشل میڈیا پر مقبولیت کی وجہ سے خاص طور پر نوجوانوں میں بہت پسند کیے جاتے ہیں۔ لیکن یہ حقیقت سمجھنا ضروری ہے کہ ایک شہر کو چلانا اور پورے ملک کا نظام سنبھالنا دو بالکل مختلف درجے کی ذمہ داریاں ہیں ایک میئر کے فیصلے محدود دائرے میں ہوتے ہیں، جبکہ قومی سطح پر معیشت خارجہ پالیسی دفاع اور بین الاقوامی تعلقات جیسے پیچیدہ معاملات شامل ہوتے ہیں جن کے لیے وسیع تجربہ اور مضبوط ادارہ جاتی نظام درکار ہوتا ہے خارجہ پالیسی کے حوالے سے بھی عوام میں مختلف خدشات پائے جاتے ہیں اگر یہ تاثر پیدا ہو جائے کہ کوئی حکومت بیرونی طاقتوں کے دباؤ یا اشاروں پر چل رہی ہے تو یہ عوامی اعتماد کے لیے نقصان دہ ہوتا ہے نیپال جیسے حساس جغرافیائی محلِ وقوع رکھنے والے ملک کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی خودمختاری توازن اور قومی مفاد کو اولین ترجیح دے بڑی طاقتوں کے درمیان توازن برقرار رکھنا ایک نازک کام ہے اور کسی بھی قسم کی جلد بازی یا غیر متوازن فیصلہ ملک کو مشکلات میں ڈال سکتا ہے

آخر میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ قومیں صرف نئی نسل کے نام سے ترقی نہیں کرتیں بلکہ سنجیدہ منصوبہ بندی تجربہ کار ٹیم عوامی خدمت اور آزاد قومی فیصلوں سے ترقی کرتی ہیں اگر قیادت میں یہ صفات نہ ہوں تو عمر کم ہو یا زیادہ عوام کو مایوسی ہی ملتی ہے۔

فیض رضا قادری
ساکن مجھاؤ، مقیم حال دوحہ قطر

آلِ رسول سے محبت سے کرنا دنیا و آخرت میں کامیابی کی ضمانت۔ مولانا مفتی کمال احمد علیمی

کاشانہ نظامی کو آل رسول مولانا سید اویس مصطفی واسطی نے زینت بخشی

بستی (اخلاق احمد نظامی)

گزشتہ پیر کو آل رسول نمونہ سلف جانشین حضور فاتح بلگرام پیر طریقت حضرت علامہ مولانا حافظ و قاری سید اویس مصطفی واسطی قادری سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ صغرویہ بڑی سرکار بلگرام شریف و قاضی شرع ضلع ہردوئی کی دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی ضلع بستی کے مؤقر استاذ و مفتی ماہر درسیات فضیلۃ الشیخ مولانا کمال احمد علیمی کے گھر کاشانہ نظامی جمداشاہی میں آمد ہوئی علماء و مشائخ نیز عوام نے ان کا زبردست استقبال کیا

اس موقع پر مولانا و مفتی کمال احمد علیمی نے کہا کہ میں خوش قسمت ہوں اور میرے لئے یہ بڑی سعادت کی بات ہے کہ آج میرے غریب خانے پر آل رسول سید اویس مصطفی بلگرامی صاحب تشریف لائے

انہوں نے کہا کہ ہم سبھی مسلمانوں کے لئے آلِ رسول کی عزت افزائی ان سے محبت اور ان کی تعظیم کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دلی محبت اور ایمان کا حصہ ہے۔

مولانا علیمی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت، اور نتیجتاً ان کی آل سے محبت، ایمان کی شرط اور تکمیل کے لیے ضروری ہے۔

احادیث کے مطابق، جو شخص آلِ رسول سے محبت کرتا ہے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا مستحق ہے۔ امام فخر الدین رازی اور دیگر اکابرین نے سادات کی محبت اور ان کے احترام کو نجات کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ آلِ رسول کی عزت افزائی کرنے والوں کو دنیا میں روحانی سکون، محبت اور حوصلہ افزائی ملتی ہے۔ اگر سادات اور آلِ رسول کی تعظیم اللہ کی خاطر کی جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کی محبت پانے کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ خلاصہ یہ کہ آلِ رسول کی عزت و توقیر، ان سے محبت اور ان کی خدمت کرنا دنیا و آخرت میں کامیابی کا باعث ہے۔ مولانا علیمی نے کہا کہ حب رسول کا تقاضا یہ ہے۔ جس سے مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت کی ہم بھی اس سے محبت کریں۔ صحیح بخاری کے لفظ ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت ہے مجھے اپنی قرابت سے زیادہ پیاری مولانا علیمی نے کہا کہ ہمارے امام، امام اعظم ابو حنیفہؒ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے ایک مرتبہ انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم اے امام محمد بن باقر رضی اللہ عنہ آپ کی حرمت و تعظیم میرے اوپر اس طرح واجب ہے جس طرح صحابہ کرام پر تاجدارِ کائنات کی واجب تھی کیونکہ آپ کی حرمت مجھے حرمتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نظر آتی ہے۔ امام شافعیؒ نے اپنا دیوان لکھا اور اُس میں آپ نے رباعی لکھی۔ اے اہل بیت رسول تمہاری محبت اللہ نے قرآن مجید میں فرض کردی ہے۔ اے اہل بیت تمہاری عظمت اور تمہاری شان کی بلندی کے لیے اتنی دلیل کافی ہے جو تم پر درود نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اخیر میں مولانا علیمی نے کہا کہ مسلمانوں سادات کرام کی عزت افزائی کرو کیونکہ یہ ہمارے رسول کی آل ہیں اگر انہیں آپ سے تکلیف ہوئی تو جان لو دنیوی و اخروی دونوں میں آپ کا خسارہ ہی خسارہ ہے استقبال کرنے والوں خصوصیت کے ساتھ معروف خطیب قاری نثار احمد نظامی پرنسپل دارالعلوم اہلسنت قطبیہ روشن العلوم امرڈوبھا اور محب علماء جناب خورشید احمد خان کے علاوہ دیگر لوگ موجود تھے

رضائے الٰہی: انسان کی زندگی کا اصل مقصد

محمد علی شیر قادری نظامی

سکونت روضہ: شریف مہوتری نیپال

انسانی زندگی بے شمار خواہشات، تعلقات اور توقعات کا مجموعہ ہے۔ ہر انسان اپنی فطرت کے مطابق چاہتا ہے کہ لوگ اسے پسند کریں، اس کی تعریف کریں اور اس سے خوش رہیں۔ اسی خواہش میں وہ اپنی بہت سی توانائیاں صرف کر دیتا ہے۔ مگر ایک اہم حقیقت یہ ہے کہ انسان چاہے جتنا بھی اچھا بننے کی کوشش کر لے، وہ ہر کسی کو خوش نہیں کر سکتا۔ یہ دنیا ایک ایسا بازار ہے جہاں ہر شخص اپنی ضرورت کے مطابق دوسروں کو پرکھتا ہے۔ لوگ ہمیں ہماری نیت، اخلاص اور کردار سے زیادہ اپنی ضرورت کے مطابق جانچتے ہیں۔ جو شخص ہماری ذات سے فائدہ حاصل کرتا ہے، وہ ہمیں اچھا سمجھتا ہے، ہماری تعریف کرتا ہے اور ہمیں اہمیت دیتا ہے۔ لیکن جو شخص ہم سے فائدہ نہیں اٹھا پاتا، یا جس کی خواہشات ہم پوری نہیں کر سکتے، وہ ہمیں تنقید کا نشانہ بناتا ہے۔ اس لیے لوگوں کی رائے ہمیشہ سچائی کا پیمانہ نہیں ہوتی، بلکہ اکثر ذاتی مفاد کا عکس ہوتی ہے۔ اکثر لوگ اپنی زندگی کا مقصد دوسروں کو خوش کرنا بنا لیتے ہیں۔ وہ ہر بات میں دوسروں کی مرضی کو ترجیح دیتے ہیں اور اپنی خوشی اور سکون کو قربان کر دیتے ہیں، لیکن اس کے باوجود وہ کامیاب نہیں ہو پاتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کی توقعات کبھی ختم نہیں ہوتیں۔ ہر شخص کا معیار الگ ہوتا ہے اور آج جو آپ سے خوش ہے، وہی کل کسی بات پر ناراض بھی ہو سکتا ہے۔ اس طرح انسان ساری زندگی دوسروں کے پیچھے بھاگتا رہتا ہے مگر اسے نہ مکمل پذیرائی ملتی ہے اور نہ ہی دل کا سکون نصیب ہوتا ہے۔ تصوف ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ مخلوق کی رضا کے بجائے خالق کی رضا کو اپنا مقصد بنایا جائے۔ جب انسان اپنی توجہ لوگوں سے ہٹا کر اللہ کی طرف کرتا ہے تو اس کی زندگی میں سکون آنا شروع ہو جاتا ہے۔ وہ یہ سمجھ لیتا ہے کہ اللہ نیتوں کو جانتا ہے، اخلاص کو دیکھتا ہے اور کسی بھی نیکی کو ضائع نہیں کرتا۔ یہ سوچ انسان کو اندرونی مضبوطی عطا کرتی ہے اور وہ لوگوں کی باتوں سے زیادہ متاثر نہیں ہوتا۔ حقیقی سکون نہ دولت میں ہے، نہ شہرت میں، اور نہ ہی لوگوں کی تعریف میں۔ اصل سکون اللہ کی رضا میں ہے۔ جب انسان اللہ کو خوش کرنے کی نیت سے عمل کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک خاص اطمینان پیدا ہوتا ہے۔ اس کا مقصد واضح ہو جاتا ہے اور وہ لوگوں کی رائے کے بوجھ سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اسے یقین ہوتا ہے کہ اس کی ہر کوشش کا بدلہ اللہ کے ہاں محفوظ ہے۔ اگر ہم واقعی اللہ کی رضا کو اپنا مقصد بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی نیت کو درست کرنا ہوگا، اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کرنا ہوگا، صبر اور شکر کو اپنانا ہوگا اور لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا ہوگا۔ یہی وہ راستہ ہے جو انسان کو آہستہ آہستہ اللہ کے قریب لے جاتا ہے اور اس کے دل کو سکون عطا کرتا ہے۔ دنیا میں کامیابی کا معیار اکثر لوگوں کی نظر میں شہرت اور تعریف ہوتا ہے، لیکن حقیقت میں کامیابی یہ ہے کہ اللہ ہم سے راضی ہو جائے۔ ہر کسی کو خوش کرنا ناممکن ہے، مگر اللہ کو خوش کرنا ممکن ہے۔ لوگوں کی رضا عارضی ہے، جبکہ اللہ کی رضا دائمی ہے۔ انسان کو اپنی زندگی کا رخ بدلنے کی ضرورت ہے۔ لوگوں کی رضا کے پیچھے بھاگنے کے بجائے اللہ کی رضا کو اپنا مقصد بنایا جائے۔ جب اللہ راضی ہو جاتا ہے تو دل کو وہ سکون ملتا ہے جو دنیا کی کسی چیز سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ جو شخص مخلوق کے پیچھے دوڑتا ہے وہ ہمیشہ تھکا رہتا ہے، اور جو خالق کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے وہ ہمیشہ مطمئن رہتا ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی زندگی کو اللہ کی خوشنودی کے مطابق گزاریں، کیونکہ یہی حقیقی کامیابی اور دائمی سکون کا راستہ ہے۔

باپ کا آشیانہ بکا تب بیٹی کا آشیانہ بسا

خامہ بکف

محمد عادل ارریاوی

آج کے دور میں جب ایک باپ اپنی بیٹی کی شادی کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے بے شمار مشکلات اور غیر ضروری اخراجات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ معاشرے میں رائج رسومات اور دکھاوے نے شادی جیسے مقدس عمل کو اس قدر مہنگا اور پیچیدہ بنا دیا ہے کہ ایک غریب باپ کے لیے اپنی بیٹی کی شادی کرنا ایک بہت بڑا بوجھ بن جاتا ہے۔

شادی کے موقع پر مختلف قسم کے اخراجات کیے جاتے ہیں، جیسے ہر رشتہ دار اور مہمان کے لیے الگ الگ کپڑے تیار کرنا، طرح طرح کے تحائف دینا، باراتیوں کے لیے پر تکلف کھانے پینے کا انتظام کرنا، اور اس کے علاوہ سب سے بڑا بوجھ جہیز کی صورت میں اٹھانا پڑتا ہے۔ جہیز میں مہنگی گاڑی، قیمتی موبائل فون، فرنیچر، برقی سامان اور دیگر گھریلو اشیاء شامل کی جاتی ہیں۔ یہ سب کچھ ایک باپ کے لیے انتہائی مشکل اور تکلیف دہ ہوتا ہے، خاص طور پر جب اس کی مالی حالت کمزور ہو۔

اگر ان تمام تر کوششوں کے باوجود کہیں کوئی کمی رہ جائے تو اسی بیٹی کو ساری زندگی طعنے سننے پڑتے ہیں۔ لوگ اسے اور اس کے والدین کو کوستے رہتے ہیں اور ناشکری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ایسے حالات میں وہ باپ جو اپنی پوری زندگی کی کمائی اور محنت اپنی بیٹی کی خوشیوں کے لیے لگا دیتا ہے، آخر وہ کیا کرے؟

مزید یہ کہ نکاح میں تاخیر کی ایک بڑی وجہ بھی یہی فضول رسومات اور جہیز کا بوجھ ہے۔ ایک باپ برسوں تک پیسہ جمع کرتا رہتا ہے تاکہ وہ اپنی بیٹی کو مکمل جہیز دے سکے اور کسی قسم کی کمی نہ رہ جائے۔ اس دوران بیٹی کی عمر بھی بڑھتی رہتی ہے اور نکاح جیسے آسان عمل کو ہم خود ہی مشکل بنا دیتے ہیں۔

ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کو نہایت سادہ اور آسان بنانے کی تعلیم دی ہے، مگر ہم نے اسے اپنی خواہشات اور دکھاوے کی وجہ سے بے حد مہنگا اور مشکل بنا دیا ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ کچھ لوگ کھلے عام مطالبات کرتے ہیں کہ ہمیں فلاں گاڑی چاہیے، فلاں موبائل چاہیے، ورنہ ہم شادی نہیں کریں گے۔ ایسے لوگوں کو سوچنا چاہیے کہ وہ رشتہ مانگ رہے ہیں یا تجارت کر رہے ہیں۔ اگر مانگنا ہی ہے تو پھر بیٹی والوں سے کیوں، بازار یا مسجد کے باہر جا کر مانگیں۔

دوسری طرف لڑکے والوں کی طرف سے بھی فضول خرچی میں کوئی کمی نہیں چھوڑی جاتی شادی سے کئی دن پہلے ڈی جے ناچ گانا اور شور شرابہ شروع ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات پوری رات محلے والوں کو تکلیف دی جاتی ہے۔ نہ بیماروں کا خیال رکھا جاتا ہے اور نہ ہی کسی کی آرام کی فکر کی جاتی ہے۔ اگر کوئی منع کرے تو الٹا ناراضگی ظاہر کی جاتی ہے۔

ایسے لوگوں کو چاہیے کہ وہ اللہ کا خوف کریں شرم کریں اور یہ سوچیں کہ وہ ایک مسلمان ہیں۔ انہیں چاہیے کہ اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالیں نہ کہ دوسروں کی اندھی تقلید کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح سمجھ اور ہدایت عطا فرمائے آمین یارب العالمین۔

۸۲۳۵۷۰۳۰۶۱

خودداری یا چاپلوسی؟ —بدلتے معاشرے کا اصل چہرہ

از قلم:

ڈاکٹر مولانا محمد عبد السمیع ندوی

اسسٹنٹ پروفیسر، مولانا آزاد کالج، اورنگ آباد

رابطہ: ۹۳۲۵۲۱۷۳۰۶

معاشرے کی پہچان صرف اس کی ظاہری ترقی سے نہیں ہوتی بلکہ اس کے اخلاقی معیار سے ہوتی ہے۔ آج کا دور بظاہر ترقی، سہولت اور کامیابی کا دور ہے، لیکن اگر سنجیدگی سے جائزہ لیا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ اس ترقی کے ساتھ ساتھ ہماری اقدار بھی خاموشی سے زوال کا شکار ہو رہی ہیں۔

ہمارے معاشرے میں ایک عجیب تضاد جنم لے چکا ہے۔ ایک طرف کامیابی کے بلند دعوے ہیں، تو دوسری طرف کردار کی کمزوری نمایاں ہوتی جا رہی ہے۔ وہ اصول جن پر کبھی انسان فخر کرتا تھا، آج وہی اصول بوجھ محسوس ہونے لگے ہیں۔

ماضی میں عزت کا معیار علم، دیانت اور کردار ہوا کرتا تھا۔ انسان اپنی خودداری کو اپنی سب سے بڑی طاقت سمجھتا تھا۔ لیکن آج حالات اس نہج پر پہنچ گئے ہیں کہ چاپلوسی کو "سماجی مہارت" اور اصول پسندی کو "سخت مزاجی" سمجھا جانے لگا ہے۔

یہ تبدیلی محض رویوں کی نہیں بلکہ سوچ کے بدلنے کی علامت ہے۔

علامہ اقبالؒ نے خودی کا جو تصور پیش کیا، وہ آج بھی اتنا ہی بامعنی ہے:
خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

یہ اشعار ہمیں یاد دلاتے ہیں کہ اصل طاقت انسان کی خودداری میں ہے، نہ کہ دوسروں کو خوش کرنے میں۔

اگر ہم موجودہ حالات کا گہرائی سے جائزہ لیں تو چند اہم مسائل سامنے آتے ہیں:

شخصیت کا زوال: چاپلوسی انسان کی شخصیت کو اندر سے کھوکھلا کر دیتی ہے۔ وہ اپنی اصل پہچان کھو دیتا ہے اور دوسروں کی رضا میں اپنی خودی قربان کر دیتا ہے۔

سچائی کا فقدان:
جہاں خوشامد کو فروغ ملتا ہے وہاں سچ بولنے والے کم ہوتے جاتے ہیں۔ معاشرہ مصنوعی تعریف اور جھوٹی ستائش کا عادی بن جاتا ہے۔

میرٹ کی پامالی: جب ترقی کا دار و مدار قابلیت کے بجائے تعلقات اور چاپلوسی پر ہو تو اہل افراد پیچھے رہ جاتے ہیں اور نااہل لوگ آگے بڑھ جاتے ہیں۔

انصاف کا بحران:
ایسے ماحول میں فیصلے اصولوں پر نہیں بلکہ ذاتی پسند و ناپسند پر ہونے لگتے ہیں، جس سے معاشرتی توازن متاثر ہوتا ہے۔

حضرت علیؓ کا قول ہے:
"جس نے اپنی قدر پہچان لی، اس نے خود کو ذلت سے بچا لیا۔"

یہی مفہوم ایک شاعر نے یوں بیان کیا:
جھک کے جو ملتے ہیں دنیا میں، وہ اکثر کھو جاتے ہیں
جو خودی پر قائم رہتے ہیں، وہی سرخرو ہوتے ہیں

یہ اشعار ہمیں یہ سبق دیتے ہیں کہ وقتی فائدہ حاصل کرنا آسان ہے، لیکن مستقل عزت صرف اصولوں پر قائم رہنے سے ملتی ہے۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

یہ اشعار آج بھی ہمارے معاشرے کی عکاسی کرتے ہیں، جہاں سچ بولنے والا تنقید کا نشانہ بنتا ہے اور خوشامد کرنے والا معتبر سمجھا جاتا ہے۔

آج سب سے بڑی ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی نئی نسل کو خودداری، سچائی اور اصول پسندی کا سبق دیں۔ انہیں یہ سمجھایا جائے کہ عزت مانگنے سے نہیں بلکہ اپنے کردار سے حاصل ہوتی ہے۔

آخر میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ اصل کامیابی یہ نہیں کہ انسان کہاں تک پہنچا، بلکہ یہ ہے کہ وہ کتنی عزت کے ساتھ وہاں تک پہنچا۔

متاعِ لوح و قلم چھن گئی تو کیا غم ہے
کہ خونِ دل میں ڈبو لی ہیں انگلیاں میں نے

یہی وہ جذبہ ہے جو انسان کو ہر حال میں باوقار رکھتا ہے۔

تعلیم کی حقیقت

از: حافظ محمد عبداللہ خان
نمائندہ صوفی فاؤنڈیشن
اسلامک بورڈ، محمود آباد، اترپردیش

تعلیم کا مقصد صرف علم فراہم کرنا نہیں، بلکہ انسان کو اس کی درست سمت سے روشناس کرانا ہے۔ بھارت کے نظامِ تعلیم میں ایک اہم مسئلہ طویل عرصے سے موجود ہے۔ دسویں جماعت کے بعد مضامین کے انتخاب کا مرحلہ۔ یہ زندگی کا ایک حساس موڑ ہوتا ہے، جہاں سے طالب علم کے مستقبل کی سمت متعین ہونے لگتی ہے۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ فیصلہ اکثر طالب علم کی دلچسپی اور صلاحیت کے بجائے سماجی رجحانات، خاندانی توقعات اور رائج تصورات کے زیرِ اثر ہو جاتا ہے۔

اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ والدین اپنے بچوں کے لیے PCM (فزکس، کیمسٹری، میتھس) یا PCB (فزکس، کیمسٹری، بایولوجی) جیسے مضامین کو ترجیح دیتے ہیں، خواہ بچے کی فطری دلچسپی ان میں ہو یا نہ ہو۔ اس کے نتیجے میں بہت سے طلبہ اپنی پسند اور رجحان کے برعکس راستہ اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں، جس کے اثرات ان کی تعلیمی کارکردگی کے ساتھ ساتھ ان کی خود اعتمادی اور ذہنی سکون پر بھی پڑتے ہیں۔

اس مسئلے کی سنگینی کو سمجھنے کے لیے اعداد و شمار بھی ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔ 'نیشنل کرائم ریکارڈ بیورو' کے مطابق بھارت میں ہر سال ہزاروں طلبہ ذہنی دباؤ کا شکار ہو کر انتہائی قدم اٹھا لیتے ہیں، اور گزشتہ برسوں میں ایسے واقعات میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ ماہرین کے مطابق تعلیمی دباؤ، مقابلہ بازی اور غیر موزوں مضمون کا انتخاب بھی ان وجوہات میں شامل ہو سکتے ہیں۔ یہ صورت حال اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ مضمون کا انتخاب محض تعلیمی نہیں، بلکہ ایک نہایت حساس انسانی مسئلہ ہے۔

ماہرینِ تعلیم اور نفسیات اس بات پر متفق ہیں کہ ہر طالب علم کی ذہنی ساخت، سیکھنے کا انداز اور دلچسپیاں مختلف ہوتی ہیں۔ اس لیے کامیابی کے کسی ایک معیار کو سب پر یکساں طور پر لاگو کرنا مناسب نہیں۔ موجودہ دور میں کیریئر کے مواقع بھی وسیع ہو چکے ہیں — آرٹس، کامرس، انفارمیشن ٹیکنالوجی، ڈیزائن اور کاروباری میدان میں بھی بے شمار امکانات موجود ہیں۔ تاہم مناسب رہنمائی کے فقدان کے باعث اکثر طلبہ روایتی راستوں تک محدود رہ جاتے ہیں۔ ہر بچہ منفرد ہے؛ اسے وہی بننے کا موقع دیجیے جو وہ بننا چاہتا ہے۔

کریئر کونسلنگ کی کمی اس مسئلے کو مزید پیچیدہ بنا دیتی ہے۔ بہت سے طلبہ کو یہ واضح طور پر معلوم نہیں ہوتا کہ مختلف مضامین کے انتخاب کے بعد کن شعبوں میں آگے بڑھا جا سکتا ہے۔ نتیجتاً وہ بغیر واضح سمت کے تعلیم حاصل کرتے ہیں اور بعد میں الجھن اور عدم اطمینان کا سامنا کرتے ہیں۔

غلط مضمون کے انتخاب کے اثرات کئی سطحوں پر ظاہر ہوتے ہیں۔ طالب علم کی دلچسپی کم ہونے لگتی ہے، کارکردگی متاثر ہوتی ہے اور اعتماد میں کمی آتی ہے۔ مسلسل دباؤ اور موازنہ ذہنی تناؤ کا سبب بن سکتا ہے، جو بعض اوقات سنگین صورت بھی اختیار کر لیتا ہے۔

کامیابی وہی ہے، جہاں دلچسپی، اہلیت اور موقع کا توازن ہو۔

کچھ طلبہ سائنس کو ایک محفوظ راستہ سمجھ کر اختیار کرتے ہیں، جبکہ دل سے کسی اور شعبے کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ اس صورت میں ان کی توجہ بٹ جاتی ہے اور وہ اپنی مکمل صلاحیت کسی ایک سمت میں بھی بروئے کار نہیں لا پاتے۔

اس صورت حال میں ضروری ہے کہ مضامین کے انتخاب کے عمل کو زیادہ سائنسی، حساس اور طالب علم کی شخصیت کے مطابق بنایا جائے۔ ہر تعلیمی ادارے میں تربیت یافتہ کریئر کونسلر کی موجودگی اہم ہے، جو طلبہ کی دلچسپی، صلاحیت اور رجحانات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے رہنمائی فراہم کر سکے۔ اسی کے ساتھ والدین کا کردار بھی نہایت اہم ہے۔ انہیں چاہیے کہ بچوں کو اپنی شناخت بنانے کا موقع دیں اور ان کی فطری صلاحیتوں کو پروان چڑھانے میں مدد کریں۔ "بچوں کو راستہ مت دکھائیے، انہیں اپنی راہ تلاش کرنے کا حوصلہ دیجیے۔" تعلیمی نظام سے وابستہ اداروں اور ذمہ داران کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ رہنمائی کے بہتر مواقع فراہم کریں، تعلیمی ماحول کو متوازن بنائیں اور طلبہ کی ذہنی و فکری نشو و نما کو ترجیح دیں۔

آخر کار، یہ حقیقت تسلیم کرنا ضروری ہے کہ ہر طالب علم منفرد ہوتا ہے۔ اس کی کامیابی اسی راستے میں پوشیدہ ہے جہاں اس کی دلچسپی اور صلاحیت ہم آہنگ ہوں۔ مضامین کا انتخاب محض ایک تعلیمی مرحلہ نہیں، بلکہ زندگی کی سمت متعین کرنے والا فیصلہ ہے۔ جب یہ فیصلہ سمجھداری اور حساسیت کے ساتھ کیا جاتا ہے، تبھی ایک متوازن اور پُراعتماد شخصیت کی تشکیل ممکن ہوتی ہے۔ "مضمون نہیں، صحیح سمت ہی مستقبل بناتی ہے۔" لہٰذا وقت کا تقاضا یہی ہے۔ مضمون نہیں، سمت کا انتخاب کیجیے۔

Abu Shahma Ansari
Secretary (Publicity & Publication)
All India Minorities Forum for Democracy
Saadatganj, Barabanki (U. P)

ہمیں "مولوی" چاہیے مگر کسی اور کے گھر کا

تحریر: غیاث الدین احمد عارفؔ مصباحی: خادم مدرسہ عربیہ سعید العلوم یکماڈپو لکشمی پور، مہراج گنج (یوپی)

یہ بات سب کو معلوم ہے کہ ہمیں بہت سی شرعی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے ایک "مولوی" چاہیے، لیکن وہ مولوی اپنا بیٹا نہیں بل کہ کسی اور کا بیٹا ہونا چاہیے۔ ہم میں سے بیشتر افراد اپنے بچوں کو "مولوی" نہیں بنانا چاہتے بل کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا بیٹا ڈاکٹر بنے تاکہ وہ مریضوں کی نبض پکڑے، یا انجینئر بنے تاکہ وہ سیمنٹ اور سریئے کے ڈیزائن بنائے، یا کسی دیگر عصری علوم وفنون میں مہارت حاصل کرے جہاں وہ دنیاوی مقام و مرتبہ حاصل کر کے پیسے کمانے کی مشین بن جائے۔

ہمیں امامت کے لیے کسی "مولوی" کی ضرورت تو ہے مگر وہ مولوی ہمارا شاہ زادہ نہیں بل کہ کسی اور کا بچہ ہونا چاہیے۔ ہم یہ کبھی نہیں چاہتے کہ ہمارا اپنا بیٹا اس سفید لباس اور عمامے میں ملبوس مسجد کے منبر اور مصلے پر بیٹھا نظر آئے۔ ہم سوچتے ہیں کہ لوگ کیا کہیں گے؟ ڈاکٹر یا انجینئر صاحب کا بیٹا مصلے پر بیٹھ گیا۔

ہمیں اپنے بیٹے اور بیٹیوں کی نکاح خوانی کے لیے کوئی "عالم" ضرور چاہیے مگر وہ ہمارا اپنا بیٹا ہونا چاہیے شاید ایسی خواہش ہمارے دل میں کبھی جاں گزیں نہیں ہوتی۔

ہم چاہتے ہیں کہ جب ہم اس دنیا سے کوچ کریں تو کوئی ایسا شخص ضرور موجود ہو جو عربی کے قواعد و ضوابط کے ساتھ ہماری نمازِ جنازہ پڑھائے، ہماری بخشش کی دعا کرے۔ اب وہ شخص کسی اور کا بیٹا ہو تو بہتر ہے، کیوں کہ ہمارے اپنے بچے تو اس وقت بیرونِ ملک سیٹل ہونے کی تگ و دو میں مصروف ہوں گے۔

ہمیں بچوں کو قرآن پڑھانے کے لیے ایک ایسا "قاری صاحب" چاہیے، جنہیں ہم صرف چند سو روپے دے کر یا کبھی ایک وقت کا کھانا کھلا کر، چائے پلا کر یہ سمجھ لیں کہ ہم نے دین کا حق ادا کر دیا۔ ہمیں دوسروں کے بچے مدارس میں ٹھونسنے کے لیے تو بہت جذبہ ہے، تاکہ وہ ہمارے بچوں کو "دینیات" سکھا سکیں، لیکن اپنے بچوں کے لیے صرف کیمبرج اور آکسفورڈ کے خواب ہیں۔

ہمارے معاشرے کا عجیب تضاد ہے؛ ہم اپنی نسلوں کو تو "مادیت کے سمندر" میں غوطے دلوانا چاہتے ہیں، لیکن یہ بھی چاہتے ہیں کہ ساحل پر کوئی مولوی ضرور کھڑا ہو جو تسبیح پڑھ پڑھ کر ہمیں ڈوبنے سے بچاتا رہے۔

ہمیں اپنے بچوں کے لیے ایسے تعلیمی ادارے چاہییے جہاں فیس لاکھوں میں بھی ہو تو کوئی فرق نہیں پڑتا، لیکن جب وہی بچہ قرآن سیکھنے بیٹھے تو ہمیں ایسا معلم صاحب چاہیے جو پانچ سو روپے ماہانہ پر راضی برضا ہو جائے۔

ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا بیٹا ناسا (NASA) میں جائے، پائلٹ بنے، اچھا بزنس مین بنے لیکن جب گھر میں فوتگی ہو جائے تو کسی اور کا بیٹا "ناسا" سے تیز رفتار فلائٹ (یعنی اپنی ٹوٹی سائکل) پکڑ کر ہمارے گھر فاتحہ خوانی کے لیے پہنچ جائے۔

یعنی سماج کی سوچ تو یہی ہے کہ امامت ہو، دینی خطاب کی ضرورت ہو، نکاح پڑھانا ہو، فاتحہ خوانی، قرآن خوانی ہو تو: "کوئی مولوی بلالو۔ بچہ پیدا ہو تو: کوئی قاری صاحب ڈھونڈ لو جو کان میں اذان دے دے۔ کوئی مر جائے تو: "کسی مدرسے میں فون کر دو، دس بارہ بچے ایصالِ ثواب کے لیے بھیج دیں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔

تو سوال یہ ہے کہ جب ہم میں سے اکثر کی خواہش یہی ہے کہ ہمارے بچے مدرسے میں نہ جائیں تو آخر یہ ذمہ داریاں کون نبھائے گا؟ کیا آسمان سے فرشتے آئیں گے؟ نہیں نا! تو پھر ہم اپنی سوچ اور فکر کیوں نہیں بدلتے؟

ہمارا فلسفہ کتنا عجیب ہے کہ دین کی خدمت کسی اور کا بچہ کرے اور دنیا کی حکومت ہمارا بچہ کرے۔

ہمیں ایک ایسی "مذہبی جماعت" کی ضرورت تو ہے جو ہمارے دکھ سکھ، پیدائش اور موت کے تمام معاملات سنبھال لے۔ ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ "عالم" پیدا ہوتے رہیں لیکن اپنے خانوادے میں نہیں بل کہ کسی اور کے آنگن میں، جیسے گلی میں صفائی کرنے والا ضروری ہے مگر کوئی اپنا بچہ خاکروب نہیں بنانا چاہتا، ویسے ہی ہم کو بھی (خاکم بدہن) دین کے خادموں کی ضرورت تو ہے مگر ہماری آرزو کسی اور سے ہے اپنوں سے نہیں۔ ہماری حالت اس شخص جیسی ہے جو چاہتا ہے کہ اس کا گھر تو خوشبو سے مہکتا رہے، مگر وہ اپنے گھر میں گلاب کا پودا لگانے کی زحمت نہیں کرنا چاہتا؛ وہ چاہتا ہے کہ پڑوسی کے گھر گلاب اُگے اور ہوا کا کوئی جھونکا خوشبو اڑا کر اس کے ڈرائنگ روم تک لے آئے۔

یاد رکھیے! اگر ہر باپ یہی سوچنے لگے کہ میرا بچہ تو کارپوریٹ سیکٹر میں جائے گا، دین کے لیے کسی اور کا بچہ مدرسے جایا کرے تو وہ دن دور نہیں جب ہمیں اپنے مردے دفنانے کے لیے بھی گوگل اور اے آئی (AI) سے رجوع کرنا پڑے گا، کیوں کہ "کسی اور کا بچہ" بھی تو اب ڈاکٹر، انجینئر، پروفیسر بننے کی لائن میں کھڑا ہوا ہو گا۔

اگر خدانخواستہ کل کو سب نے یہی طے کر لیا کہ ان کا بچہ دنیاوی علوم حاصل کر کے صرف ڈالر کمائے گا۔ تو پھر دین کی خدمت کون کرے گا؟ منبر و محراب سے کس کی آواز بلند ہو گی؟

سیدھی سی بات ہے؛ اگر ہم نے اپنے بچوں کو صرف "دنیا کمانے کی مشین" بنایا اور دین کی وراثت دوسروں کے بچوں کے لیے چھوڑ دی، تو یاد رکھیے کہ کرائے کے چراغوں سے گھر روشن تو ہو سکتے ہیں، لیکن ان میں وہ حدت اور اپنائیت نہیں ہوتی جو اپنے گھر کے چراغ سے آتی ہے۔ کل جب آپ کا بیٹا آپ کے سرہانے کھڑا "سورہ یٰسین" پڑھنے کے بجائے صرف "انشورنس کے کاغذات" دیکھ رہا ہو گا، تب آپ کو احساس ہو گا کہ کاش! آپ نے ایک عالم کرائے پر لینے کے بجائے اپنے گھر میں پیدا کیا ہوتا۔

اس پر طرفہ تماشہ یہ ہے کہ معاشرے میں جو دین کی خدمت کے جذبے سے عالم بن رہے ہیں ہم نے ان کو ایک مزدور سے بھی بدتر حالت میں پہنچا دیا ہے، ان کی تنخواہیں اس قدر کم تر ہیں کہ ان کے گھر کا خرچ چلنا بھی دوبھر ہو جاتا ہے، چہ جائے کہ وہ کچھ بچت کرنے کی سوچ سکیں۔ اسی وجہ سے اب حالت یہاں تک بدتر ہو رہی ہے کہ اب وہ شخص جو منبر پر کھڑے ہو کر روزانہ دنیا کی بے ثباتی اور دین کی سربلندی کا درس دیتا ہے، گھر جا کر خاموشی سے اپنے بیٹے کی میتھس (Maths) اور سائنس کی ٹیوشن چیک کرتا ہے۔ کیوں کہ وہ جانتا ہے کہ جس مصلے پر وہ بیٹھا ہے، وہاں عزت تو بہت ہے مگر اس عزت سے بجلی کا بل جمع نہیں ہوتا اور نہ ہی بچے کی بیماری کا علاج ہوتا ہے۔ وہ مشاہدہ کر رہا ہے کہ اس نے اپنی پوری زندگی جس معاشرے کی مذہبی حالت سدھارنے کے لیے زندگی گزاری ہے وہ قوم اسے "استاد" تو کہتی ہے مگر اس کی تنخواہ گھر کے ڈرائیور اور مالی سے بھی کم رکھتی ہے۔ لوگ اسے "پیشوا" تو مانتے ہیں، مگر بیٹی کا رشتہ دیتے وقت اس کا تقویٰ نہیں، اس کا بینک بیلنس دیکھتے ہیں۔ اسے "روحانی باپ" کا درجہ تو دیا جاتا ہے، مگر مسجد کی کمیٹی کا ایک اَن پڑھ صدر بھی اسے نوکروں کی طرح جھڑک دیتا ہے۔

یہ سب دیکھ کر وہ عالم سوچتا ہے کہ میں تو اللہ کی رضا کے لیے کٹ گیا، مگر کیا میں اپنے بچے کو بھی اس ذلت کی بھٹی میں جھونک دوں جہاں اسے ہر قدم پر کسی سیٹھ کی مرضی کا محتاج ہونا پڑے؟

آج عالم اپنے بیٹے کو اپنی لائن میں داخل کرنے سے اس لیے نہیں کترا رہا ہے کہ وہ دین سے بیزار ہے، بل کہ اس لیے تاکہ اس کا بیٹا جب سچ بولے تو اس کی آواز میں وہ تھرتھراہٹ نہ ہو جو مکتب یا مسجد کی نوکری چھن جانے کے خوف سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اس کا بیٹا خود مختار ہو، تاکہ اسے اپنی دستار کی لاج رکھنے کے لیے کسی چندہ خور کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانے پڑیں۔ ہماری اسی اجتماعی بے حسی اور بے رُخی کا نتیجہ ہے کہ ہم نے دین کے خدمت گاروں کو اس نہج پر پہنچا دیا کہ اب وہ خود اس منصب سے خوف کھانے لگے ہیں۔

خوب غور سے سُن لیجیے کہ جب خود عالم بھی اپنے بچے کو عالم بنانے سے کترانے لگے تو سمجھ لیں کہ ہم نے ایک ایسا معاشرہ تخلیق کر لیا ہے جہاں "خدا کا کلام" تو رہے گا، مگر اس کلام کو سمجھنے والی "روح" مٹ جائے گی۔ ہم اپنے بچے کو تو عالم دین بنانا نہیں چاہتے اور افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ ہم عالم کو بھی اتنی رعایت نہیں دینا چاہتے کہ وہ فخر سے اپنے بیٹے کو اپنی مسند پر بٹھا سکے۔ سو اَب اس قوم کا اللہ ہی حافظ ہے

سزا، نرمی اور احترامِ استاد: مدارس کے بدلتے رویے

ابو الخالد
محمد اظہر الدین علیمی
دارالعلوم حسینیہ نظامیہ رضا نگر بھٹنڈی جموں

مدارس دینیہ صدیوں سے صرف علم کے مراکز نہیں رہے بلکہ کردار سازی، اخلاقی تربیت اور تہذیب کے مضبوط قلعے بھی سمجھے جاتے رہے ہیں۔ انہی اداروں سے وہ شخصیات پیدا ہوئیں جنہوں نے نہ صرف دین کی خدمت کی بلکہ معاشرے کی اصلاح میں بھی نمایاں کردار ادا کیا۔ مگر آج ایک سوال بار بار ذہنوں کو جھنجھوڑتا ہے: آخر مدارس کے طلبہ میں اساتذہ کا وہ روایتی احترام کیوں کم ہوتا جا رہا ہے؟

دلچسپ اور قدرے تشویشناک بات یہ ہے کہ ایک واضح تضاد دیکھنے میں آتا ہے۔ جو استاد سختی کرتے ہیں، ڈنڈا استعمال کرتے ہیں، ان سے طلبہ ڈرتے بھی ہیں، ان کی بات مانتے بھی ہیں اور بظاہر ان کا ادب بھی کرتے ہیں۔ اس کے برعکس جو اساتذہ نرمی، محبت اور شفقت سے پڑھاتے ہیں، ان کے ساتھ طلبہ کا رویہ اکثر بے تکلف بلکہ بعض اوقات حد سے بڑھا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اب احترام کی بنیاد خوف بن چکی ہے؟ کیا محبت اور نرمی اپنی تاثیر کھو چکی ہے؟

اگر اس مسئلے کا گہرائی سے جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ صرف مدارس کا نہیں بلکہ پورے معاشرے کا المیہ ہے۔ سب سے پہلے تو گھریلو تربیت کا پہلو سامنے آتا ہے۔ ایک وقت تھا جب والدین خود اپنے بچوں کو استاد کے سامنے جھکنا سکھاتے تھے، ان کے دل میں ادب پیدا کرتے تھے۔ آج کے مصروف دور میں یہ ذمہ داری کمزور پڑ چکی ہے۔ بچے جب مدرسہ پہنچتے ہیں تو ان کے اندر پہلے سے وہ بنیاد موجود نہیں ہوتی جس پر ادبِ استاد کی عمارت کھڑی کی جا سکے۔

دوسری طرف معاشرتی تبدیلیاں بھی اپنا اثر دکھا رہی ہیں۔ موبائل فون، سوشل میڈیا اور جدید ذرائع ابلاغ نے نئی نسل کی سوچ بدل دی ہے۔ وہ ہر چیز کو چیلنج کرنے کے عادی ہو چکے ہیں، سوال کرنا ان کی فطرت بن چکی ہے، اور بے ساختگی ان کے مزاج کا حصہ ہے۔ ایسے ماحول میں روایتی احترام خود بخود کمزور پڑ جاتا ہے، خاص طور پر وہاں جہاں نظم و ضبط کا نظام مضبوط نہ ہو۔

اب آتے ہیں مدارس کے اندرونی ماحول کی طرف۔ حقیقت یہ ہے کہ کئی جگہوں پر اب بھی نظم و ضبط قائم رکھنے کے لیے سختی کو بنیادی ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ ڈنڈا ایک علامت بن چکا ہے — نہ صرف سزا کی بلکہ کنٹرول کی۔ طلبہ اس سے ڈرتے ہیں، اس لیے خاموش رہتے ہیں، بات مانتے ہیں، اور بظاہر ادب بھی کرتے ہیں۔ مگر کیا یہ واقعی احترام ہے؟ یا محض خوف کی پیداوار؟

دوسری جانب جو اساتذہ محبت اور نرمی سے پڑھاتے ہیں، وہ ایک مختلف امتحان سے گزرتے ہیں۔ ان کی نیت درست ہوتی ہے، وہ طلبہ کو قریب لانا چاہتے ہیں، ان کے ساتھ دوستانہ تعلق قائم کرنا چاہتے ہیں۔ مگر اکثر طلبہ اس نرمی کو کمزوری سمجھ لیتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ حدود کو پار کرنے لگتے ہیں، بات کو ہلکا لینے لگتے ہیں، اور آہستہ آہستہ ادب کا دائرہ سکڑ جاتا ہے۔

یہاں ایک اہم سوال پیدا ہوتا ہے: کیا واقعی مسئلہ نرمی میں ہے؟ یا نرمی کے ساتھ مضبوطی نہ ہونے میں؟ تعلیم و تربیت کا اصول یہ ہے کہ محبت اور رعب دونوں کا توازن ضروری ہے۔

انسان کو باغی بنا سکتی ہے، اور صرف نرمی اسے لاپرواہ کر سکتی ہے۔ ایک کامیاب استاد وہ ہوتا ہے جو دل بھی جیتے اور نظم بھی قائم رکھے۔ جس کی مسکراہٹ میں شفقت ہو مگر خاموشی میں وقار بھی ہو۔ جس کی نرمی حد سے نہ بڑھے اور جس کی سختی ظلم میں تبدیل نہ ہو۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ ہم نے ان دونوں انتہاؤں کو اپنا لیا ہے۔ یا تو مکمل سختی، یا مکمل نرمی۔ اعتدال کا راستہ کہیں کھو گیا ہے۔

اس مسئلے کا ایک پہلو اساتذہ کی اپنی شخصیت سے بھی جڑا ہوا ہے۔ استاد صرف کتاب کا نام نہیں، بلکہ ایک کردار کا نام ہے۔ اگر استاد خود اپنے قول و فعل میں مضبوط نہ ہو، اگر اس کے اندر وقار اور خود اعتمادی نہ ہو، تو طلبہ خود بخود اس کی قدر کم کر دیتے ہیں۔ احترام مانگا نہیں جاتا، کمایا جاتا ہے — اور یہ کمائی کردار، انصاف اور مستقل مزاجی سے ہوتی ہے۔

ادارہ جاتی کمزوریاں بھی اس مسئلے کو بڑھاتی ہیں۔ اگر مدرسہ میں واضح اصول نہ ہوں، اگر نظم و ضبط کا نظام کمزور ہو، اگر بدتمیزی پر کوئی مؤثر کارروائی نہ ہو، تو طلبہ میں لاپروائی پیدا ہونا فطری بات ہے۔ ایسے ماحول میں نرم مزاج استاد سب سے پہلے متاثر ہوتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اس صورت حال کا حل کیا ہے؟

سب سے پہلے تو ہمیں یہ تسلیم کرنا ہو گا کہ صرف ڈنڈا مسئلے کا حل نہیں۔ یہ وقتی طور پر نظم تو پیدا کر سکتا ہے، مگر حقیقی احترام پیدا نہیں کر سکتا۔ اسی طرح صرف نرمی بھی کافی نہیں جب تک اس کے ساتھ اصول اور حدود واضح نہ ہوں۔

مدارس کو چاہیے کہ وہ ادبِ استاد کو باقاعدہ نصاب اور تربیت کا حصہ بنائیں۔ طلبہ کو صرف سبق ہی نہ پڑھایا جائے بلکہ یہ بھی سکھایا جائے کہ استاد کا مقام کیا ہے اور اس کی عزت کیوں ضروری ہے۔ اساتذہ کو بھی اپنی تربیت پر توجہ دینی ہو گی، تاکہ وہ جدید دور کے تقاضوں کو سمجھ سکیں اور طلبہ کی نفسیات کے مطابق اپنا طریقہ کار ترتیب دے سکیں۔

والدین کا کردار بھی یہاں اہم ہے۔ اگر گھر سے ادب کی بنیاد مضبوط ہو تو مدرسہ میں اس کی عمارت آسانی سے کھڑی ہو سکتی ہے۔ مگر اگر بنیاد ہی کمزور ہو تو پھر صرف استاد پر ذمہ داری ڈال دینا انصاف نہیں۔

آخر میں ایک بات واضح رہنی چاہیے کہ خوف اور احترام دو مختلف چیزیں ہیں۔ خوف انسان کو وقتی طور پر جھکا سکتا ہے، مگر احترام دل سے پیدا ہوتا ہے اور دیرپا ہوتا ہے۔ ہمیں یہ فیصلہ کرنا ہو گا کہ ہم اپنے مدارس میں کیسا ماحول چاہتے ہیں: ایسا جہاں طلبہ صرف ڈنڈے سے ڈریں، یا ایسا جہاں وہ دل سے اپنے اساتذہ کا ادب کریں۔

اگر ہم نے اس سوال کا صحیح جواب تلاش کر لیا، تو یقیناً مدارس ایک بار پھر وہی مثالی ادارے بن سکتے ہیں جہاں علم کے ساتھ ساتھ ادب اور

غزل

جو مانگی ہے تو نے وہی میں دعا ہوں
میں تیرے لئے اب ضروری بنا ہوں
یہی ایک خوبی ہے مجھ میں نرالی
میں سارے زمانے سے بالکل جدا ہوں
ہوئی شام اب لوٹ آ جا اے اختر
تری راہ تکتے میں کب سے کھڑا ہوں
اے منصف سزا کی ضرورت نہیں ہے
میں اپنے گناہوں کی خود ہی سزا ہوں
مجھے زرد ہونے کا خطرہ نہیں ہے
میں پرکھوں کی شاخوں، جڑوں سے جڑا ہوں
ملاقات کا ایک موقع عطا کر
میں تیرے محلے میں عاشق نیا ہوں
تجھے اپنے باہوں کے گھیرے میں لے لوں
میں تیرے غموں کی انوکھی دوا ہوں
قدم ہیں کے عالمؔ کے ٹکتے نہیں ہیں
غضب ہے کہ کیا تھا میں کیا ہو گیا ہوں

آفتاب عالمؔ شاہ نوری
کروشی بلگام کرناٹک
۸۱۰۵۴۹۳۳۴۹

طرحی غزل
اینا فاؤنڈیشن پونے مہاراشٹرا
۱۲ اپریل ۲۰۲۶

خصوصی کالم برائے مراسلات

معزز قارئین کرام: السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ نیپال اردو ٹائمز ہمالیہ کی وادیوں سے اردو صحافت کا روشن مینار ہے جس کے ذریعے سے ملک نیپال میں اردو صحافت کو فروغ دینے کے لیے ہماری ٹیم سرگرم عمل ہے، قارئین حضرات سے مؤدبانہ التماس ہے کہ اخبار کو پڑھیں اور اپنی آرا ہمیں ارسال فرما کر شکریہ کا موقع فراہم کریں۔
+9779701714929

سیمانچل کے مسلمان بلندی و پستی اک جائزہ

محمد نیر عالم

کشن گنج بہار

سیمانچل بہار کا ایک اہم ترین علاقہ ہے جو چار اضلاع کشنگنج ارریہ کٹیہار اور پورنیہ پر مشتمل ہونے کے ساتھ ساتھ صوبہ بنگالی کے ضلع اتر دیناجپور کے بھی کچھ حصوں کو شامل ہے یہ علاقہ اپنی ایک الگ تہذیب و ثقافت اور لسانی خصوصیات کے ساتھ ساتھ مسلم اکثریتی آبادی کی وجہ سے بھی نمایاں ہے۔

سیمانچل کے مسلم: خوبی و خصوصیات

سیمانچل کے مسلمانوں کی خصوصیت ان کی تہذیب ثقافت کردار و اخلاق اور یہاں کی زبان سیاسی اور سماجی شناخت پر خاص قائم ہے یہ علاقہ بہار کے شمالی و مشرقی حصے میں شامل ہے اور چار اضلاع میں تقسیم ہے یہاں کے مسلمانوں کی آبادی بہت زیادہ ہے ریاست بہار کے دوسرے علاقوں کے مد مقابل کشنگنج ایک واحد علاقہ ہے جہاں پر مسلم کی آبادی بکثریت ہے کشنگنج میں مسلم کی کل ابادی ۶۸٪ ہے کٹیہار میں ۴۴٪ ہے ارریہ میں ۴۲٫۲٪ اور پورنیہ میں ۳۸ ہے سیمانچل کے مسلمان مذہبی اور ثقافتی لحاظ سے متحرک ہیں یہاں پہ کثیر تعداد میں اسلامی تعلیمات مدارس مکاتب درسگاہیں و دینی اجتماعات کا خاصہ زور ہے ان علاقوں میں مختلف اسلامی رسم رواجیں ہے مثلا عید الفطر عید الاضحی عید میلاد النبی شب برات و محرم کو بڑے ہی جوش و خروش سے منایا جاتا ہے سیمانچل کے مسلمانوں نے اپنی مذہبی سیاسی و سماجی میدانوں میں بہت ہی نمایا کردار اپنایا ہے اگرچہ سیمانچل کو مختلف قسم کے چیلنجز کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے تو اس کے باوجود یہ سیمانچل علاقہ پیچھے نہیں ہٹا بلکہ تمام مشکلوں کا ڈٹ کر سامنا کرتا ہے

سیمانچل کے مسلمانوں کی مختلف زبانیں

سیمانچل لسانی اعتبار سے بھی نامور ہے جہاں پر مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں مثلا سور جاپوری بنگالی بھوجپوری کلھیا بھٹیا میتھلی وغیرہ سور جاپوری یہ مقامی زبان ہے جو کہ خاص طور پر سیمانچل اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں بولی جاتی ہے یہ زبان سیمانچل کے مسلمانوں کی مادری زبان ہے اور یہ زبان بہت ہی میٹھی زبان ہے اور یہ زبان کو بولنے کے بھی مختلف انداز ہیں ایک جگہ کی دوسری جگہ سے تھوڑی الگ ہے یہ زبان صرف بولی جاتی ہے لکھی نہیں جاتی اردو یہاں کی ایک اہم زبان ہے جو کہ تعلیم ادب و مذہبی معاملات کیلئے استعمال کی جاتی ہے یہ زبان ریاست بہار کی دوسری مادری زبان ہے جو کہ بہار کے تمام اضلاع میں بولی جاتی ہے

سیمانچل کے مسلمان اور خامیاں

سیمانچل کو بہار کے سب سے پسماندہ علاقوں میں شمار کیا جاتا ہے کیونکہ یہاں کے مسلم بنیادی سہولیات مثلا تعلیم صحت اور مالی طور پر بہت پیچھے ہیں جیسے ارریہ ضلع کے دیہی علاقوں میں صرف پڑھنے لکھنے والوں کی تعداد ۳۳ ہے یہ سیمانچل کا علاقہ پڑھائی میں بہت ہی زیادہ پیچھے ہے جس کی وجہ سے یہاں پر جہالت پھیلی ہوئی ہے اور تمام آدمی تاریکی میں زندگی گزار رہے ہیں اور خصوصا یہاں کے کم عمر کے بچے مختلف ریاستوں میں جا کر کام کرتے ہیں یہاں پر زراعت نہیں ہونے کی وجہ سے بھی یہ علاقہ بچھڑے ہوئے علاقوں میں شمار ہوتا ہے اس کہ ساتھ ساتھ صحت کی بھی بہت زیادہ پریشانیاں ہیں جس کی وجہ سے یہاں کے آدمی اچھے فصلوں کی پیداوار نہیں کر سکتے ہیں جن کی وجہ سے یہ چیزیں صحت پر اثر ڈالتی ہیں

سیمانچل کے مسلمان اور عقائد

سیمانچل کے مسلمانوں کے عقائد عمومی طور پر ہندوستان کے دیگر سنی مسلمانوں سے مشابہت رکھتے ہیں یہاں کے مسلمان اللہ تعالی کی وحدانیت پر مکمل ایمان رکھتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ اللہ ہی خالق و مالک و رازق ہے اور محمد مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو اللہ کا آخری نبی مانتے ہیں ختم نبوت پر ان کا مکمل ایمان ہے اکثر و بیشتر مسلمان قرآن کو اللہ کی آخری و آسمانی کتاب اور سنت نبوی کو دین کا علمی نمونہ مانتے ہیں سیمانچل کے مسلمان اکثریتی طور پر اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھتے ہیں اور یہاں پر مختلف قسم کی فرقے بھی ہے مثلا بریلی دیوبندی وہابی اہل حدیث وغیرہ سیمانچل میں اکثر و بیشتر مسلمان حنفی مذہب کو ماننے والے ہیں اور تصوف کا بھی خاصہ اثر پایا جاتا ہے خاص طور پر بریلوی مکتب فکر کے ماننے والے کثرت سے پائے جاتے ہیں جو اولیاء کرام کے اعراس میلاد النبی وغیرہ کا اہتمام کرتے ہیں نماز روزہ زکوۃ اور حج جیسے فرائض کی ادائیگی پہ یقین رکھتے ہیں

سیمانچل کے علماء و مدارس

سیمانچل کا علاقہ بہت ہی قدیم علاقوں میں شمار کیا جاتا ہے شیمانچل مردم خیز علاقہ ہے یہاں سے مختلف قسم کے فن کار گزرے ہیں مثلا خواجہ امام علم و فن مفتی مظفر حسین ادیب شہر مفتی حسن منظر مفتی رحمت حسین کلیمی فقیہ اہلسنت مفتی آل مصطفی مصباحی وغیرہ ان شخصیتوں کی وجہ سے سیمانچل نے تعلیمی میدان میں کافی ترقی کی اور کئی مدارس اور اسکول وجود میں آیا جن میں سے چند کے نام مندرذیل ہے مدرسہ حنفیہ مدرسہ تنظیم المسلمین مدرسہ جامعہ امجدیہ قدم رسول وغیرہ اور کالج و یونیورسٹیوں کے نام علی گڑھ مسلم یونیورسٹی الکریم یونیورسٹی پورنیہ یونیورسٹی اور کالجیں مارواڑی کالج کرشچن کالج وغیرہ ان اسکولز یونیورسٹیز کالجز مکاتب و مدارس نے قدیم تعلیم کی فروغ میں اہم کردار ادا کیا ہے سیمانچل میں اتنی تعلیمی بیداری ہونے کے باوجود یہاں کے لوگ عصر حاضر کی تعلیمی ضروریات سے پیچھے ہیں جس کی وجہ سے ریاست کیرل سے ایک نامور شخص کی سیمانچل آمد ہوتی ہے اور وہ یہاں کے حالات کا جائزہ لیتے ہیں پھر یہاں پرویلفئر فاؤنڈیشن نام سے ایک تنظیم قائم کرتے ہیں اور اس کے ماتحت کشنگنج میں قرطبہ نام سے ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالتے ہیں جس میں دینی و دنیوی تعلیم دی جاتی ہے اور یہاں پر پڑھائی کا سلسلہ ابھی زور وشور پر رواں دواں ہے

MUHAMMED NAYYAR ALAM
QURTUBA INSTITUTE OF ACADEMIC EXCELLENCE,KISHGANGANJ,BIHAR

ساحر لدھیانوی کا لاجواب گیت یا بھجن

اسعد احمد مجددی اسدؔ

تورا من درپن کہلائے

عبدالحئی، ساحرؔ... لدھیانہ سے تعلق رکھتے تھے یہی مناسبت سے ساحرؔ لدھیانوی کے نام سے خوب شہرت پائی۔ ساحرؔ کی ابتدائی زندگی میں گھریلو مسائل بہت زیادہ تھے جس کی وجہ سے وہ پریشانی و خوف کے ماحول میں بچپن گذار دیا اور جب کالج کا رخ کیے تو طبیعت میں نامساعد اور تکلیف دہ حالات کی بدولت باغیانہ رویہ شامل ہو گیا اور ذہن انقلابی ثابت ہوا یہی وجہ ہے کہ ساحرؔ کی شاعری میں انقلابانہ انداز کوٹ کوٹ کر بھرا ہے اور حالات سے بھی نبرد آزما رہے اور جب حالات بے قابو رہے تو وہ خود یہ کہنے پھر مجبور ہوگئے

حالات سے لڑنا مشکل تھا
حالات سے رشتہ جوڑ لیا
جس رات کی کوئی صبح نہیں
اُس رات سے رشتہ جوڑ لیا

کس قدر سنگین اور کٹھن حالات تھے جنھیں مجبوراً زندگی نبھانے کے لیے ہر چیز کا ساتھ نبھاتے گئے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ساحرؔ ایک نہایت درد مند دل کے مالک تھے ان کی شاعری میں ان کی درد مندی صاف طور سے دکھائی دیتی ہے مانا کہ ابتدائی دنوں میں آزاد خیال نظریات کے حامل اشعار کی جھلک نظر آتی ہے لیکن جوں جوں وقت گذرتا گیا اس میں اور بھی پختگی آتی گئی صداقت اور سچائی کو اپنی زندگی کا حصہ بنایا اور جو کچھ زندگی کا حصہ تھا اسی کو شاعری کے ذریعے لوگوں تک پہنچایا اور جو کچھ بھی محسوس کرتے اُسے نہایت صداقت کے ساتھ پیش کرتے بھی، مثال اُن کے کلام میں موجود ہے کوئی غزل، کوئی گیت، کوئی شعر یا پھر بھجن ایسا نہیں ہے کہ جس میں تصنع و بناوٹ کی آمیزش ہے بلکہ کوسوں دور کہیں بھی ہلکا سا شائبہ بھی نظر نہیں آتا۔ اور یہی ان کی کامیاب شاعری کا راز ہے۔ آج ایسا سچا اور حقیقی شاعر، مانا کہ ہم میں نہیں مگر اس کی شاعری ہمارے درمیاں ہے ایک ایک شعر ایک ایک مصرعہ پر توجہ دیں تو نہایت آسان الفاظ کے ساتھ ساتھ معنی و مفہوم بھی کھل کر سامنے آئیں گے کہ جس کی حقیقت سے ہر کوئی نہ ہی لطف اندوز ہوگا بلکہ اس کے حقائق کا اثر دل و دماغ پر بہت گہرا ہوگا۔ آج میں ایسے ہی ایک مشہور گیت کی طرف سبھی کی توجہ مبذول کروا رہا ہوں جو کہ آج بھی برسوں گذرنے کے بعد سب کی زبان پر ہے دل و دماغ پر اس کے گہرے اثرات ہیں زبان بالکل مختلف ہے اور جہاں تک معنی و مفہوم کا تعلق ہے وہ انتہائی قابلِ رشک ہے وہ گیت ہے

تورا من درپن کہلائے
بھلے بُرے سارے کرموں کو دیکھے اور دکھائے
تورا من درپن کہلائے
من ہی دیوتا، من ہی ایشور من سے بڑا نہ کوئے
من اُجیارا جب جب پھیلے جگ اُجیارا ہوئے
اس اُجلے درپن پر پُرانی دھول نہ جمنے پائے
تورا من درپن کہلائے
سکھ کی کلیاں، دکھ کے کانٹے من سب کا ادھار
من سے کوئی بات چھپے ناں، من کے نین ہزار
جگ سے چاہے بھاگ لے کوئی من سے بھاگ نہ پائے
تورا من درپن کہلائے

جہاں تک اس گیت کے لکھنے کا تعلق ہے تو وہ کچھ اس طرح سے ہے کہ اُس زمانے میں یہ بات مشہور ہوگئی تھی کہ ساحرؔ صرف اُردو کا ہی شاعر ہے وہ صرف اُردو ہی میں شاعری کرسکتے ہیں اُنھیں ہندی میں شعر کہنا نہیں آتا۔ اور جب یہ بات ساحرؔ صاحب تک پہنچی تو انھوں نے اسے چیلنج کے طور پر قبول کیا اور اُسی دوران فلم "کاجل" میں ایک بھجن لکھنے کے لیے کہا گیا۔ تو ساحرؔ صاحب نے نہ ہی بھجن لکھا بلکہ بھجن کو خالص ہندی میں لکھ کر اپنے مخالفین کی زبان بند کر دی اور انھوں نے ثابت کر دیا کہ اُردو میں شعر کہنے والا ہندی کا بھی ایک اچھا شاعر ہو سکتا ہے اُنھوں اس بھجن میں تمام قواعد کو ساتھ رکھا اور ایک ایک شعر اور مصرعہ میں انسانی زندگی کے احساسِ گناہ اور جرم کی بھی یاد دہانی کرادی۔ اگر انسان کو اپنے جرم کا اپنے گناہ کا احساس ہو جائے تو اُس کا اپنا اندر کا ضمیر ملامت کرنے لگتا ہے اور جب مُرتکب گناہ ہو جاتا ہے تو وہ احساسِ ندامت میں مبتلا ہو جاتا ہے اور یہ احساسِ ندامت کا ساتھ ایک دن نہیں دو دن نہیں بلکہ تاحیات رہتا ہے اور اُسے ستانے لگتا ہے اور جب انسان کا ضمیر ملامت کی تصویر بن کر اُبھرنے لگتا ہے اور یہ شرمندگی کا احساس اور گناہ کی خلش و چبھن جو کہ اسے اندر ہی اندر دیمک کی طرح لپٹی میں لیتی ہے۔ وہ صاف طور سے ظاہر بھی نہیں ہوتی جس کی وجہ سے مختلف انسان اپنے مختلف گناہوں کی وجہ سے مختلف انداز کی زندگی اختیار کرلیتے ہیں کوئی غم واندوہ کی مکمل تصویر نظر آتا ہے تو کوئی بے چینی و اضطراری کی کیفیت میں غرق رہتا ہے تو کوئی کسی کام میں دشواری محسوس کرتا ہے تو کوئی کسی بھی کام سے بیزارگی کا روپ دھار لیتا ہے جس کی بناء پر وہ کسی بھی کام کو انجام دینے میں ناکام اور نااہل ثابت ہوتا ہے احساسِ گناہ کی یہ تصویر انسان کو ناکام، ناکارہ بلکہ بسا اوقات نکما و نااہل بنا دیتی ہے اکثر دفعہ دیکھنے میں آیا ہے کہ انسان کبھی بال نہیں سنوارتا تو کبھی داڑھی خوب بڑھا کر گھومتا پھرتا نظر آتا ہے اور بعض دفعہ ضمیر کی ملامت کو دبانے کے لیے سر چڑھ کر بولنے لگتا ہے، جس کی وجہ سے ایک گناہ کے عوض اور کئی گناہ کر جاتا ہے ایسے موقعوں پر مذہبی ریت رواج کا سہارا لینا ضروری ہو جاتا ہے کیونکہ مذہبی اعتبار سے دیکھا جائے تو ضمیر کی آواز کو "خدا کی آواز" کہا جاتا ہے۔ اس لیے کہ ہم خدا کے بتائے ہوئے راستوں سے ہٹ کر کوئی دوسرا راستہ اختیار کرتے ہیں تو وہ ہمیں ہمارا ضمیر روکنے کی کوشش کرتا ہے اور ہمیں برائی و گناہ کا احساس دلاتا ہے اور ہم فوری توبہ کرکے اس عظیم احساسِ جرم و گناہ سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں اور جب اس کوشش میں کامیابی ہوتی ہے تو ہمارا ضمیر ہمیں احساسِ ندامت کے بجائے احساسِ راحت عطا کرتا ہے اور یہی احساسِ راحت پھر سے زندگی کا نہ ہی راستہ بتاتا ہے بلکہ زندگی کا حوصلہ بھی بڑھاتا ہے یہی وجہ ہے کہ مذہبی زندگی اچھائی اور برائی کا موازنہ کراتی ہے اور نیکی و بدی کا احساس قدم قدم پر رہتا ہے اور یہی احساسِ زندگی کا تحفظ فراہم کرتی ہے اور یہی تحفظ احساسِ جرم و گناہ کا نجات ہے اور یہی نجات زندگی کی راحت کا سامان ہے۔

زندگی پھول بنے پھول سے گلزار بنے
دل سنور جائے تو آدمی شاہکار بنے

اسعد احمد مُجددّی اسدؔ

ماں جی آخر سوکھی روٹی کون کھاتا ہے!!

تحریر:
جاوید بھارتی

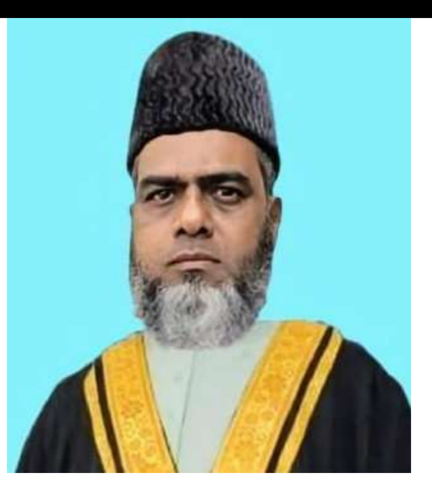

خوش نصیب ہے وہ انسان جن کے والدین باحیات ہیں اور اس سے بھی زیادہ خوش نصیب انسان وہ ہے جو اپنے والدین کی خوب خدمت کرتا ہے کیونکہ اسلام کے اندر دو طرح کے حقوق ہیں ایک کا نام حقوق اللہ ہے تو دوسرے کا نام حقوق العباد ہے یاد رکھیں کہ حقوق اللہ میں کوتاہی ہوئی تو اللہ تبارک و تعالی اسے معاف کر سکتا ہے لیکن حقوق العباد میں کوتاہی ہوئی تو اللہ تبارک و تعالی اس وقت تک معاف نہیں کرے گا جب تک کہ بندہ خود معاف نہ کرے یہ بھی واضح رہے کہ اللہ تبارک و تعالی نے جہاں اسلامی احکامات پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیا ہے اور جہاں حقوق العباد کا ذکر کیا ہے تو اس میں سب سے پہلے والدین کی خدمات کو ترجیح دی گئی ہے والدین کی بیٹے کے حق میں کی جانے والی دعا بڑی موثر ہوتی ہے والدین کا مقام و مرتبہ کیا ہے قران میں بھی ملتا ہے اور احادیث کی کتابوں میں بھی ملتا ہے ساتھی ہی بہت سارے بزرگان دین کے واقعات بھی ملیں گے جنھوں نے اپنے ماں باپ کی بے حد خدمت کی ہے اج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے ماں باپ کی خدمت کریں ان کو کسی طرح کی تکلیف پہنچانے کا تصور میں بھی خیال نہ لائیں،، لیکن اج کے دور میں بڑا افسوس ہوتا ہے کہ والدین اور اولاد کے درمیان اکثر دوریاں کھائیاں دیکھنے کو ملتی ہیں سوشل میڈیا پر تو ماں باپ کی خدمت کرتے ہوئے خوب پرچار کیا جاتا ہے لیکن سچائی یہ ہے کہ یہ خدمات اللہ کی رضا کے لیے نہیں بلکہ سبسکرائبر اور فالور بڑھانے کے لیے کیا جاتا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر اج بڑی تعداد میں والدین کو گھروں سے نکالا نہیں جاتا اور ہاسٹلوں میں بھیجا نہیں جاتا بلکہ اپنے گھر پر رکھ کر انہیں خوش کیا جاتا ان کی خدمت کیا جاتا ان کی ضروریات کا پورا پورا خیال رکھا جاتا اور ان سے دعائیں لی جاتی نتیجہ یہ ہوتا کہ اللہ تبارک و تعالی بھی خوش ہوتا اور بندہ قدم قدم پر کامیابیاں حاصل کرتا زید کے ہوٹل پر ایک بوڑھی عورت ہاتھوں میں خشک روٹی لے کر اتی ہے اور تندور پر موجود بکر نامی ملازم سے کہتی ہے اس روٹی کو ذرا گرم کر دو تندور پر کام کرنے والا بکر کہتا ہے کہ ہوٹل مالک سے اجازت لینا ضروری ہے اپ کاؤنٹر پر جایئے ہوٹل مالک سے اجازت لیجئے وہ اگر روٹی گرم کرنے کی اجازت دے دیں گے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا میں خوشی خوشی اپ کی روٹی گرم کر دوں گا بوڑھی عورت کاؤنٹر پر جاتی ہے ہوٹل کے مالک سے کہتی ہے کہ مجھے اس روٹی کو گرم کروانا ہے اپ اگر اجازت دے دیں تو اپ کا ملازم روٹی کو گرم کر دے گا اور میں اسے کھا کر اپنا پیٹ بھر لوں گی ہوٹل مالک نے بکر کو اواز دی اس ماں کی روٹی گرم کر دو تو بکر نے روٹی کو گرم کر کے بوڑھی عورت کے ہاتھوں میں دے دیا،، اب بوڑھی عورت ہاتھ میں روٹی لے کر دوبارہ کاؤنٹر پر جاتی ہے اور ہوٹل مالک کا شکریہ ادا کرتی ہے ہوٹل مالک پوچھتا ہے کہ ماں جی تمہارے پاس تو صرف روٹی ہے اخر اس روٹی کو کیسے کھاؤ گی روٹی کھانے کے لیے تو سبزی یا سالن کا ہونا ضروری ہے تو بوڑھی عورت نے کہا کہ میرے پاس پیاز ہے میں اس پیاد سے روٹی کھالوں گی جب یہ بات سنی تو ہوٹل مالک نے کہا کہ نہیں ماں جی اخر پیاز سے بھی کوئی روٹی کھاتا ہے اپ ٹیبل پر بیٹھئیے میں اپ کے لیے سبزی اور سالن لگوا دیتا ہوں اپ بھر پیٹ کھا لیں تو وہ عورت کہتی ہے کہ نہیں ایک دن سبزی اور سالن کھا کر کیا کروں گی جب کہ روزانہ مجھے روٹی اور پیاز ہی کھانی ہے جب یہ بات سنی تو ہوٹل مالک کی انکھوں میں انسو اگئے اور وہ کھڑا ہو گیا پوچھتا ہے اور کہتا ہے کہ بھلا کوئی سوکھی روٹی بھی کھاتا ہے ماں جی،، مجھ سے سوکھی روٹی کھانے کا اور پیاز روٹی کھانے کا ماجرا کیا ہے یہ بتایئے- بوڑھی عورت کہتی ہے کہ بیٹا میری کہانی بڑی عجیب ہے ہمارا بھی ایک اچھا خاصا کنبہ تھا مکان تھا لیکن شوہر کا اچانک انتقال ہو گیا، میری دنیا اجڑ گئی، آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا،، ایک بیٹا تھا جسے میں نے پال پوسٹ کر بڑا کیا پڑھا لکھا کر اس کو کسی قابل بنایا اور وہ سروس بھی کرنے لگا،، لیکن اس کی سوچ بدلتی گئی اور اپنے اپ کو بہت اونچے لیبل کا انسان سمجھنے لگا اس نے اپنی مرضی سے شادی بھی کی لیکن میں نے اس کی مخالفت نہیں کی کیونکہ اس کی خوشی میں میں اپنی خوشی سمجھتی تھی لیکن شادی کے بعد اس نے صرف اپنی بیوی کی باتوں کو ترجیح دی اور مجھے نظر انداز کرنے لگا میری باتوں کو ان سونی کرنے لگا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی بیوی کا مزاج دن پر دن گھٹیا ہوتا گیا اور وہ مجھ سے نفرت کرنے لگی ایک دن ایسا بھی ایا کہ اس کی بیوی کہتی ہے کہ اس گھر میں یا تو میں اور اپ یعنی ہم دونوں رہیں گے یا کہ پھر اپ کی ماں رہے گی میں اپ کی ماں کے ساتھ اس گھر میں نہیں رہ سکتی اب فیصلہ اپ کو کرنا ہے کہ اس گھر میں کون رہے گا،، بیوی کی باتوں کو سن کر اس نے مجھے گھر سے نکال دیا میں اب در در کی ٹھوکر کھا رہی ہوں میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ میں اپنا پیٹ بھرنے کے لیے اٹا چاول دال سبزی اور سالن کا انتظام کروں ایک طویل عرصے سے میں پیاز روٹی سے اپنا گزارا کر رہی ہوں،، اس عورت کی باتوں کو سن کر ہوٹل مالک رو پڑا اور کہتا ہے کہ بس اب تک جو ہوا ہوا لیکن اگے سے اپ کو پیاز روٹی نہیں کھانا ہے کیونکہ اپ کو بیٹے کی ضرورت ہے اور مجھے ایک ماں کی ضرورت ہے میری ماں کا ایک عرصہ ہوا انتقال ہو گیا میرے پاس سب کچھ ہے لیکن ایک ماں نہیں ہے اس لیے اپ سے میری درخواست ہے کہ اج سے مجھے اپنا بیٹا سمجھیں اور میں اپ کو اپنی ماں سمجھوں گا اور اج سے اپ کو میرے ہی گھر میرے ساتھ رہنا ہے اتنا کہنے کے بعد اپنے ہوٹل کے ایک ملازم سے کہتا ہے کہ انہیں میرے گھر پہنچا دو اج سے یہ میرے گھر میں رہیں گی اور اج سے یہی میری ماں ہیں- دنیا میں گنی چونی ایسی مائیں ہونگی جو اپنی اولاد سے محبت نہیں کرتی ورنہ اپنی اولاد کے لیے ماں کا دل کیسا ہوتا ہے اس کی ایک مثال تحریر کرنا انتہائی مناسب معلوم ہوتا ہے،، یعنی ایک بیٹا جو ماں کے ساتھ رہتا ہے ماں اپنے بیٹے سے بے پناہ محبت کرتی ہے اور بیٹا بھی اپنی ماں کو بہت چاہتا ہے اور اس کی خوب خدمت کرتا ہے لیکن ایک لڑکی اس سے فریبی محبت کرتی ہے اور یہ شرط لگاتی ہے کہ تم اپنی ماں کا کلیجہ میری خدمت میں پیش کروگے تو میں سمجھوں گی کہ تم مجھ سے محبت کرتے ہو اور پھر میں بھی ہمیشہ کے لیے تمہاری ہو جاؤں گی بیٹے کے ذہن میں یہ بات گردش کرنے لگی اور اہستہ اہستہ اس کے قدم بہکنے لگے اخر وہ دن بھی اتا ہے کہ ہاتھوں میں چاقو اور تھالی لے کر رات کے اندھیرے میں ماں کے پاس پہنچتا ہے اور ماں کا کلیجہ نکال کر تھالی میں رکھ کر بڑی تیزی کے ساتھ عورت کے پاس پہنچنے کے لیے دوڑ لگاتا ہے راستے میں ٹھوکر لگتی ہے تو وہ گر جاتا ہے تھالی ہاتھوں سے چھوٹ جاتی ہے اور کلیجہ کہیں اور جھٹک کر گرتا ہے بڑی تیزی کے ساتھ اٹھنے کی کوشش میں پھر گر جاتا ہے اس سے گھٹنا چھل جاتا ہے اور بھی جسم کے مختلف حصوں میں چوٹ اتی ہے اس کے باوجود بھی وہ اٹھتا ہے تو ایک ہاتھ سے تھالی اٹھاتا ہے اور جلدی سے پہنچ کر کلیجے کو دوسرے ہاتھ سے اٹھا کر تھالی میں رکھتا ہے تو کلیجے سے اواز اتی ہے کہ اے بیٹا تجھے کہیں چوٹ تو نہیں ائی،، اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ایک ماں اپنے بیٹے سے کتنی محبت کرتی ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ ایک بیٹا اپنی ماں کی خدمت میں پوری زندگی ختم کر دے اور ان خدمات میں بڑا سے بڑا کام کر دے یہاں تک کہ اپنے کندھے پر بٹھا کر اسے طواف تک بھی کرا دے تو بھی وہ ماں کا حق ادا نہیں کر سکتا یہاں تک کہ ماں کے لئے بیٹا چاہے جو کچھ بھی کر دے لیکن جب وہ چھوٹا تھا تو بستر پر پیشاب کر دیا کرتا تھا تو ماں اس بستر کو موڑ کر خشک حصے پر بیٹے کو سلا دیتی تھی اور خود بغیر بستر کے سو جایا کرتی تھی اس کا بھی حق ادا نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ بیٹے کی ولادت کے وقت تکلیف کے باعث ماں کے منہ سے جو آہ نکلی اس کا بھی حق ادا نہیں ہو سکتا۔

جاوید اختر بھارتی
(سابق سکریٹری یوپی بنکر یونین) محمد آباد گوہنہ ضلع مئو یوپی

فخر الدین علی احمد گورنمنٹ پی جی کالج، محمود آباد میں تربیتی کیمپ کا آغاز

روورز رینجرز کے ذریعے محدود وسائل میں بہتر زندگی کا ہنر

لکھنؤ (پریس ریلیز / ابو شحمہ انصاری) فخر الدین علی احمد گورنمنٹ پی جی کالج میں آج تین روزہ روورز رینجرز تربیتی کیمپ کا باقاعدہ آغاز ہو گیا۔ اس تقریب کی صدارت گورنمنٹ پی جی کالج کی پرنسپل، ڈاکٹر سیما سنگھ نے کی۔ کیمپ میں روور انچارج ڈاکٹر اوپیندر سنگھ اور رینجرز میں خصوصی تعاون ڈاکٹر زیبہ خان نے فراہم کیا، جبکہ تربیت کار سنجے کشیپ اور کماری پوجا دیوی کی کامیاب رہنمائی میں پروگرام منعقد ہوا۔

کیمپ کے آغاز پر گورنمنٹ پی جی کالج میں پرچم کشائی کی گئی اور شرکاء کو زندگی کے مختلف حالات میں خود کو تیار رکھنے اور نظم وضبط کی اہمیت سے آگاہ کیا گیا۔ کالج کی پرنسپل نے کیمپ کا افتتاح کرتے ہوئے اپنے خطاب میں کہا کہ اس تربیت کے ذریعے حاصل ہونے والی تعلیم زندگی بھر کام آئے گی اور محدود وسائل میں بہتر زندگی گزارنے کا ہنر روورز رینجرز کے ذریعے سیکھا جا سکتا ہے۔

اسی سلسلے میں شعبۂ معاشیات کے اسوسی ایٹ پروفیسر، محمد سعید نے روورز رینجرز کو مشکل حالات میں آسانی کے ساتھ زندگی گزارنے کے طریقوں سے روشناس کرایا۔ شعبۂ تاریخ کی پروفیسر، جیوتی شاہ، جو طویل عرصے تک رینجرز انچارج رہ چکی ہیں، نے بتایا کہ اس تربیت کے بعد نوجوان سماج کے ساتھ مل کر کئی فلاحی کام انجام دے سکتے ہیں۔

کیمپ کے پہلے سیشن میں ٹولی کی تشکیل، اس کی معلومات، روورز رینجرز کے نشانات، بائیں ہاتھ سے سیلوٹ کا اصول، پرچم باندھنے اور اس کے آداب پر روشنی ڈالی گئی، جبکہ دوسرے سیشن میں ادارے کا تعارف، تربیتی عملے کا تعارف، دعا، جھنڈا گیت، قواعد، حلف اور وردی سمیت مختلف پہلوؤں پر تفصیل سے گفتگو کی گئی۔

آخر میں روورز انچارج، ڈاکٹر اوپیندر سنگھ نے پرنسپل، تمام اساتذہ، ٹرینرز، شریک طلبہ و طالبات اور میڈیا سے وابستہ افراد کا شکریہ ادا کیا۔ اس موقع پر گورنمنٹ پی جی کالج کے سینئر پروفیسر ڈاکٹر وپن کمار شکلا، پروفیسر سنجیو کمار اگروال، پروفیسر انل وشرانت، ڈاکٹر آر پی سنگھ سمیت تمام اساتذہ اور دیگر عملہ موجود رہا۔

ہفت روزہ
نیپال اردو ٹائمز
Weekly The
NEPAL URDU TIMES
23/اپریل ۲۰۲٦ مطابق 05/ذی القعدہ ۱۴۴۷ھ 10 گتے بیساکھ
جہان اردو

حکومت کے نئے قانون سے نئی تبدیلی کی صبح نمودار ہو رہی ہے،

بلال برکاتی نیپالی

ملک نیپال میں Gen z احتجاج کے بعد دو تہائی کے قریب سیٹیں لاکر راسٹریہ سوتنتر پارٹی (RSP) بالین سرکار نے ابھی حال ہی میں کچھ نئے قوانین انڈیا باڈر کے حوالے سے لاگو کیا جس میں ایک سو سے زائد کا سامان اگر انڈیا سے لاتے ہیں تو نیپالی قانون کے تحت اسے ٹیکس دے کر لانا ہو گا اس قانون نافذ ہونے کے بعد نیپال نیپال باڈر سے متصل علاقوں میں بے چینی پھیل گئی اور لوگ احتجاج کرنے لگے جس کے بعد اس میں توسیع کرتے ہوئے اب پانچ ہزار تک کی شاپنگ کی اجازت دے دی گئی ہے، اس قانون کو جہاں بہت سے تجزیہ نگار اور عوام اک منفی طور پر دیکھ رہے ہیں وہیں اس قانون کے اہل خرد افراد مثبت انداز میں لے رہے ہیں اور اس قانون کے ملک نیپال کے حق میں ایک بہترین فیصلہ بتارہے ہیں اور یہ میرا بھی ماننا ہے کہ یہ قانون ملک نیپال اور نیپالی عوام کے حق میں بہت زیادہ موثر اور فایدہ مند ہے اس سے مستقبل قریب میں بہت ہی فایدہ مند ثابت ہو گا اس سے نیپال میں روز گار بڑھے گا، نیپالی تاجروں کو فایدہ پہونچے گا ملک کا جی ڈی پی (Gross Domestic Product) مظبوط ہو گا ملک مظبوط ہو گا، اور بھی بہت سے فائدے ہیں لھذا اس قانون کا احترام کرنا ہم سب پر ضروری ہے ہمیں اپنے ملک کے ساتھ وفادار رہنا ہو گا،

دوسری جانب آمد ورفت کے لئے سڑکوں کی توسیع کو مد نظر رکھتے ہوئے لب روڈ سرکاری زمین خالی کرانے کی الٹی میٹم دے کر نیپال کو اک نئے موڑ کی طرف لے جایا جارہا ہے دہائیوں پہلے دیے گئے نوٹس پر بالین سرکار نے عملدرآمد شروع کرواتے ہوئے ملک کے مختلف اضلاع اور شہروں میں لب روڈ موجود مکانات جو کہ سرکاری زمین پر قبضہ کر کے بنایا گیا تھا اسے توڑنے اور روڈ کو وسیع کرنے کا کام شروع ہے، اس اقدام سے بھی لوگوں میں غم وغصہ پایا جاتا ہے جبکہ یہ کام بھی ملک نیپال اور نیپالی عوام کے حق میں ہے کیونکہ کسی بھی ملک کی ترقی میں وہاں کے روڈز سڑکوں کا اہم کردار ہوتا ہے اور یہ روز مرہ کی ضروریات میں سے ہے روز لوگ اس روڈ کے ذریعے سفر کرتے ہیں اس لئے بھی روڈ کی سخت ضرورت ہوتی ہے تاکہ لوگ اس پر آرام سے سفر کرسکے ایک جگہ سے دوسری جگہ اطمینان سے سفر کرے اور امپورٹ ایکسپورٹ میں آسانی ہو، اور سڑکوں کی توسیع اس لئے بھی ضروری ہے کہ آنے والے وقتوں میں لوگوں کے پاس چار چکے ہوں گے ماروتی کار ہو گا جس پر سفر کریں گے مارکیٹس جائیں گے تو انہیں گاڑی کھڑی کرنے کے لئے پارکنگ چاہئیے اور یہ تبھی ممکن ہے جب سڑکیں وسیع ہوں تاکہ سڑکوں کی دونوں جانب پارکنگ ایریا بنایا جائے، اور یہ سب کام نیپالی عوام ہی کے لئے کیا جارہا ہے لھذا نیپالی عوام کو چاہئیے کہ سرکار کے ساتھ تعاون کریں اور سرکار کا ساتھ دیں تاکہ ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل آسانی کے ساتھ کیا جاسکے،

اس کے علاوہ اس وقت ملک نیپال میں ترقیاتی کام زوروں پر ہے ایماندار سرکار حکومت میں آئی ہے اور نیپالی عوام کے حق ہیت میں غیر جانب دار ہو کر ایمانداری کے ساتھ کام کررہی ہیں کرپشن سود خودی پر کنٹرول کرنے کے لئے نئے نئے قوانین بنائے جارہے ہیں پرانے کرپٹ اور گھوس خور نیتاؤں پر شکنجہ کسا کارہاہے اور نیپالی عوام بھی یہی چاہتی تھی کہ ملک میں تبدیلی آئے اور نیپال ایک خوبصورت ملک بنے جس پر سرکار کھری اتر رہی ہے لھذا ہمیں بھی چاہئیے کہ ہم سرکار کا ساتھ دیں تاکہ ہمارا مستقبل روشن ہو اور ہماری دنیا میں ایک پہچان بنے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمارے ملک کو ترقی عطا فرمائے اور شریروں کے شر سے محفوظ رکھے آمین،

نامہ نگار نیپال اردو ٹائمز

کیا ایران اور امریکہ کے درمیان کشیدگی مذاکرات سے ختم ہو سکتی ہے؟

تحریر: اللہ نواز خان
allahnawazk012@gmail.com

اس وقت پوری دنیا کی نظریں مشرق وسطی پر لگی ہوئی ہیں، جہاں امریکہ اور ایران کے درمیان کشیدگی نے خطے کے امن کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔عارضی جنگ بندی ہو چکی ہے اور یہ عارضی جنگ بندی کی مدت ۲۲ اپریل کو ختم ہو رہی ہے۔ مستقل جنگ بندی کے لیے امریکہ اور ایران کے درمیان اسلام آباد میں مذاکرات ہوئے لیکن وہ مذاکرات ناکامی سے دوچار ہو گئے۔اب دوبارہ بین الاقوامی میڈیا مذاکرات کے بارے میں پیش گوئیاں کر رہا ہے۔ ممکن ہے کہ مذاکرات کا دوبارہ دور جلدی شروع ہو جائے۔امید کی جانی چاہیے کہ اس دفعہ ہونے والے مذاکرات کامیاب ہوں گے اور مشرق وسطی میں امن قائم ہو جائے گا۔ہو سکتا ہے امریکی صدر پاکستان میں خود آجائیں، اگر وہ خود آگئے تو مذاکرات کی کامیابی کا امکان بڑھ جائے گا۔مذاکرات ناکام ہونے کی سب سے بڑی وجہ جوہری توانائی ہے۔ایران کے پاس جوہری توانائی کا ذخیرہ یورینیم کی صورت میں ہی موجود نہیں بلکہ افزدہ یورنیم بھی موجود ہے۔ایران پر الزامات لگ رہے ہیں کہ وہ ایٹمی صلاحیت حاصل کر چکا ہے یا حاصل کرنے اتنے قریب ہے کہ فوری طور پر فوجی مقاصد کے لیے اسے استعمال کیا جاسکے۔ایران کا ہمیشہ سے یہ موقف رہا ہے کہ جوہری توانائی مثبت مقاصد کے لیے ہے، فوجی مقصد کے لیے اس سے استعمال نہیں کیا جائے گا۔یورنیم مسئلے پر اگر قابو پا لیا گیا تو دیگر مسائل حل ہونے کے امکانات بڑھ جائیں گے۔اب تو آبنائے ہرمز بھی بند کر دیا گیا ہے اور اس کی بندش سے عالمی معیشت شدید متاثر ہو گئی ہے۔تمام مسائل بھی حل ہو سکتے ہیں اگر نیک نیتی سے عمل کیا جائے۔ایران کی کوشش یہی ہے کہ جنگ سے ہونے والے نقصانات کا بھی ازالہ جائے اور آئندہ بھی کسی جنگی خطرے سے ممکنہ طور پر چھٹکارا پایا جاسکے۔ایران اور امریکہ کے درمیان اختلافات بہت ہی پرانے ہیں۔۱۹۷۹ میں اختلافات شروع ہوئے جو آج تک ختم نہ ہو سکے۔۲۰۱۵ میں ایک معاہدہ ہو گیا تھا، لیکن بعد میں ٹرمپ نے اس معاہدے سے امریکہ کو نکال لیا تھا۔اب ایران ٹرمپ پر اعتبار کرنے کے لیے تیار نہیں اور مستقل و مضبوط یقین دہانی چاہتا ہے۔یہ تو واضح ہو گیا ہے کہ جنگ میں ایران کو نقصان تو سخت پہنچا ہے لیکن اس کو مکمل طور پر شکست نہیں دی جاسکی بلکہ یہ دعوی بھی درست ہو گا کہ جزوی طور پر بھی ایران کو شکست نہیں ہوئی۔یہ علیحدہ موضوع ہے کہ ایران کو سخت نقصان پہنچ چکا ہے، جس کا ازالہ کئی سالوں تک ہوتا رہے گا۔ایران کی کوشش یہ بھی ہے کہ پابندیاں نرم کی جائیں تاکہ اس کی معیشت سنبھل سکے۔اگر پابندیاں ہٹالی جاتی ہیں تو ایران کئی گنا زیادہ مضبوطی حاصل کر سکتا ہے۔صرف تیل اور گیس کی آزادانہ تجارت سے ہی بہت جلد ایران اپنے آپ کو سنبھال سکتا ہے۔پاکستان بھرپور کوشش کر رہا ہے مذاکرات سے تنازعہ حل ہو جائے تاکہ مشرق وسطی میں امن کا قیام ممکن ہو سکے۔امریکہ اور ایران سمیت پوری دنیا کی طرف سے پاکستان کے اس مثبت عمل کی تحسین کی جا رہی ہے۔بلا شبہ ایران اور امریکہ کے درمیان مستقل جنگ بندی بہت بڑا عمل ہو گا۔جنگ بندی ہونے سے عالمی معیشت بہتر ہو جائے گی، کیونکہ آبنائے ہرمز کو کھول دیا جائے گا۔تیل اور گیس کی قیمتوں میں زبردست کمی ہو جائے گی، اگر آبنائے ہرمز مکمل طور پر یا لمبے عرصے کے لیے بند ہو جاتا ہے تو تیل وغیرہ کی قیمتوں میں بہت زیادہ اضافہ ہو جائے گا۔صرف تیل کی قیمت میں اضافے کا مطلب ہو گا کہ عالمی طور پر بہت زیادہ مہنگائی بڑھ جائے۔مذکرات کامیاب ہونے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہو گا کہ خطے میں امن قائم ہو جائے گا اور اس سے لاکھوں انسان قتل ہونے سے بچ جائیں گے۔مذاکرات اگر کامیاب نہیں ہوتے تو جنگ میں زیادہ شدت کا امکان ہے، بلکہ جس طرح ٹرمپ نے ڈیڈ لائن دی تھی کہ ایرانی تہذیب کو مکمل طور پر تباہ کر دیا جائے گا۔ہو سکتا ہے مکمل تباہ نہ کیا جا سکے لیکن تباہی بہت زیادہ ہو جائے گی۔یہ امکان بھی رد نہیں کیا جاسکتا کہ یہ جنگ ایران کی نسبت امریکہ کے لیے زیادہ خطرناک ثابت ہو۔اس وقت ایران اپنی بقا اور امریکہ اپنی برتری کی جنگ لڑ رہا ہے۔یہ جنگ صرف ان دو ممالک کے درمیان نہیں علاقائی سطح تک بھی لڑی جا رہی ہے۔امریکہ بہت زیادہ دور ہے اور دور ہونے کی وجہ سے کئی ممالک میں امریکی اڈے قائم کیے گئے ہیں۔ایران اب ان اڈوں کو نشانہ بنا رہا ہے اور اس سے امریکی اہداف کو نقصان پہنچنے کے علاوہ ان ممالک کو بھی پہنچ رہا ہے جہاں یہ امریکی اڈے موجود ہیں۔اگر یہ جنگ کافی عرصہ تک بند نہیں ہوتی تو بہت سے ممالک اس جنگ کا حصہ بن جائیں گے۔روس اور چین کی شمولیت کا امکان بھی رد نہیں کیا جاسکتا۔چین ایران کو جدید جنگی ٹیکنالوجی مہیا کر سکتا ہے اور روس کی طرف سے امداد مل سکتی ہے، روس اور چین کا تعاون امریکہ کو سخت زک پہنچا سکتا ہے۔جس طرح کہا جا رہا ہے کہ مذاکرات کا دور جلدی شروع ہو سکتا ہے، بہتر ہے کہ یہ مذاکرات کامیاب ہو جائیں۔عالمی برادری دباؤ ڈال کر ان مذکرات کو کامیاب کرانے کی سنجیدہ کوشش کرے۔جوہری توانائی کے لیے کوئی قابل عمل حل نکالا جائے تاکہ جنگ بندی کی طرف بڑھا جا سکے۔توقع کی جانی چاہیے کہ اس دفعہ مذاکرات فیصلہ کن ثابت ہوں گے۔بالفرض اگر مذاکرات ناکام بھی ہو جائیں تو جنگ فوری طور پر شروع نہیں کی جائے بلکہ عارضی جنگ بندی کی مدت بڑھا دی جائے۔بہرحال مذاکرات ضرور کرنے چاہیے کیونکہ جب دونوں فریقین ایک میز پر بیٹھتے ہیں تو تھوڑی مدت کے لیے سہی، قتل و غارت رک جاتی ہے۔ایران و امریکہ دونوں فریقین کو لچک دکھانی ہو گی۔ پچھلے مذاکرات کی نسبت آنے والے دنوں میں ہونے والے مذاکرات زیادہ پر امید ہیں۔

عسکری برتری تمام تبدیلیوں کی بنیاد ہے

امین اللہ

پتھر کے زمانے سے لے کر آج تک انسان اک دوسرے پر برتری حاصل کرنے کے لئے وہ سب کچھ کرتا ہے جو اس کے بس میں ہے ۔ اس کے لئے وہ انفرادی اور اجتماعی کے ساتھ ساتھ قبائلی اور قومی سطح پر قتل و غارتگری کے علاوہ وہ اپنے دشمن کے خلاف انسانیت سوز مظالم ڈھانے کے ساتھ ساتھ اس کی بستیوں ، کھیتوں اور کھلیانوں کو خاکستر کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا ۔ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک مفتوحہ قوموں کے مرد وزن کے علاوہ بچوں کو غلام بنا کر بازاروں میں بھیڑ بکریوں اور جانوروں کی طرح خرید و فروخت کا سلسلہ جاری تھا۔مکے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے ساتھ ناروا سلوک جاری تھا اور وہ تمام غلام بالخصوص حضرت یاسر کا گھرانہ ، حضرت بلال حبشی، حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اپنے مالکان کے ہاتھوں شدید ترین ظلم اور جبر کا شکار رہے ایمان لانے کے بعد تو ان پر ظلم کے پہاڑ توڑے گئے ۔ ہجرت مدینہ اور میدان بدر میں مسلمانوں کی فتح کے بعد تیزی سے حالات بدلنا شروع ہوگئے۔ اس لئے کہ مسلمانوں کو اک فاتح ریاست کی سرپرستی حاصل ہوگئی۔

ہجرت مدینہ کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ بنی اسرائیل کی یہ دعا مانگی تھی۔

باری تعالیٰ جہاں داخل کر عزت کے ساتھ داخل کر، اور جہاں سے نکال عزت کے ساتھ نکال اور اقتدار کے ذریعے میری مدد فرما۔

اقتدار کے بغیر نیکیوں اور شریعت کا نفاذ ممکن نہیں ۔ اور قوت کے بغیر نیکیوں کا ابلاغ بھی آزادانہ ممکن نہیں ۔ ۱۹۴۷ میں ہندوستان سے ہجرت کرنے والے علاقوں میں مسلمانوں کی تمام جائیدادوں کے ساتھ ساتھ مساجد ، خانقاہیں اور مزارات بھی ہندوؤں اور سکھوں نے قبضہ کر لیا۔ ابھی ایک سال پہلے جب آذر بائیجان نے آرمینیا کو شکست دی تو سابقہ مفتوحہ علاقے کی جامع مسجد میں سور چرتے ہوئے نظر آئے تھے جس کو پاک صاف کرکے دوبارہ بحال کیا گیا ۔ کمیونسٹ انقلاب کے بعد وسطی ایشیا کے تمام مسلم ممالک کی مساجد میں تالے ڈال کر قرآن اور نماز پڑھنے پر پابندیاں لگا دی گئی ۔ حتیٰ کہ مسلمانوں کی اپنی درس گاہوں کو بند کرکے روسی زبان اور سیکولر نظام تعلیم جو اسلام اور دین مخالف ہے بزور طاقت نافذ کر دیا گیا۔ عبدالغفور نام غفوروف میں تبدیل ہو گیا ، شکور شکوروف بن گیا۔ اسلامی تہذیب و تمدن اور ثقافت کا مرکز فاتح روسی قوم اور کمیونسٹ سیکولر نظام ثقافت اور نظامِ زندگی میں تبدیلی ہو گیا۔ تھوڑی بہت مزاحمت چند سالوں میں دم توڑ گئ پھر پوری قوم نے راضی خوشی اسی کو اپنالیا۔ قلم ماضی قریب کے ذکر میں آگیا۔اس کا ذکر اسلامی فتوحات اور گلوبل تبدیلیوں کے ساتھ گزشتہ تین صدیوں سے یورپ اور امریکی غلبے کے تناظر میں کرنا ضروری ہے۔فتح مکہ کے بعد پورا عرب سر نگوں ہو گیا اور جوق در جوق قبائل اسلام قبول کرنے لگے ۔ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا اور رحمت کی گھٹائیں چہار عالم برسنا شروع ہو گئیں ۔ اطراف کے مظلوم قومیں بھی امید کی نظروں سے اسلام کے عدل انصاف ، اخوت و محبت کو دیکھ کر مسلمان ہونا شروع ہو گئیں۔ پھر صحابہ جو بحری تجارت کیا کرتے تھے ان کے اخلاق و کردار اور پیغام اسلام سے متاثر ہو کر جزیرہ العرب سے باہر کے اقوام بھی اسلام میں داخل ہونا شروع ہو گئیں ۔ اسلامی تہذیب و تمدن اور ثقافت کو لوگوں نے خود سے اپنانا شروع کر دیا اور مفتوحہ علاقوں میں اسلامی قوانین نے عدل و انصاف کا ایسا نمونہ پیش کیا کہ دیگر مذاہبِ کے لوگوں نے بھی جاہلیت کے تمام رسم و رواج کو خود سے ترک کرنا شروع کر دیا۔ دور فاروقی میں روم اور ایران دو بڑی طاقتوں کی شکست کے بعد یہاں کی قدیم تہذیب وثقافت کا تیزی سے تبدیل ہو کر اسلامی تہذیب و ثقافت میں تبدیل ہو گئے ۔ مصر کی قدیم تہذیب مکمل طور پر اسلامی سانچے میں ڈھل گئی اور دریائے نیل میں سیلاب لانے کی خاطر خوبصورت جوان دوشیزاؤں کی قربانیوں کا ہولناک رسم بھی ختم ہو گیا ۔ یونانی علوم کو عربوں نے اور مسلمانوں اپنی کوششوں سے ایجادات اور دریافتوں کے سانچے میں ڈھال کر دنیا میں سرعت پذیر تبدیلیاں کر ڈالیں۔ اور چند دہائیوں کے بعد ہی زندگی کے تمام شعبوں کے امام بن گئے۔ آپسی جنگ و جدل ، اور صلیبی یلغار کے بعد بھی ہزار سالوں تک دنیا پر مسلمانوں کا غلبہ رہا مگر جوں جوں عسکری صلاحیتوں میں کمی ، جہاد سے فرار ، حکمرانوں کی تن آسانی اور دولت کی ریل پیل کے ساتھ کردار میں اخلاقی اقدار کی کمزوری پیدا ہوتی گئ تو یہود و نصاریٰ نے مسلمانوں میں اختلافات اتنا زیادہ زہر گھول دیا کہ اک مسلمان حکمران دوسرے مسلمان حکمران کے خلاف یہود و نصاریٰ کی مدد لینا شروع کر دیا نتیجہ یہی ہوا کہ آپس میں لڑوا کر مسلمانوں پر کافروں کا غلبہ ہوتا گیا۔ اختلافات مسلم دنیا کی خونچکا داستانوں سے تو کتب خانے بھرے ہوئے ہیں جس کو کالم میں سمویا نہیں جاسکتا۔ گزشتہ تین صدیوں سے برطانوی اور یورپی سامراجی قوتوں کے غلبے ، ترک خلافت کے خاتمے ، اور کمیونسٹ انقلاب کے بعد مسلم دنیا میں صرف دو ہی ملک جغرافیائی اعتبار سے آزاد تھے اک ترکی دوسرا افغانستان ، ترکی آزادی ہونے کے باوجود مصطفیٰ کمال کی غیر اسلامی تہذیب و تمدن اور اسلام مخالف اقدامات نے ترکی کو یورپ سے زیادہ یورپی ملک بنا کر ایسا سیکولر کیا کہ عربی زبان میں اذان پر پابندی کے ساتھ ساتھ عورتوں کو پردہ کرنا جرم ٹھہرا اور شہریت سے محرومی تک کی سزا ملی ۔ آج بھی ترکیہ کا آئین سیکولر ہے جس کو تمام تر تبدیلیوں کے باوجود تبدیل نہیں کیا جا سکا۔ عسکری اعتبار سے برطانیہ نے اتنے سارے ممالک پر قبضہ کیا تھا کہ اک وقت ایسا بھی تھا کہ برطانوی مملکت میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ طاقت کی زبان سنی جاتی ہے اور بولی جاتی ہے۔ یہی کچھ ہوا برصغیر ہندوپاک کی عظیم مغل سلطنت کا خاتمہ ہوا، انگریزوں کا قبضہ ہوا تو دیکھتے دیکھتے، تعلیمی نظام ، تہذیب و تمدن ثقافت ، معیشت و معاشرت لباس وخوراک سب کچھ کہرا وجبرا تبدیل ہونا شروع ہوا اور ہو گیا۔ انگریزی زبان کو ہر شعبے میں غلبہ حاصل ہو گیا۔ انگریزی بولنے والے افراد کو مہذب اور شائستہ سمجھا جانے لگا سرکاری ملازمتوں میں ترجیحاً نوکریاں ملنا شروع ہو گئیں ۔ لہذا معاش نے معاشرت کو تبدیل کر دیا۔ اور ایسے ایسے مسلمان دانشور پیدا ہوئے کہ انگریزوں کے جانے کے بعد بھی ان کے پیدا کردہ نسل مسلمانوں پر حکمرانی کر رہی ہے۔

برصغیر سے باہری دنیا افریقہ کے مسلم ممالک، وسطی ایشیا کے ممالک ، اور آج کے عرب ممالک پر نظر ڈالیں تو یہی کہا جاسکتا ہے کہ۔

لے گئے تثلیث کے فرزند میراث خلیل۔
خشت بنیاد کلیسا بن گئی خاک حجاج۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد ایک نئی دنیا وجود میں آئی اور دنیا دو بڑی طاقتوں میں تقسیم ہو گئی اک امریکی اور یورپی ممالک کا بلاک دوسرا روسی اور کمیونسٹ دنیا کا بلاک یہ دونوں قوتوں دو سوپر طاقتوں کی صورت میں اپنے اپنے حلیف ممالک میں عسکری برتری کی بنیاد پر اپنے نظام زندگی، معیشت و معاشرت، تعلیم و قوانین، نام نہاد انسانی حقوق کو بزور طاقت نافذ کرتی رہی ہیں اور انکار کرنے والے سربراہوں کو عبرتناک انجام سے دو چار کر دینا امریکہ اور روس کے دائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ مسلم دنیا تو کسی گنتی میں ہی شمار نہیں ہوتی ہیں۔ ان کے وسائل ، اور معدنیات سب ان بڑی طاقتوں کے تجوریوں میں موجود ہیں۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ امریکہ اور روس کو عسکری برتری حاصل ہے ۔ علامہ اقبال نے مسلمان بادشاہوں اور حکمرانوں کو بہت سمجھایا مگر نہ یہ کل سمجھے تھے اور نہ آج سمجھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

زمانہ اب بھی نہیں جس کے سوز سے فارغ۔
میں جانتا ہوں وہ آتش تیرے وجود میں ہے۔
تیری دوانہ جینیوا میں نہ لندن میں۔
فرنگ کی رگ جاں پنجہ یہود میں ہے۔

مگر یہ دنیا روس کا افغانستان میں شکست اور اس کے بکھرنے کے بعد Uni Polor بن گئی اور امریکہ دنیا کا واحد سوپر طاقت بن کر مسلم دنیا کو بھبھوڑنے لگا ، عراق، شام، لیبیا، سوڈان، صومالیہ، پھر ۹/۱۱ کا ڈراما رچا کر افغانستان ہر جگہ بربریت اور تباہی کا بازار گرم کر کے ان ممالک کی دولت سے اپنے خزانوں کو بھر تارہاہے۔ فرنگ کی رگ جاں پنجہ یہود میں کے مصداق اسرائیل نے گریٹر اسرائیل کے منصوبے کو اپنے قیام سے لے کر آج تک امریکہ کی سرپرستی میں پائے تکمیل تک پہنچانے میں لگا ہوا ہے اب تو غزہ میں فلسطینیوں کی نسل کشی نے پوری دنیا کے ان تمام مرد وزن کو جن کے دلوں میں انسانی ہمدردی ہے تڑپا کر رکھ دیا ہے اور وہ سراپا احتجاج ہیں ۔ حماس کی مزاحمت اور اہل غزہ کی قربانیوں نے اسرائیل کے اس منصوبے کو نکیل ڈال رکھا ہے۔

اسی امریکہ اور اسرائیل کی عسکری برتری نے عرب حکمرانوں کو بھیگی بلی بنا کر رکھ دیا ہے۔ انہوں نے اپنی جان و مال کی حفاظت کے لئے نہ صرف پٹرو ڈالر کا معاہدہ کیا بلکہ اپنی سرزمینوں پر اپنی دولت سے اربوں ڈالر کا اسلحہ خرید کر امریکہ کے فوجی اڈے قائم کیئے جس کا تماشا امریکا اسرائیل اور ایران کی جنگ میں بن گیا کہ جس امریکہ کو اپنی حفاظت کیلئے رکھا تھا وہ خود اپنی حفاظت نہ کرسکا تو ان کی حفاظت کیا خاک کرے گا ۔امریکہ ، اسرائیل مخالف اک نئی دنیا وجود میں آرہی ہے ، چین روس ، پاکستان اور ترکیہ اور دیگر چوٹ کھائے خلیجی ممالک ۔ عسکریت کا توازن مغرب سے مشرق کی سمت تبدیل ہورہاہے۔

کھول آنکھ زمیں دیکھ، فلک دیکھ، فضاء دیکھ۔
مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ۔

* درود و سلام *
بحضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

اے جمیل و حسیں اے معین و متیں
آپ پر دم بدم ہے درود و سلام
آپ نورِ مبیں ء رحمتِ عالمیں
آپ پر دم بدم ہے درود و سلام
ہم کو شوق عبادت عطا کیجئے
ہم کو ذوق تلاوت عطا کیجئے
دین ودنیا کی دولت عطا کیجئے
ہم کو شرف زیارت عطا کیجئے
کوئی آیا نہیں آپ سا دل نشیں
آپ پر دم بدم ہے درود و سلام
قلب ہے پارہ پارہ عنایت شہا
التجا ہے خدارا عنایت شہا
پنجتن کا اتارا عنایت شہا
ہے اسی پر گزارا عنایت شہا
چشم رحمت شہنشاہ دنیا و دیں
آپ پر دم بدم ہے درود وسلام
ہے دعا تیرے پیاروں کا سایہ رہے
فاطمہ کے دلاروں کا سایہ رہے
دین کے چاند تاروں کا سایہ رہے
برکتوں کی بہاروں کا سایہ رہے
نورِ حق بالیقیں آفریں آفریں
آپ پر دم بدم ہے درود و سلام
نذر کیا ہم کریں سخت لاچار ہیں
رونگٹے تک ہمارے گنہگار ہیں
ہم خطاوار ہیں ہم سیہ کار ہیں
نفس کے جال میں ہم گرفتار ہیں
المدد المدد اے شفیع و امیں
اپ پر دم بدم ہے درود و سلام
اے نبی مکرم سلامٌ علیک
زینتِ عرشِ اعظم سلامٌ علیک
نازشِ نوعِ آدم سلامٌ علیک
ہو قبول اے معظّم سلامٌ علیک
آپ محبوبِ رب مرسلِ مُرسلیں
آپ ہر دم بدم ہے درود و سلام

* معظم ارزاں شاہی دوست پوری *
قصبہ دوست پورء
ضلع سلطان پور
یوپی (انڈیا)

کتابیں واخبارات: فکرودانش کے پیامبران سے رشتہ مستحکم کرنا ہر فرد کی ذمہ داری

۲۳ اپریل "عالمی یومِ کتاب" کے موقع پر خصوصی مضمون

مجید عارف نظام آبادی،
ریاض سعودی عرب
majeedaarif@gmail.com

کتابیں دراصل علم، تخیل اور شعور کے ایسے دروازے ہیں جو انسان کو ایک نئی دنیا سے روشناس کراتے ہیں۔ جب ہم کسی کتاب کو کھولتے ہیں تو گویا ہم ایک ایسے دروازے کو کھول رہے ہوتے ہیں جس کے پیچھے بے شمار کہانیاں، خیالات اور تجربات ہماری منتظر ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر سال ۲۳ اپریل کو دنیا بھر میں عالمی یومِ کتاب منایا جاتا ہے۔ اس دن کا مقصد انسان کو کتاب اور مطالعہ کی اہمیت سے روشناس کرانا، علم کی ترویج کرنا اور معاشرے میں فکری بیداری پیدا کرنا ہے۔ کتاب محض کاغذ کے چند اوراق کا مجموعہ نہیں بلکہ تہذیبوں، تجربات، خیالات اور علم کا خزانہ ہوتی ہے، جو انسان کو جہالت کے اندھیروں سے نکال کر شعور و آگہی کی روشنی عطا کرتی ہے۔ اخبارات کی اہمیت وافادیت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا۔

اخبارات ہماری روزمرہ زندگی کا ایک اہم حصہ ہیں۔ یہ ہمیں ملک و دنیا کی تازہ خبروں، حالات وواقعات، سیاسی، معاشی، تعلیمی اور سماجی سرگرمیوں سے باخبر رکھتے ہیں۔ اخبارات کے ذریعے انسان اپنے اردگرد پیش آنے والے معاملات سے آگاہ رہتا ہے۔ اخبارات نہ صرف خبریں فراہم کرتے ہیں بلکہ علم و معلومات میں بھی اضافہ کرتے ہیں۔ ان میں مضامین، اداریے، کالم اور تعلیمی صفحات شامل ہوتے ہیں جو قارئین کی سوچ اور سمجھ بوجھ کو بہتر بناتے ہیں۔ طلبہ کے لیے اخبارات بہت مفید ہیں کیونکہ ان سے زبان بہتر ہوتی ہے اور جنرل نالج میں اضافہ ہوتا ہے۔

اخبارات عوام کی آواز بھی ہوتے ہیں۔ یہ معاشرے کی برائیوں کی نشاندہی کرتے ہیں اور حکمرانوں تک عوام کے مسائل پہنچاتے ہیں۔ اسی وجہ سے اخبارات کو جمہوریت کا اہم ستون کہا جاتا ہے۔ مختصر یہ کہ اخبارات علم، شعور اور آگہی کا بہترین ذریعہ ہیں۔ ہمیں روزانہ اخبار پڑھنے کی عادت اپنانی چاہیے۔

مطالعہ چاہے کتابوں کا ہو یا اخبارات کا، ایک ایسا عمل ہے جو انسان کو علم، حکمت اور تجربات سے آراستہ کرتا ہے۔ یہ انسان کو نئی معلومات فراہم کرتا ہے اور اس کے ذہن کو وسعت دیتا ہے۔ مطالعہ سے انسان کی تخلیقی صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ نئے خیالات اور نظریات کو جنم دے سکتا ہے۔ عالمی یوم

کتاب کا یہ دن یونیسکو نے ۱۹۹۵ میں متعارف کرایا تھا تاکہ کتابوں کی اہمیت، مطالعہ کی عادت اور مصنفین کے حقوق کو اجاگر کیا جاسکے۔ یہ دن نہ صرف کتابوں کی خرید وفروخت بلکہ علم کی روشنی پھیلانے کا دن ہے۔ آج کے ڈیجیٹل دور میں جہاں سوشل میڈیا اور ویڈیوز نے توجہ حاصل کرلی ہے، عالمی یوم کتاب ہمیں یاد دلاتا ہے کہ کتاب اب بھی انسان کی سب سے طاقتور اور پائیدار دوست ہے۔ قرآن مجید کی پہلی وحی کا آغاز بھی "اقرأ" (پڑھو) سے ہوا، جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اسلام میں علم اور مطالعہ کو کس قدر اہمیت حاصل ہے۔ مطالعہ انسان کو اپنے رب، اپنی ذات اور کائنات کے رازوں کو سمجھنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ عالمی یوم کتاب، کتابوں کی اہمیت اور مطالعہ کی ترویج کے لئے ایک خاص دن ہے۔ اس دن کو منانے کا مقصد لوگوں کو کتابوں کی طرف راغب کرنا اور مطالعہ کی عادت کو فروغ دینا ہے۔ کتابیں انسان کو اپنے محدود ماحول سے نکال کر وسیع دنیا میں لے جاتی ہیں۔ ایک ناول ہمیں کسی اور زمانے اور مقام پر لے جاتا ہے، جہاں ہم مختلف کرداروں کے ساتھ جیتے اور محسوس کرتے ہیں۔ اسی طرح سائنسی اور تعلیمی کتابیں ہمیں نئی معلومات فراہم کرتی ہیں اور ہماری سوچ کو وسعت دیتی ہیں۔ گویا ہر کتاب ایک نیا دروازہ ہے جو علم اور آگاہی کی روشنی سے بھرپور ہوتا ہے۔ دروازہ کھولنے کے لیے ہمت اور تجسس کی ضرورت ہوتی ہے، اور یہی بات کتابوں پر بھی صادق آتی ہے۔ جو شخص کتابوں سے دوستی کرتا ہے، وہ نئے خیالات، نئے نظریات اور نئی دنیاؤں سے آشنا ہوتا ہے۔ کتابیں نہ صرف ہمارے ذہن کو روشن کرتی ہیں بلکہ ہماری شخصیت کو بھی نکھارتی ہیں اور ہمیں بہتر انسان بننے میں مدد دیتی ہیں۔ مزید یہ کہ کتابیں انسان کے بہترین دوست ہوتی ہیں۔ یہ خاموشی سے ہمیں سکھاتی ہیں، رہنمائی کرتی ہیں اور مشکل وقت میں ہمارا ساتھ دیتی ہیں۔ جب ہم کسی کتاب کے دروازے کو کھولتے ہیں تو ہم تنہا نہیں رہتے بلکہ ایک نئی دنیا ہمارے ساتھ ہوتی ہے۔ کتاب مطالعہ کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ یہ علم کا خزانہ ہے جو انسان کو مختلف موضوعات پر معلومات فراہم کرتا ہے۔ کتابیں انسان کو تاریخ، ادب، فلسفہ، سائنس اور دیگر موضوعات پر گہرائی سے آگاہ کرتی ہیں۔ کتاب کی افادیت بہت زیادہ ہے۔ یہ انسان کو علم اور حکمت سے آراستہ کرتی ہے، اس کے ذہن کو وسعت دیتی ہے اور اس کی تخلیقی صلاحیتوں میں اضافہ کرتی ہے۔ عالمی یوم کتاب ہمیں مطالعہ اور کتاب کی اہمیت کو سمجھنے کا موقع فراہم کرتا ہے

۔ ہمیں اس دن کو منانے کے لئے کتابوں کی طرف راغب ہونا چاہیے اور مطالعہ کی عادت کو فروغ دینا چاہیے۔ کتابیں ہمارے بہترین دوست ہیں جو ہمیں علم، حکمت اور تجربات سے آراستہ کرتی ہیں۔

مطالعہ انسان کی شخصیت سازی میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ ایک انسان جتنا زیادہ پڑھتا ہے، اتنا ہی اس کا ذہن وسیع، سوچ پختہ اور کردار مضبوط ہوتا جاتا ہے۔ مطالعہ انسان کو سوچنے، سمجھنے اور تجزیہ کرنے کی صلاحیت دیتا ہے۔ یہ انسان کو صرف معلومات ہی نہیں دیتا بلکہ اسے بہتر فیصلے کرنے کا ہنر بھی سکھاتا ہے۔ کیا آپ مرحوم دانشوران ملت سے بھی گفتگو کرنا چاہتے ہیں؟ یہ موقع ان کی لکھی ہوئی کتاب فراہم کرتی ہے۔ مولانا رومی، علامہ اقبال، سرسید احمد خان، مولانا ابوالکلام سے آپ راست گفتگو کرکے ان کے خیالات و نظریات سے فیض یاب ہوسکتے ہیں۔ بس ان کی لکھی ہوئی کوئی کتاب کا ورق کھولیں۔ ان سے گفتگو کا آغاز کریں پھر دیکھیں علم و حکمت کے کتنے باب آپ کی نظروں سے گزرتے ہیں۔ کتاب انسان کی بہترین دوست ہوتی ہے۔ یہ نہ کبھی دھوکہ دیتی ہے اور نہ ہی انسان کو تنہا چھوڑتی ہے۔ کتاب کے ذریعے انسان مختلف تہذیبوں اور ثقافتوں سے واقف ہوتا ہے۔ ماضی کے تجربات سے سیکھتا ہے۔ حال کو بہتر بنانے اور مستقبل سنوارنے کی راہیں تلاش کرتا ہے۔ اپنی زبان، اندازِ بیان اور سوچ میں بہتری لاتا ہے۔ کتابیں انسان کو اخلاقی تربیت بھی فراہم کرتی ہیں۔ اچھی کتابیں انسان میں صبر، برداشت، ہمدردی اور مثبت سوچ پیدا کرتی ہیں، جبکہ بری صحبت سے بچانے میں بھی مددگار ثابت ہوتی ہیں۔

افسوس کی بات ہے کہ جدید دور میں موبائل، سوشل میڈیا اور دیگر مصروفیات نے مطالعہ کی عادت کو کمزور کر دیا ہے۔ نوجوان نسل کتابوں سے دور ہوتی جارہی ہے، جس کے باعث علمی سطح اور فکری پختگی میں کمی دیکھنے میں آرہی ہے۔ حالانکہ ٹیکنالوجی کو کتاب کے متبادل کے طور پر نہیں بلکہ اس کے معاون کے طور پر استعمال کیا جانا چاہیے۔ کتاب کو اپنا دوست بنائیں۔ موبائل کے سحر میں گرفتار نہ ہوں۔ جدید واسمارٹ ٹیکنالوجی کے موجد اہل مغرب نے کتاب سے اپنا رشتہ پہلے جیسا مضبوط کر رکھا ہے۔ کتاب اور اپنی مادری زبان سے رشتہ اپنی ماں کی طرح مقدس رکھنے والی

کہ اگر ہم ترقی یافتہ، باشعور اور مہذب معاشرہ چاہتے ہیں تو ہمیں کتاب سے اپنا رشتہ مضبوط کرنا ہوگا۔ کتاب ہی وہ ذریعہ ہے جو انسان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتی ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم خود بھی مطالعہ کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیں، کیونکہ ایک پڑھا لکھا فرد ہی ایک مضبوط قوم کی بنیاد رکھ سکتا ہے۔

کتاب صرف کاغذ کے ورقوں کا مجموعہ نہیں، بلکہ انسانی تجربات، دانش، تاریخ اور تخیل کا محفوظ شدہ سرمایہ ہے۔ قدیم زمانے سے لے کر آج تک کتاب نے انسانی ترقی میں مرکزی کردار ادا کیا ہے۔ مصر کے پاپائرس، بابل کی مٹی کی تختیاں، چینی کی ریشم کی کتابیں اور عرب دنیا کی جلدوں والی کتابیں سب اس بات کا ثبوت ہیں کہ کتاب نے تہذیبوں کو زندہ رکھا۔ کتاب ہمیں ماضی سے جوڑتی ہے، حال کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے اور مستقبل کی بنیاد رکھتی ہے۔ مطالعہ محض وقت گزارنے کا ذریعہ نہیں، بلکہ شخصیت کی تشکیل، ذہنی نشوونما اور جذباتی توازن کا بنیادی ذریعہ ہے۔ اس کی اہمیت مندرجہ ذیل پہلوؤں سے واضح ہوتی ہے۔ علمی اور فکری ترقی مطالعہ علم کے دروازے کھولتا ہے۔ ایک کتاب ہمیں ہزاروں سال کے تجربات، غلطیوں اور کامیابیوں سے آگاہ کردیتی ہے۔ طالب علم ہو یا پیشہ ور شخص، مطالعہ اسے نئی سوچ، نئی راہیں اور نئے حل مہیا کرتا ہے۔

جب ہم ناول پڑھتے ہیں تو ہمارا دماغ نئے کردار، نئی دنیائیں اور نئے منظر نامے تخلیق کرتا ہے۔ یہ تخیل طلبہ میں تخلیقی سوچ پیدا کرتا ہے جو سائنس، آرٹ، ادب اور کاروبار ہر شعبے میں کامیابی کی ضامن ہے۔ باقاعدہ مطالعہ الفاظ کے ذخیرے کو بڑھاتا ہے، جملہ سازی کو درست کرتا ہے اور تحریر و تقریر کو موثر بناتا ہے۔ اچھا قاری ہمیشہ اچھا بیان کرنے والا بھی ہوتا ہے۔ سائنسی تحقیق (Neurological studies) ثابت کرتی ہے کہ روزانہ ۳۰ منٹ مطالعہ تناؤ کے ہارمون کورٹیسول کو کم کرتا ہے۔ یہ دماغ کو پرسکون کرتا ہے اور نیند بھی بہتر کرتا ہے۔ جب ہم مختلف ملکوں، مذاہب اور ثقافتوں کی کہانیاں پڑھتے ہیں تو ہم دوسروں کے درد، جذبات اور نقطہ نظر کو سمجھنے لگتے ہیں۔ یہ رواداری، قبولیت اور عالمی بھائی چارے کی بنیاد رکھتا ہے۔ کتابِ صرف فرد کی نہیں بلکہ پورے

تعلیم اور معاشی ترقی: جو معاشرے زیادہ کتابیں پڑھتے ہیں، وہ زیادہ ایجادات اور جدت طرازی کرتے ہیں۔ سنگاپور، جاپان اور جرمنی جیسے ممالک اس کی زندہ مثالیں ہیں جہاں مطالعہ کو قومی پالیسی کا حصہ بنایا گیا۔

کتابیں ہماری زبان، روایات اور اقدار کو نسلوں تک منتقل کرتی ہیں۔ اردو ادب کی کتابیں (غالب، اقبال، پریم چند، اشفاق احمد، سرسید احمد خان) ہماری شناخت کو زندہ رکھتی ہیں۔ ڈیجیٹل دور میں بھی کتاب کو برتری حاصل ہے۔ اگرچہ ای بکس اور آڈیو بکس دستیاب ہیں، مگر کاغذی کتاب کا ذاتی رابطہ، خوشبو اور نوٹس لینے کا لطف کوئی ڈیجیٹل آلہ نہیں دے سکتا۔ مطالعہ کی گہرائی کاغذی کتاب میں زیادہ ہوتی ہے۔

کتاب انسان کا سب سے سستا، سب سے پائیدار اور سب سے وفادار دوست ہے۔ یہ نہ بولتی ہے مگر ہر سوال کا جواب دیتی ہے، نہ تھکتی ہے مگر ہمیشہ تازگی بخشتی ہے۔ عالمی یوم کتاب کی یہ سعادت ہے کہ یہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ جب تک ہم کتابیں پڑھیں گے، ہم زندہ رہیں گے، سوچیں گے اور ترقی کریں گے۔ مسٹر عبدالحئی خان، اسسٹنٹ پروفیسر سی ایم کالج، دربھنگہ اردو کتابوں / رسالوں کی توسیع اشاعت کے لئے کامیاب مساعی کررہے ہیں۔ اسی طرح Read and Lead Society اورنگ آباد مہاراشٹرا کے سربراہ جناب عبدالقیوم بیگ ندوی،، بچوں کے رسائل کی توسیع اشاعت کے لئے قابل قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ناشرین و مصنفین ان سے بھی فیض حاصل کرسکتے ہیں۔ ان کی دختر مریم مرزا نے "محلہ لائبریری" قائم کرکے ایک مثال قائم کی ہے۔ ان کی یہ تحریک ہندوستان بھر میں توجہ حاصل کرکے قابل تقلید بن گئی ہے۔ اردو رسائل

و اخبارات کے ادارے و ناشرین مل کر ایک مشترکہ پلیٹ فارم اختیار کرتے ہوئے ایک ویبسائٹ بنائیں۔ تاکہ قارئین کو رقم بھیجنے میں آسانی ہو، دوسرا محبان اردو/ اور فروغ اردو کے لئے کوششیں کرنے ولی تنظیموں سے ربط پیدا کرتے ہوئے توسیع اشاعت اور کتابوں کی مناسب فروخت کے اقدامات کئے جاسکتے ہیں۔

آخر میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ کتابیں واقعی دروازوں کی مانند ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ یہ دروازے لکڑی یا لوہے کے نہیں بلکہ الفاظ اور خیالات سے بنے ہوتے ہیں۔ جو شخص ان دروازوں کو کھولنا سیکھ لیتا ہے، اس کے لیے دنیا کی کوئی حد باقی نہیں رہتی۔

کتابیں انسان کو نئے خیالات اور نظریات کو جنم دینے میں مدد کرتی ہیں اور اسے ایک بہتر انسان بناتی ہیں۔ مطالعہ کی عادت کو فروغ دینے کے لئے کئی اقدامات کیے جاسکتے ہیں:

کتابوں کی لائبریریاں قائم کرنا
کتابوں کی نمائش لگانا
مطالعہ گروپس تشکیل دینا
کتابوں کے بارے میں گفتگو کرنا
گھروں میں چھوٹی لائبریری قائم کی جائے
بچوں کو کم عمری سے کتابوں کی طرف راغب کیا جائے
تعلیمی اداروں میں مطالعہ کو لازمی جزو بنایا جائے
سوشل میڈیا پر مفید کتابوں کا تعارف کروایا جائے
روزانہ کم از کم کچھ وقت مطالعہ کے لیے مخصوص کیا جائے، نوجوانوں کو کتابوں کی طرف راغب کرنا
ہر گھر میں کم از کم ایک لائبریری ہو۔

بچوں کو چھوٹی عمر سے کتاب پڑھنے کی عادت ڈالی جائے۔ اسکولوں اور یونیورسٹیوں میں لائبریریوں کو جدید خطوط پر استوار کیا جائے۔

سوشل میڈیا کے بجائے کتابی کلب قائم کیے جائیں۔

مصنفین، مترجمین اور ناشرین کو حوصلہ افزائی کی جائے۔ آج ہی سے عہد کریں کہ اپنی مادری زبان اردو سے ہم اپنی ماں کی طرح محبت کریں، ہفتے میں کم از کم ایک کتاب مکمل کریں۔ اردو رسائل و اخبارات خرید کر پڑھیں،، اپنے بچوں کو اردو سکھائیں، دوستوں کے ساتھ کتابی مباحثہ کریں اور لائبریری کا رخ کریں۔

majeedaarif@gmail.com
(مضمون نگار کئی کتابوں کے مصنف اور ویب سائٹ
www.mynizamabad.com
www.qalampubl.com
کے سی وی او اور ایڈیٹر ہیں)

بنگال میں ایس آئی آر: نشانے پر مسلمان!

محمد حفیظ الدین
سکریٹری، گنجریا اتحاد ویلفیئر سوسائٹی
hafiznoori1987@gmail.com

مغربی بنگال میں ۲۰۲۶ کے اسمبلی انتخابات سے قبل انتخابی فہرستوں کی خصوصی نظرِ ثانی (SIR) نے جمہوری عمل کی شفافیت اور غیر جانبداری پر ایک سنجیدہ سوالیہ نشان کھڑا کر دیا ہے۔ دستیاب اعداد و شمار اس امر کی واضح نشاندہی کرتے ہیں کہ اس عمل کے نتیجے میں اقلیتی، بالخصوص مسلم برادری کو غیر متناسب طور پر نشانہ بنایا جارہا ہے، جو نہ صرف انتخابی انصاف کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہے بلکہ آئینی حقوق کی بھی صریح خلاف ورزی ہے۔

اعداد و شمار کے تجزیے سے جو تصویر ابھر کر سامنے آتی ہے، وہ انتہائی تشویشناک ہے۔ نندی گرام جیسے حساس حلقے میں، جہاں مسلمانوں کی آبادی تقریباً ۲۵ فیصد ہے، ضمنی فہرستوں میں حذف شدہ ووٹروں میں سے ۹۵ء۵ فیصد کا تعلق مسلم برادری سے ہونا محض اتفاق معلوم نہیں ہوتا، بلکہ ایک منظم اور جانب دارانہ عمل کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جمہوری نظام میں انتخابی فہرستیں وہ بنیادی دستاویز ہوتی ہیں جو شہریوں کے حقِ رائے دہی کی ضمانت دیتی ہیں، لیکن جب انہی فہرستوں کو متعصبانہ انداز میں ترتیب دیا جائے تو پورا انتخابی عمل اپنی ساکھ کھو دیتا ہے۔

یہ مسئلہ کسی ایک حلقے تک محدود نہیں بلکہ ریاست بھر میں اس کی بازگشت سنائی دے رہی ہے۔ اطلاعات کے مطابق تقریباً ۹۱ لاکھ ووٹروں کو فہرستوں سے خارج کیا گیا ہے، جن میں بڑی تعداد اقلیتی طبقے سے تعلق رکھتی ہے۔ خاص طور پر مرشد آباد جیسے مسلم اکثریتی ضلع میں سب سے زیادہ ناموں کے حذف ہونے نے اس شبہے کو مزید تقویت دی ہے کہ یہ عمل محض تکنیکی یا انتظامی غلطیوں کا نتیجہ نہیں بلکہ ایک مخصوص طبقے کو سیاسی طور پر کمزور کرنے کی کوشش ہے۔

اسی تناظر میں ضلع اتر دیناج پور کی صورتحال بھی کم تشویشناک نہیں ہے۔ اگر صرف ایک اسمبلی حلقے اسلام پور کے اعداد و شمار کا جائزہ لیا جائے تو تصویر مزید واضح ہو جاتی ہے۔ فراہم کردہ ڈیٹا کے مطابق اسلام پور سب ڈویژن میں کل ابتدائی ووٹرز کی تعداد ۸،۴۷،۳۵۲ تھی، جس کے بعد نظرِ ثانی کے عمل میں ۳،۳۴،۳۴۴ معاملات (adjudication) کے لیے لیے گئے۔ ان میں سے ۲،۱۳،۷۵۹ کو قبول کیا گیا، جبکہ ۱،۱۹،۸۴۰ درخواستیں مسترد کر دی گئیں۔ مجموعی طور پر ۳،۳۳،۵۹۹ معاملات نمٹائے گئے، جبکہ ۷۴۵ ابھی بھی زیر التوا ہیں۔ اس پورے عمل کے بعد کل ووٹروں کی تعداد ۱۰،۶۱،۱۱۱ بتائی گئی ہے۔ یہ اعداد و شمار اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ نظرِ ثانی کا عمل غیر معمولی حد تک مسلمانوں کو نشانہ بنا کر انجام دیا گیا۔

اگر ہم مقامی سطح پر گنجریا گرام پنچایت کے اعداد و شمار کا جائزہ لیں تو صورتحال مزید سنگین نظر آتی ہے۔ مختلف پارٹ نمبروں میں حذف شدہ ووٹروں کی

تفصیل اس طرح ہے: پارٹ نمبر ۱۸۱ میں ۲۲۱ ووٹرز کو حذف کیا گیا جبکہ ۷۶۷ فعال ہیں؛ پارٹ نمبر ۱۸۲ میں ۹۱ حذف اور ۴۳۹ فعال؛ پارٹ نمبر ۱۸۳ میں ۱۷۰ حذف اور ۷۱۸ فعال؛ پارٹ نمبر ۱۸۴ میں ۸۹ حذف اور ۷۰۲ فعال؛ اور پارٹ نمبر ۱۸۵ میں ووٹرز کو حذف کیا گیا جبکہ ۶۸۳ ووٹرز فعال ہیں۔ ان اعداد و شمار سے واضح ہوتا ہے کہ ایک ہی گرام پنچایت کے اندر سینکڑوں ووٹرز کو فہرستوں سے خارج کیا گیا ہے، جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نظرِ ثانی کا عمل نچلی سطح تک کس شدت کے ساتھ نافذ کیا جارہا ہے۔

یہ مقامی اور ریاستی سطح کے اعداد و شمار مل کر ایک بڑی تصویر پیش کرتے ہیں، جس میں انتخابی فہرستوں کی نظرِ ثانی کے نام پر بڑے پیمانے پر اخراج کا عمل جاری دکھائی دیتا ہے۔ خاص طور پر ان علاقوں میں جہاں مسلم آبادی نمایاں ہے، وہاں اس طرح کی کارروائیاں جمہوری شمولیت کے بجائے سیاسی محرومی کو بڑھاوا دیتی ہیں۔ یہ صورتحال نہ صرف انتخابی نتائج کو متاثر کرسکتی ہے بلکہ عوامی نمائندگی کے توازن کو بھی بگاڑ سکتی ہے۔

اس پورے معاملے میں سب سے زیادہ تشویشناک پہلو وہ ہے جو عدالتی مداخلت کے بعد سامنے آیا ہے۔ کانگریس کے امیدوار مہتاب شیخ کے نام کی بحالی اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ انتخابی فہرستوں کی نظر ثانی کے عمل میں سنگین خامیاں موجود ہیں۔ جب الیکشن کمیشن کسی امیدوار کے نام کو حذف کرنے کی معقول وجہ پیش کرنے میں ناکام رہتا ہے تو اس سے نہ صرف ادارے کی ساکھ متاثر ہوتی ہے بلکہ عوام کے اعتماد کو بھی شدید دھچکا پہنچتا ہے۔

مزید برآں، لاکھوں کی تعداد ووٹروں کو مکمل طور پر خارج کر دینا ایک ایسا قدم ہے جو جمہوری حقوق کی بنیاد کو ہلا کر رکھ دیتا ہے۔

ووٹ دینا ہر شہری کا بنیادی آئینی حق ہے، اور اس حق سے محرومی دراصل اس کی سیاسی شناخت کو ختم کرنے کے مترادف ہے۔ جب کسی مخصوص برادری کو بڑے پیمانے پر اس حق سے محروم کیا جائے تو یہ عمل نہ صرف غیر جمہوری بلکہ امتیازی بھی قرار پاتا ہے۔

یہ صورتحال اس بات کی متقاضی ہے کہ اس پورے عمل کی فوری اور آزادانہ تحقیقات کی جائیں۔ ایک غیر جانبدار تحقیقاتی کمیشن ہی اس بات کا تعین کر سکتا ہے کہ آیا یہ نام واقعی تکنیکی وجوہات کی بنا پر حذف کیے گئے یا اس کے پیچھے کوئی منظم منصوبہ کارفرما تھا۔ اس کے ساتھ ہی ضروری ہے کہ پولنگ سے قبل تمام اہل ووٹروں کے نام دوبارہ بحال کیے جائیں تاکہ کوئی بھی شہری اپنے آئینی حق سے محروم نہ رہے۔ الیکشن کمیشن آف انڈیا جیسے آئینی ادارے پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ نہ صرف شفافیت کو یقینی بنائے بلکہ عوام کے اعتماد کو بھی بحال کرے۔

اس معاملے کا ایک اور اہم پہلو سماجی اور سیاسی ہم آہنگی سے جڑا ہوا ہے۔ جب کسی مخصوص برادری کو یہ محسوس ہو کہ اسے منظم طریقے سے سیاسی عمل سے باہر کیا جارہا ہے تو اس کے نتیجے میں بے چینی اور عدم اعتماد پیدا ہونا فطری ہے۔ یہ صورتحال نہ صرف جمہوریت بلکہ قومی یکجہتی کے لیے بھی نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ تمام جمہوری قوتیں اس مسئلے کو سنجیدگی سے لیں اور اس کے حل کے لیے متحد ہو کر آواز بلند کریں۔

۱٦۸ یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ مغربی بنگال میں انتخابی فہرستوں کی اس خصوصی نظر ثانی نے جمہوری اقدار کے تحفظ کے حوالے سے ایک اہم آزمائش پیدا کر دی ہے۔ اگر اس معاملے کو بروقت اور منصفانہ طریقے سے حل نہ کیا گیا تو اس کے اثرات نہ صرف موجودہ انتخابات بلکہ مستقبل کے جمہوری عمل پر بھی مرتب ہوں گے۔ وقت کا تقاضا ہے کہ شفافیت، انصاف اور برابری کے اصولوں کو مقدم رکھا جائے اور ہر شہری کو بلا تفریق اس کے ووٹ کے حق کی مکمل ضمانت دی جائے۔ یہی ایک مضبوط اور حقیقی جمہوریت کی بنیاد ہے۔

طیبہ کی گلی

یہ کوچۂ طیبا ہے محبت کی کلی ہے
آنکھیں نہیں بھرتیں ہیں مری ،ایسی گلی ہے

ہر گوشے میں ہے ایسی نفاست کہ نہ پوچھو
لگتا ہے کہ زمزم سے نہائی ہے دھلی ہے

ہر شام ہے پر نور یہاں ،صبح نرالی
کیا جانے وہ کس نور کے سانچے میں ڈھلی ہے

خوشبو سے معطر ہے فضا ساری کی ساری
گویا ہے کہیں وردہ گلِ یاس و للی ہے

دیکھا ہے فلک نے بھی اسے حزن کی صورت
جب آئے محمد تبھی تسکین ملی ہے

خوابیدہ اسی ذرہ میں ہیں احمدِ مرسل
گذری ہے صبا جب بھی یہاں دھیرے چلی ہے

ہے یادِ خدا سے یہ مری روح بھی زندہ
اور یادِ محمد سے توانائی ملی ہے

پہنچے درِ اقدس پہ جو یہ ندوی تو پیہم
ہے لب پہ کبھی ذکرِ خفی، ذکرِ جلی ہے

عبد السبحان ندوی
13/3 Pemantle Street kolkata 16
Mobile: 8831452849